﴿... اِنَّ الفَضلَ بِيَدِاللّٰهِ يُؤتِيهِ مَن يَشَاءُ*﴾ (آل عمران: ٧٤) ﴿... عَسٰى اَن يَبعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحمُودًا*﴾ (بنی إسرائيل: ٨٠)

الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر

جلد ۲ جمعۃ المبارک ۲۸ر جولائی، ۱۹۹۵ء شمارہ ۳۱/۳۰

اگر میرے لئے خدا کے نشان ظاہر ہوئے ہیں اور نیز زمانہ نے میری ضرورت کو ظاہر کر دیا ہے تو میرا انکار تیز تلوار کی دھار پر ہاتھ مارنا ہے

"اگر میرے لئے خدا کے نشان ظاہر نہیں ہوئے اور آسمان اور زمین نے میری گواہی نہیں دی تو میں جھوٹا ہوں لیکن اگر میرے لئے خدا کے نشان ظاہر ہوئے ہیں اور نیز زمانہ نے میری ضرورت کو ظاہر کر دیا ہے تو میرا انکار تیز تلوار کی دھار پر ہاتھ مارنا ہے۔

میرے ہی زمانہ میں رمضان کے مہینہ میں کسوف خسوف ہوا۔ میرے ہی زمانہ میں ملک پر موافق احادیث صحیحہ اور قرآن شریف اور پہلی کتابوں کے طاعون آئی اور میرے ہی زمانہ میں نئی سواری یعنی ریل جاری ہوئی۔ اور میرے ہی زمانہ میں میری پیش گوئیوں کے مطابق خوفناک زلزلے آئے تو پھر کیا تقویٰ کا مقتضا نہ تھا کہ میری تکذیب پر دلیری نہ کی جاتی؟

دیکھو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہزاروں نشان میری تصدیق کے ظاہر ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں اور آئندہ ہوں گے۔ اگر یہ انسان کا منصوبہ ہوتا تو اس قدر تائید اور نصرت اس کی ہرگز نہ ہوتی۔ اور یہ امر انصاف اور ایمان کے برخلاف ہے کہ ہزاروں نشانوں میں سے جو ظہور میں آ چکے صرف ایک یا دو امر لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے پیش کرنا کہ فلاں فلاں پیش گوئی پوری نہیں ہوئی۔ اے نادانو! اور عقل کے اندھو! اور انصاف اور دیانت سے دور رہنے والو! ہزارہا پیش گوئیوں میں سے ایک یا دو پیش گوئیوں کا پورا ہونا تمہاری سمجھ میں نہیں آ سکا تو کیا تم اس عذر سے خدا تعالیٰ کے سامنے معذور ٹھہر جاؤ گے۔ توبہ کرو کہ خدا کے دن نزدیک ہیں اور وہ نشان ظاہر ہونے والے ہیں جو زمین کو ہلا دیں گے"۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صـ ۴۸)

جلسہ کے دوران مہمانوں کو بھی اور میزبانوں کو بھی نماز کو بہرحال قائم کرنا ہے۔ کوشش کریں کہ زیادہ سے زیادہ وقت جلسہ میں ہی رہیں

لندن (۲۱ جولائی)۔ سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے مختلف آیات قرآنیہ کے حوالے سے جلسہ سالانہ پر آنے والے مہمانوں اور ان کی میزبانی کا شرف حاصل کرنے والے احباب کو ان کے فرائض کی طرف توجہ دلائی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورہ حٰم سجدہ کی آیات " ولکم فیھا ما تشتھی انفسکم ولکم فیھا ما تدعون ۔ نزلا من غفور رحیم " کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں کی مہمانی کا ذکر ہے اور اس میں سب سے پہلے صفت غفور کا ذکر کیا گیا ہے۔ بظاہر اس صفت کا مہمان نوازی سے کوئی تعلق نظر نہیں آتا مگر قرآن کریم میں جہاں بھی مہمان نوازی کا مضمون بیان کیا گیا ہے وہاں مغفرت کا بھی خاص طور پر ذکر ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مہمان نوازی کے جو انداز اختیار فرمائے گا وہ سب سے پیارے انداز ہیں اور وہی انداز ہمیں اپنی مہمان نوازی میں اپنانے چاہئیں اور خدا تعالیٰ کے رنگ اختیار کرنے چاہئیں۔

حضور نے فرمایا کہ " ما تشتھی انفسکم " سے مراد دائمی طبعی عادات ہیں جو ایک شخص کے مزاج کا حصہ ہوتی ہیں اور میزبان کا فرض ہے کہ اگر وہ مہمان کو جانتا ہو تو چاہئے کہ اس کے مزاج کے مطابق ایسی چیزیں مہیا کرے۔ "ما تدعون" کے الفاظ میں اپنائیت اور محبت کا مضمون داخل ہے کیونکہ طلب وہی کرتا ہے جسے کچھ تعلق ہو اور اپنائیت اور بے تکلفی ہو اور یہ ماحول پیدا کرنا اخلاق حسنہ کا متقاضی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ عربی میں مہمان نوازی کے لئے "اکرام ضیف" کا محاورہ ہے کہ مہمان سے ایسا سلوک کیا جائے کہ وہ اپنی عزت محسوس کرے اور جب تک انسان خود کریم نہ ہو وہ مہمان نوازی کو مکرم بنا نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے مہمان نوازی کے ساتھ رزق کریم کا ذکر فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ میں کریم ہوں جو رزق میں دوں گا وہ بھی کریم ہو گا لیکن ساتھ مغفرت کا ذکر فرمایا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ میری مغفرت سے گزرو گے تو رزق کریم تک پہنچو گے۔ حضور نے فرمایا کہ جن باتوں میں آپ کو مغفرت کا اختیار ہے۔ ان پہلوؤں میں آپ بھی مہمانوں سے مغفرت کا سلوک کریں۔ مہمان نوازی میں بارہا ایسی صورتیں ہوتی ہیں کہ مغفرت

باقی صفحہ نمبر ۲ پر

مختصرات

۳۰ ویں جلسہ سالانہ برطانیہ کی آمد آمد ہے (بلکہ اس رپورٹ کی اشاعت تک جلسہ شروع بھی ہو چکا ہوگا، انشاء اللہ)۔ بیرونی ممالک سے معزز مہمانوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہے اور مسجد فضل لندن کے احاطہ میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے ان مہمانوں کی وجہ سے خوب رونق اور گہما گہمی نظر آتی ہے۔ ان مہمانوں سے ملاقات کی وجہ سے حضور انور کی مصروفیات میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضور انور کی ایم۔ ٹی۔ اے۔ کے پروگراموں میں شمولیت کا سلسلہ پوری باقاعدگی سے جاری ہے۔ اسی طرح عالمگیر ناظرین ان پروگراموں سے برابر فیض حاصل کر رہے ہیں۔

گزشتہ ہفتہ کے پروگراموں کا مختصر اشاریہ درج ذیل ہے:

ہفتہ ۸ جولائی ۱۹۹۵ء.

آج بچوں کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مجلس تھی۔ حضور نے پہلے بچوں سے نظمیں اور سترہ آیات سنیں اور اس کے بعد عیسائیوں کی ابتدائی تاریخ اور یہود کی طرف سے ان پر کئے گئے مظالم کے متعلق بچوں کو بتایا۔

اتوار ۹ جولائی ۱۹۹۵ء.

انگریز احمدی احباب کے ساتھ مجلس سوال و جواب ہوئی۔ اس مجلس میں ایک مہمان انگریز خاتون بھی شامل تھیں۔ اس مجلس میں جو سوالات کئے گئے ان کی تفصیل یہ ہے:

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تاریخ ولادت ۱۳ فروری اور وفات ۲۶ مئی ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت اور تاریخ ولادت بھی یہی ہے۔ اس پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا کیا تبصرہ ہے؟
☆ یہودی اور عیسائی عبادت میں موسیقی شامل ہے۔ اسلام میں ایسا کیوں نہیں؟
☆ زندگی کی غیر یقینی کیفیات کے پس منظر میں، مستقبل میں احمدی نوجوانوں کو کیا مسائل درپیش ہو سکتے ہیں؟
☆ کیا مرنے کے بعد انسانی جسم کے اعضاء کا عطیہ دیا جا سکتا ہے؟
☆ جب دنیا میں نظام نو قائم ہو گا اور احمدیت کو غلبہ نصیب ہو گا تو اس وقت مال و دولت کی کیا حیثیت اور اہمیت ہوگی؟
☆ عصمت انبیاء کے سلسلہ میں کہا جاتا ہے کہ نبی معصوم ہوتے ہیں اور وہ گناہ کر ہی نہیں سکتے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا اس پر تبصرہ؟
☆ پولوس نے شریعت کو لعنت قرار دیا ہے اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا تبصرہ؟
☆ پاکستان میں احمدیوں کی مخالفت کی جا رہی ہے اور ان کو تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ اس کا پس منظر اور وجہ کیا ہے؟
☆ احمدیوں کو بچوں کی سالگرہ منانے سے روکا جاتا ہے اور ایسی تقاریب میں شرکت بھی ناپسندیدہ قرار دی جاتی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟
☆ مسلمان مردوں کو سونا پہننے کی اجازت کیوں نہیں؟
☆ جماعت نے افریقہ کے مختلف ممالک میں سکول اور ہسپتال قائم کئے ہیں۔ اگر جماعت اس ملک میں بھی اسی طرح کا کوئی سکول قائم کرے تو جماعت کا وسیع تعارف ہو سکتا ہے۔ اس بارہ میں حضور ایدہ اللہ کا کیا خیال ہے؟
☆ کیا ایک غیر نبی کے لئے معصومیت کا مقام حاصل کرنا ممکن ہے؟
☆ مغربی ماحول میں مردوں اور عورتوں کا آپس میں مصافحہ کرنا ایک عام طریق ہے۔ سوال یہ ہے کہ مذہب اسلام میں مرد و عورت کے مصافحہ کی اجازت کیوں نہیں؟

سوموار۔ منگل، ۱۰۔ ۱۱ جولائی ۱۹۹۵ء.

ان دونوں دنوں میں ہومیو پیتھی کی کلاسز نمبر ۹۴ اور ۹۵ ہوئیں۔

بدھ۔ جمعرات، ۱۲۔ ۱۳ جولائی ۱۹۹۵ء.

تعلیم القرآن کلاسز نمبر ۶۸ اور ۶۹ ہوئیں۔ جن میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے علی الترتیب سورہ المائدہ کی آیات نمبر ۳۹ تا ۴۴ اور آیات نمبر ۴۵ تا ۶۵ کا آسان فہم ترجمہ اور ضروری مقامات کی تشریح بیان فرمائی۔

جمعۃ المبارک ۱۴ جولائی ۱۹۹۵ء.

پروگرام کے مطابق حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ احمدی احباب کی مجلس سوال و جواب اردو میں ہوئی۔ اس مجلس میں مندرجہ ذیل سوالات کئے گئے۔

باقی صفحہ نمبر ۱۸ پر

اداریہ

نشان ساتھ ہیں اتنے کہ کچھ شمار نہیں

اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے ثبوت میں اس کثرت سے نہایت روشن اور درخشندہ نشانات ظاہر فرمائے ہیں کہ گویا نشانات و معجزات کا ایک دریا ہے جو ہر طرف موجیں مار رہا ہے۔ آسمان نے بھی آپ کے حق میں گواہی دی اور زمین نے بھی۔ تخویف و تعذیب کے نشان بھی آپ کو دئے گئے جنہیں آپ قہری نشان بھی کہہ سکتے ہیں اور تبشیر و تسکین کے نشان بھی عطا ہوئے جنہیں نشان رحمت سے موسوم کر سکتے ہیں۔ اپنوں اور غیروں، دوستوں اور دشمنوں، ہر ایک کے تعلق میں مشرق و مغرب میں اور شمال و جنوب میں ہر رنگ کے نشانات پھیلے پڑے ہیں جو اس بات پر گواہ ہیں کہ آپ خداتعالیٰ کے سچے اور برگزیدہ رسول اور نبی تھے اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت آپ کے شامل حال ہے۔ یہ سلسلہ نشانات صرف آپ کی حیات طیبہ تک ہی محدود نہیں تھا بلکہ نشانات کی ایک بارش ہے جو موسلا دھار برس رہی ہے۔ اور آپ کا یہ ارشاد بالکل برحق ہے کہ:

"مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ وہ نشان جو میرے لئے ظاہر کئے گئے اور میری تائید میں ظہور میں آئے اگر ان کے گواہ ایک جگہ کھڑے کئے جائیں تو دنیا میں کوئی بادشاہ ایسا نہ ہوگا جو اس کی فوج ان گواہوں سے زیادہ ہو"۔

انہی ان گنت نشانات میں سے ایک عظیم نشان جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ ہے جو اپنی ذات میں بے انتہا نشانات کا مجموعہ ہے۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے مبارک دور میں قادیان (انڈیا) میں ۷۵ افراد کے اجتماع کے ساتھ جس جلسہ سالانہ کا آغاز ہوا تھا اسے اس قدر برکت عطا ہوئی کہ وہ ایک جلسہ آج دنیا کے متعدد ممالک میں ان کے سالانہ جلسہ کی صورت میں منعقد ہوتا ہے اور لکھوکھہا افراد اس سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس زمانہ میں جس کے متعلق آپ خود فرماتے ہیں کہ "میں ایک غریب، ایک ویرانہ گاؤں کا رہنے والا" "نہایت درجہ گمنام اور احد من الناس" ۔ "اور بالکل ان ممتاز لوگوں سے الگ تھا جو مرجع عالم ہوتے ہیں یا ہوسکتے ہیں"، آپ کو یہ بشارتیں عطا فرمائیں کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا، میں تیرا ذکر بلند کروں گا، میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا اور ان میں کثرت بخشوں گا۔ وہ زمانہ آتا ہے کہ لوگ کثرت سے تیری طرف رجوع کریں گے۔ لوگ دور دور کی زمین سے تیرے پاس آئیں گے۔ خدا کی مدد قریب ہے۔ وہ مدد ہر ایک راہ سے تجھے پہنچے گی اور ہر ایک راہ سے لوگ تیرے پاس آئیں گے اور اس کثرت سے آئیں گے کہ وہ راہیں جن پر وہ چلیں گے عمیق ہو جائیں گی۔ خدا اپنے پاس سے مدد کرے گا...... یہ اس وقت کے وعدے ہیں جب نہ کوئی آپ کا مخالف تھا اور نہ آپ کے نام سے واقف۔ پھر خدا نے عزت کے ساتھ آپ کو شہرت عطا فرمائی۔ آپؑ کے خلاف معاندین نے تکفیر کا شور ڈالا، قتل کے فتوے دئے گئے اور ناخنوں تک زور لگایا گیا کہ رجوع خلائق نہ ہو۔ مگر وہ اپنی تمام کوششوں میں نامراد رہے اور انجام یہ ہوا کہ آپ کی دعوت زمین کے کناروں تک پہنچی اور آپ کی جماعت قادیان اور پنجاب اور ہندوستان سے نکل کر آج ۱۵۰ سے زائد ممالک میں قائم ہو چکی ہے۔ ہر ملک میں منعقد ہونے والا جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ ان تمام الٰہی وعدوں کی صداقت کا ایک زبردست نشان بن کر ظاہر ہوتا ہے جس میں دور دور کی راہوں سے مسیح محمدی کے عشاق، زر کثیر خرچ کر کے اور سفر کی مشقتیں اٹھا کر دلی محبت اور خلوص کے ساتھ شامل ہوتے ہیں۔ بالخصوص وہ جلسہ سالانہ جس میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنفس نفیس شرکت فرماتے ہیں اس کی تو شان ہی نرالی ہوتی ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی پاکستان سے ہجرت اور انگلستان میں قیام کے بعد جماعت احمدیہ برطانیہ کے جلسہ ہائے سالانہ کو ایک قسم کے مرکزی جلسے کی حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔ زمین کے کناروں سے لوگ یہاں آتے ہیں نہ صرف یہ کہ ان میں سے ہر آنے والا اپنی ذات میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی پر ایک زندہ گواہ اور نشان بن کر آتا ہے بلکہ جلسہ کے مبارک ایام میں اللہ تعالیٰ کے دیگر بہت سے عظیم الشان نشانات کا خصوصیت سے تذکرہ ہوتا ہے اور ایمانوں کو ایک نئی تازگی اور قلوب کو ایک نئی جلا نصیب ہوتی ہے اور اب تو ایم ٹی اے کے توسط سے جماعت احمدیہ برطانیہ کا یہ جلسہ ایک عالمی جلسہ کا رنگ اختیار کر چکا ہے اور دنیا بھر میں لکھوکھہا افراد براہ راست اس سے فیضیاب ہوتے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ:

"خداتعالیٰ اپنی تائیدات اور نشانوں کو ابھی ختم نہیں کر چکا اور اس کی ذات کی مجھے قسم ہے کہ وہ بس نہیں کرے گا جب تک میری سچائی دنیا پر ظاہر نہ کر دے"۔

پس ہمیں یقین ہے کہ خدا کے وہ سب وعدے پورے ہونگے جو اس نے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمائے تھے اور افق پر ان کے ظاہر ہونے کے آثار دکھائی دے رہے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ وہ وقت جلد آئے گا جب "اہل مکہ خدائے قادر کے گروہ میں فوج در فوج داخل ہو جائیں گے"، جب "زار کا سونٹا" مسیح محمدی کے ہاتھوں میں تھمایا جائے گا اور آپؑ کی جماعت "رشیاہ" کے علاقہ میں ریت کی مانند ہو گی اور "پھر ایک دفعہ ہندو مذہب کا اسلام کی طرف زور کے ساتھ رجوع ہو گا" انشاء اللہ۔

"آسمان پر بنی آدم کی ہدایت کے لئے ایک جوش ہے اور توحید کا مقدمہ حضرت احدیت کی پیشی میں ہے۔ مگر اس زمانہ کے اندھے اب تک بے خبر ہیں۔ آسمانی سلسلہ کی ان کی نظر میں کچھ بھی عزت نہیں۔ کاش ان کی آنکھیں کھلیں اور دیکھیں کہ کس کس قسم کے نشان اتر رہے ہیں اور آسمانی تائید ہو رہی ہے اور نور پھیلتا جاتا ہے۔ مبارک وہ جو اس کو پاتے ہیں"۔ (کتاب البریہ جلد ۱۳ صـ ۳۳۰، ۳۳۱)

احادیث النبی ﷺ

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: نَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی حَصِیْرٍ فَقَامَ وَقَدْ اَثَّرَ فِیْ جَنْبِہٖ، قُلْنَا: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَوِ اتَّخَذْنَا لَکَ وِطَآءً فَقَالَ: مَالِیْ وَلِلدُّنْیَا؟ مَا اَنَا فِی الدُّنْیَا اِلَّا کَرَاکِبٍ اِسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَۃٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَکَھَا

(ترمذی کتاب الزھد)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر سو رہے تھے۔ جب اٹھے تو چٹائی کے نشان آپؐ کے پہلو مبارک پر نظر آئے۔ ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ہم آپؐ کے لئے نرم سا گدیلہ بنا دیں تو کیا اچھا نہ ہو؟ آپؐ نے فرمایا مجھے دنیا اور اس کے آراموں سے کیا تعلق؟ میں اس دنیا میں اس سوار کی طرح ہوں جو ایک درخت کے نیچے ستانے کے لئے اترا اور پھر شام کے وقت اس کو چھوڑ کر آگے چل کھڑا ہوا۔

عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُہٗ اَحَبَّنِیَ اللّٰہُ وَ اَحَبَّنِی النَّاسُ، فَقَالَ: اِزْھَدْ فِی الدُّنْیَا یُحِبَّکَ اللّٰہُ وَ اِزْھَدْ فِیْمَا فِیْ اَیْدِی النَّاسِ یُحِبُّوْکَ۔

(ابن ماجہ. باب الزھد فی الدنیا)

حضرت سہلؓ بن سعد بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسا کام بتائیے کہ جب میں اسے کروں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرنے لگے اور باقی لوگ بھی مجھے چاہنے لگیں۔ آپؐ نے فرمایا دنیا سے بے رغبت اور بے نیاز ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت کرنے لگے گا اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس کی خواہش چھوڑ دو، لوگ تجھ سے محبت کرنے لگ جائیں گے۔

بقیہ از صفحہ اول

کی ضرورت پڑتی ہے۔ اگر نصیحت کرنی ہے تو کریمانہ نصیحت کریں۔ مہمان نوازی کرنی ہے تو کریم ہونا پڑے گا۔ رزق پیش کرنا ہے تو رزق کریم پیش کرنا پڑے گا۔ معمولی غریبانہ رزق بھی رزق کریم بن جاتا ہے اگر اس کا مالک کریم ہو اور کریمی کے جذبہ کے ساتھ پیش کرے اور اس کا تعلق مہمان نواز کے دل کے رجحان سے ہے۔ اگر آپ کریم ہیں، آپ کے دل میں شرافت کی قدریں ہیں تو جو رزق بھی آپ مہمان کو پیش کریں گے وہ رزق کریم ہے۔

حضور نے فرمایا کہ اس خیال سے مہمانوں کی خدمت کریں کہ ان کا سفر اللہ کی خاطر ہے اس لئے وہ مہمان نوازی کریں جو اللہ اپنے مہمانوں کی کرتا ہے اس طرح آپ بھی خدا کے ان مہمانوں میں شامل ہو جائیں گے جن کے لئے اس نے مغفرت اور رزق کریم کا وعدہ فرمایا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ خدا کی مہمانی کا شرف پانے کے لئے ضروری ہے کہ آپ میں وہ علامات پائی جائیں جو خدا نے اپنے مہمانوں کی بیان فرمائی ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے مختلف قرآنی آیات کے حوالہ سے اللہ کے مہمانوں کی علامات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جب خدا کا ذکر کیا جائے تو اللہ کی محبت میں، اس کے رعب اور جلال سے ان کے دلوں پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان پر اللہ کی آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کے ایمان بڑھتے ہیں۔ وہ اللہ پر توکل کرتے ہیں، وہ نماز کو قائم کرتے ہیں اور اس کے عطا کردہ رزق سے خرچ کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اس پہلو سے اپنی، اپنی اولادوں کی اور مہمانوں کی بھی تربیت کریں۔ جلسہ کے دوران مہمانوں کو بھی اور میزبانوں کو بھی نماز کو بہرحال قائم کرنا ہے۔ کوشش کریں کہ زیادہ سے زیادہ وقت جلسہ کے مہمان جلسہ میں ہی رہیں۔ اگر تقریروں کی کچھ بھی سمجھ نہ آئے تب بھی وہاں بیٹھیں کیونکہ یہ اللہ کی خاطر ذکر ہے۔ حضور نے مہمانوں کو یہ بھی نصیحت فرمائی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن کی مہمان نوازی رکھی ہے اس کے بعد صدقہ ہے۔ مہمانوں کو چاہئے کہ وہ اس بات کا بھی خیال رکھیں اور میزبانوں پر بوجھ بننے سے بچیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ تمام میزبانوں کو خدا کی خاطر آنے والے مہمانوں کی مہمان نوازی کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ آنے والوں کو بھی سچے معنوں میں مسلمان مہمان بننے کی توفیق دے اور یہاں رہنے والوں کو بھی سچے معنوں میں مسلمان میزبان بننے کی توفیق دے۔

(قسط اول)

خود ساختہ مذہبی اجارہ داروں کی چیرہ دستیاں

(پروفیسر سعود احمد خان۔ ربوہ)

مذاہب عالم کی تاریخ شاہد ہے کہ کسی مذہب کو جب بھی زوال آیا اس میں سب سے نمایاں ہاتھ اس کے اپنے ماننے والوں کا ہی ہوا۔ اور ان ماننے والوں میں بھی اس طبقہ کا نمایاں تر رہا جس کو دین کا محافظ سمجھا جاتا ہے یعنی اس دین کے علماء۔ عام طور پر عوام الناس تو بچارے اپنی روزی کمانے میں اس قدر منہمک ہوتے ہیں کہ ان کو دین کے علوم کے حصول کا وقت ہی نہیں ملتا پس ان کی اس عدیم الفرصتی کا فائدہ اٹھا کر دینی علماء دین میں ایسی اختراعات کردیتے ہیں جو عوام کے لئے جاذب نظر بھی ہوتی ہیں اور بظاہر آسان بھی نظر آتی ہیں۔ مثلاً دینی شعار کو میلوں کا رنگ دیدینا یا پھر عوامی مرغوب باتوں کو دین کا حصہ بنالینا یا پھر دینی علوم کی باریکیوں کے نام پر ایسے عقائد بنالینا جو سراسر توہم پرستی کے زمرہ میں آتے ہیں اور پھر جو اہل علم اور صاحب بصیرت لوگ ایسی بدعات کی مخالفت کرتے ہیں تو ان پر زندیق، فاسق اور کافر ہونے کا فتویٰ لگاتے ہیں اور علم دین کے زعم میں اپنے آپ کو اللہ کا پیارا بناکر پیش کرتے ہیں۔ دور کیوں جائیں ہمارا پیارا وطن پاکستان آج اسلام کے نام پر محض چادریہ، مزاریہ، قادریہ، پاکستان بنا ہوا ہے۔ ورنہ نہ کبھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نہ خلفائے راشدین نہ صحابہ کرام اور نہ مجددین عظام نے کسی مزار پر چادریں چڑھائیں نہ عرس منائے اور قبروں پر پھول چڑھائے اور ڈھول بجائے۔

یہ بھی ایک مذہبی حقیقت ہے کہ تمام الٰہی مذاہب میں انکے بانیوں یا پیشواؤں نے اپنے ماننے والوں کو ایسے غلط کار علماء سے خبردار بھی کر رکھا ہوتا ہے لیکن چونکہ عوام اور خواص نے بھی حصول علم دین کو صرف ملاؤں کی اجارہ داری سمجھا ہوا ہوتا ہے اس لئے وہ خصوصیت سے دور انحطاط میں خود تو پڑھتے نہیں اور دین کے ٹھیکیدار ملا ان کو یہ باتیں بتاتے ہی نہیں اور دینی معاملات میں اپنا تفوق برقرار رکھتے ہوئے عوام کو خوب بےوقوف بناتے ہیں۔

یہی بات اس صدی کے عظیم مورخ فلسفی ٹائن بی نے ہندو تہذیب کے تذکرہ میں کی کہ اگرچہ اعلیٰ ذات کے ہندو برہمن اپنے مذہب کی روحانی اقدار کے علمبردار بھی سمجھے جاتے تھے اور کبھی انکی حفاظت بھی کرتے دکھائی دیتے تھے کیونکہ اس میں انکو ذاتی مفاد بھی مدنظر ہوتا تھا چنانچہ لکھتے ہیں۔

> "ایک ہزار سے چھ سو قبل مسیح یہ بات مذہبی اعتبار سے نمایاں دکھائی دیتی ہے کہ عبادات میں اب رسم و آداب سے مراقبہ اور دعاؤں کی طرف رجوع ہورہا تھا اور یہ تبدیلی اس اعتبار سے غیر معمولی تھی کہ انہی برہمنوں کو عبادات کے رسوم و آداب کی ادائیگی میں اجارہ داری بھی حاصل تھی اور اسی پر ان کے ذریعہ معاش کا انحصار تھا۔"

[Mankind and Mother Earth, Book Club Association,Oxford, University Press, 1976, p222]

ٹائن بی نے مزید برہمنوں کے طریق کار کے بارے میں بھی لکھا ہے کہ کس طرح یہ لوگ مذہب میں اپنی اجارہ داری کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوتے حالانکہ بہت سی مذہبی اصلاحی تحریکات برہمنوں نے نہیں بلکہ دوسری ذاتوں خاص طور سے کھشتریوں نے شروع کیں۔ جبکہ ان کو سیاسی اور فوجی قوت بھی حاصل تھی کیونکہ ذات پات کی تمیز کے مطابق ان کو حکومت کرنے کا حق حاصل تھا۔ لیکن وہ بھی عوام الناس کی تابعداری کے حصول کے لئے برہمنوں کے مرہون منت تھے۔ کیونکہ اگر بادشاہ یا حکومت ملا کو تحفظ فراہم کردے تو پھر یہ دینی راہنما خواہ مسلمانوں کا ہو یا ہندوؤں کا یا عیسائیوں کا یا یہودیوں کا، وہ دین کو اپنی اغراض کے مطابق توہم پرستی میں بدل دیا کرتے ہیں۔ یہی وہ ہتھکنڈہ تھا جس نے بادشاہت میں Divine Right یعنی خدا کا بنایا ہوا بادشاہ کا تصور دیا اور بادشاہ کو ظل اللہ بنادیا۔ اب بادشاہ کی نافرمانی دیوی دیوتاؤں کی ناراضگی کا موجب اور ان کے غیظ و غضب کو بھڑکانے کا سبب ٹھہری۔ پس خود کھشتریوں کی روحانی تحریکات نے اخلاقی اصلاح کا روپ دھار لیا اور مذہب کی چودھراہٹ اسکی باریکیوں کو سمجھنے والے ملاؤں کے پاس رہی جو ہندوؤں میں برہمن کہلاتے تھے۔ چنانچہ ٹائن بی لکھتا ہے۔

> "یہ بھی ایک نمایاں حقیقت ہے کہ اس زمانہ میں بھی جبکہ ہندو مت میں روحانیت کو فروغ ہورہا تھا برہمن کھشتریوں کے مقابلہ میں اپنے اعلیٰ ذات ہونے کے ادعا کو محفوظ رکھنے میں کامیاب رہے۔" (ایضاً)

یہی وہ زمانہ تھا جب مہاتما بدھ اور مہا بیر جین نے اپنی تحریکیں شروع کیں۔ ان دونوں کا تعلق کھشتریوں سے تھا۔ اول الذکر نیپال میں ایک شہری ریاست کپل وستا کا شہزادہ تھا اور آخرالذکر شہری ریاست ویسالی (Vaisali) شمالی بہار کے ایک حکمران خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ دونوں ذات پات کے خلاف تھے۔ انہوں نے برہمنوں سے عوام کو آزاد کرانے کے لئے بجائے پوجا پاٹ کے جو برہمنوں کی اجارہ داری میں تھے اخلاقیات پر زور دیا۔ عوام تو ہوتے ہیں رسم و رواج کے دلدادہ، برہمنوں نے دونوں مصلحین کے مرنے کے بعد دونوں مہاتما بدھ اور مہابیر جین کی مورتیوں کی پوجا شروع کردی۔ رفتہ رفتہ خود بدھوں نے بھی اپنی عافیت اسی میں سمجھی اور وہ بھی جواباً دوسرے دیوی دیوتا برہما اندرا۔ وشنو شیوا کی پوجا میں مبتلا ہوگئے۔ مہاتما بدھ سے بھی بہت پہلے ہندوؤں میں خدا کے بارے میں ایک تصور Hinyana کا تھا جس میں ایک ہی وجود مختلف روپ دھار لیتا ہے۔ برہمنوں نے ان مختلف روپوں کی علیحدہ علیحدہ پوجا شروع کردی تھی۔ مہاتما بدھ اور مہابیر جین اس تصور کے خلاف تھے اس لئے برہمنوں نے ان کو ناستک یا دہریہ قرار دیا۔ ان کے بعد اشوک اعظم کے زمانہ تک مہاتما بدھ کو ہی ایک خدا سمجھا جانے لگا جس نے کپل وستا کے شہزادہ کا روپ دھارا۔ بدھ مت کی یہ وہ شکل تھی جو سیلون، برما اور تھائی لینڈ میں پہنچی۔ کنشک جو خود ویدک مت کا پیرو تھا مہاتما بدھ کی اخلاقی تعلیمات سے بہت متاثر تھا۔ اس نے پانچ سو مذہبی ٹھیکیداروں (ملاؤں) یعنی برہمن پنڈتوں کی میٹنگ بلائی ان میں ہندومت کے علاوہ بدھ مت کے علماء بھی شامل تھے۔ اس میٹنگ میں بدھ مت کو ہندو مت میں شامل کرکے خود مہاتما بدھ کی دوسرے خداؤں یعنی دیوی دیوتاؤں کی طرح باقاعدہ پوجا کا آغاز ہوا۔ چنانچہ مسٹر جے ایلن نے The Cambridge Shrorter History of India میں لکھا ہے۔

> "کنشک کی دو یادگاریں موجود ہیں۔ ایک تو اس کا اپنا مجسمہ جو اسکے اپنے ہاٹ کاٹھ کے برابر ہے لیکن اس کا سر غائب ہے (یعنی مرور زمانہ میں قائم نہ رہ سکا۔ ناقل) دوسری یادگار ایک چھوٹی سے صندوقچی ہے جو پشاور کے قریب شاہ کی ڈھیری سے ملی ہے جس کو چینی زائرین نے ایک سٹوپا (یعنی زمین سے لگا ہوا چاروں طرف سے بند گنبد نما عمارت۔ ناقل) سے ۱۹۰۸ء میں دریافت کیا۔ اس صندوقچی میں مہاتما بدھ کے آثار ہیں اور اس کے اوپر مہاتما بدھ برہما اور اندرا کی شکلیں ابھری ہوئی ہیں اور اس کے پہلوؤں پر خود کنشک کو چاند سورج (دیوتاؤں۔ ناقل) کے درمیان کھڑا دکھایا گیا ہے۔"

(J. A. Allen Keeper of Department of Coins and Medles, British Museum; The Cambridge Short Historyof India, Published S. Chand & Co Delhi, 1958 p62)

پھر بدھ مت Manayana یعنی کئی خداؤں والی شکل میں نہ صرف ہندوستان میں بلکہ چین میں بھی پھیل گیا۔ اور وہ بدھ جس نے بتوں کی پوجا کے خلاف اس قدر پرچارک کیا یعنی تبلیغ کی کہ برہمنوں نے اس پر ناستک، دہریہ ہونے کا فتویٰ لگایا آخر خود خدا کا شریک ٹھہرایا گیا۔ یہ ہندو ملاؤں برہمنوں کا بدھ سے انتقام تھا جو انہوں نے مہاتما بدھ اور ان کے مذہب سے لیا۔ یقیناً مہاتما بدھ کے لئے ان کا اپنا قتل کیا جانا اس قدر اذیت ناک نہیں تھا جتنا وہ خدا کے ساتھ دوسرے دیوتاؤں کی طرح خود کی پوجا ہوتے دیکھتے۔ دین کی حقیقت کو بھی ہمیشہ زوال پذیر مادہ کی طرح کی ایک چیز سمجھنے والے مغربی دانشوروں نے برہمنوں کی اس چیرہ دستی کو انکی رواداری ٹھہرایا۔

ٹائن بی نے بدھوں اور ہندوؤں کے لئے دل میں نرم گوشہ رکھتے ہوئے لکھا۔

> "مہایانا بدھ مت کے پیروؤں نے بھی مہایانا بدھستواؤں کو ہندوؤں کی طرح باقاعدہ خدا تو نہ کہا البتہ سب کو مہاتما بدھ کا مختلف وقتوں میں اوتار سمجھ کر بالقوۃ مہاتما بدھ کا ہی مقام دیدیا۔" (ایضاً صفحہ ۳۰۶)

گویا سب کی پوجا ہونے لگی۔

یہی حال جینیوں کا ہوا۔ اس طرح ہندوستان کے بدھوں اور جینیوں کو ہندوؤں سے الگ کرنا ناممکن ہوگیا۔ مذہبی ملاؤں کا یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ وہ عوام الناس کی لاعلمی سے فائدہ اٹھاکر مذہب کو کچھ کا کچھ بنادیتے ہیں۔

ہمارے نزدیک یہ انسانوں پر جسمانی ظلم ڈھانے سے زیادہ سنگین ظلم ہے کہ مذہب کو ہی بگاڑ دیا جائے۔ یہ ہمارے آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کا کمال ہے کہ ہندو خود آپؐ کی ذات ستودہ صفات کے ساتھ ایسا نہ کرسکے ورنہ ہمارے ملاؤں نے بھی کوئی کمی نہ کی۔ مزاروں پر جاکر وہاں کے صاحب مزار سے مدد مانگنا، مرادیں پوری کرنے کے لئے منتیں مانگنا حتی کہ انکی دہلیز پر جبیں سائی کرنا، مندروں کی طرح وہاں بھی پھول چڑھانا، یہ ہندو تہذیب کا اثر ہے۔ چنانچہ بہت سے ان پڑھ بلکہ نیم تعلیم یافتہ بھی بڑے فخر سے یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ اجمیر شریف میں ہندو بھی پھول چڑھاتے ہیں اور منتیں مانگتے ہیں۔ یہی حال دوسرے مزاروں کا بھی ہے۔ اہل حدیث ایسی باتوں سے پاک تھے لیکن دیوبند کے علماء نے بھی جو اعتقاداً اہل حدیث کے قریب دکھائی دیتے ہیں سیاست میں آکر خلافت تحریک کے زمانہ میں جبکہ ہندو سنگھٹن اور شدھی کے ذریعہ ہندوستان میں اسلام کو ختم کرنے کے درپے تھے ہندو لیڈر مشرک شردھا نند کو دلی کی جامع مسجد میں اس منبر پر لاکھڑا کیا جس پر خود ملا بیٹھ کر جانشین رسول ہونے کا دم بھرتے تھے۔

(Prof. I. H. Qureshi: Ulema in Politics, Ma'aref Ltd. Karachi p220)

ان کو ذرا بھی لاج نہ آئی کہ یہ کس منبر کی بےعزتی ہورہی ہے۔ جس پر قرآن مجید کی تعلیم توحید الٰہی کا اعلان ہوتا ہے وہیں سے ایک مشرک توحید پرستوں کو خطاب کر رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ جماعت احمدیہ اور مسلمانوں میں سیاسی طور پر ان کے ہم خیال مثلاً قائد اعظم اور عمائدین علی گڑھ اور دیگر مسلم لیگی رہنما جو تحریک خلافت میں علماء کے ہم خیال نہ تھے دین میں ایسی مداہنت سے بچے رہے۔ ایک طرف مسلمان خلافت ترکی کو ایک مقدس اسلامی فریضہ سمجھ کر بچانے کی جدوجہد کے دعویدار تھے تو دوسری طرف اس تحریک کا ایک مشرک مسٹر گاندھی کو ڈکٹیٹر بھی بنایا ہوا تھا۔

ببیں تفاوت رہ از کجا است تابہ کجاست

اور یہ سب کچھ مسلمانوں کے ملاں کر رہے تھے۔ جو ملاں نہیں تھے جیسے علی برادران محمد علی اور شوکت علی جو آکسفورڈ اور علی گڑھ کے گریجویٹ تھے اور ظفر علی، حسرت موہانی وغیرہ کہ یہ بھی علی گڑھ کے گریجویٹ تھے اپنی ہیئت بدل کر داڑھیاں بڑھاکر، جبے پہن کر مولانا بن بیٹھے۔ یہ گاندھی جی کی تقلید تھی جنہوں نے بیرسٹر ہوتے ہوئے ہندو عوام پر اپنا جادو چلانے کے لئے نیم برہنہ ایک دھوتی میں مہاتما کا روپ دھار لیا تھا۔

ہندوستان میں برہمنوں کا کردار

بدھ مت اور جین مت کو اپنی گرفت میں لینے کے بعد اب برہمنوں کی پوری طرح بن آئی۔ پھر وہی ہندو ویدک معاشرہ، وہی ذات پات کی تقسیم اور وہی برہمن کی مذہب میں اجارہ داری اور معاشرہ میں ان کا تفوق ہر جگہ کارفرما نظر آنے لگا۔ حالانکہ جیسے پہلے لکھا گیا خود

بدھ مت اور جین مت کے بانی کھشتری تھے اور اپنے دھرم کے پرچار میں سب سے زیادہ زوردار چوٹ انہوں نے ذات پات پر ہی لگائی تھی بقول ٹائن بی:۔

"دونوں (مہاتما بدھ اور مہابیر جین) نے برہمن کی اجارہ داری کو اور پوجا پاٹ کو درخور اعتنا نہ سمجھا تو ذات پات کس قطار و شمار میں تھی انہوں نے بلا کسی امتیاز کے تمام طبقوں سے اپنے ماننے والوں کو قبول کیا۔ انہی میں اپنے دھرم کے مناصب تقسیم کئے اور راہب اور راہبہ بنائے اور برہمنوں کو اپنے مسلکوں میں کوئی مقام نہ دیا اور نہ ہی اپنے نظام جماعت کے دستور میں انکو کوئی خاص اہمیت دی۔"

(ایضاً، صفحات ۲۲۲ و ۲۲۳)

بدھ مت اور جین مت پر اس کامیاب یلغار کا یہی نتیجہ نکلا کہ آجتک ہندوستان میں ذات پات کی تقسیم بدستور قائم ہے۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہندوستان میں آنے سے قبل یہ معاشرتی تقسیم آریوں میں نہ تھی۔ البتہ جب آریہ نسل کے لوگ رزق کی تلاش میں وسط ایشیا سے نکلے تو راستے میں ان کے خود بخود تین گروہ بن گئے۔ ایک جنگجو حملہ آوروں کا، ایک مذہبی معلمین کا اور تیسرا گروہ جو نہ لڑتے تھے اور نہ مذہب کے معلم تھے۔ وہ سب کی ضروریات پوری کرتے تھے۔ ایسی صورت میں حملہ آور اور لوٹ مار مچا کر سب پر اپنا سکہ جما لیتے ہیں تو اگر کسی کو کوئی بڑائی حاصل تھی وہ کھشتریوں کو تھی۔ برہمن کو کوئی خاص مرتبہ حاصل نہ تھا بلکہ تینوں گروہ ایک دوسرے کے محتاج تھے۔ اس لئے یہ تقسیم صرف تقسیم کار تھی نہ کہ تقسیم ذات۔ حالت اس وقت بدلی جب ہندوستان میں فتوحات شروع ہوئیں اور یہاں کی مقامی آبادی کو انکی زمینوں سے اور اموال سے بے دخل کیا جانے لگا۔ ٹائن بی لکھتا ہے۔

"ہندو مذہب کا ارتقا تو ہم اسکے ادوار سے سمجھ سکتے ہیں کیونکہ ہر آنے والا دور اضافوں کے ساتھ اپنی تعلیمات کو نئے دور میں منتقل کرتا رہا۔ لیکن ہندو معاشرہ کے ارتقاء میں ہر دور کے اپنے آثار سے بلکہ دیگر لوازمات سے ہی سمجھا جاسکتا ہے کہ ہندو معاشرہ کا اہم جزو ذات پات کی تقسیم ہے۔ سنسکرت کے اصل لفظ (Verna) "ورنا" کے معنی رنگ کے ہیں جبکہ اس کا ترجمہ "کاسٹ" (Caste) کیا جاتا ہے۔ فاتح آریوں نے یہ لفظ اپنے کو مقامی مفتوحہ آبادی سے ممیز کرنے کے لئے استعمال کیا جو فاتح آریوں سے اپنی جلد میں بالکل مختلف تھے۔ اسی طرح اپنے رہن سہن میں بھی یہ حملہ آور سختی سے ذات پات کی تقسیم پر قائم رہے۔ جسکی وجہ ہم یہ سمجھ سکتے ہیں کہ وہ مقامی مفتوحہ لوگوں سے تعداد میں کم تھے اور تہذیب و تمدن میں بھی پیچھے تھے کیونکہ مقامی لوگ سندھ کی تہذیب کے وارث تھے جبکہ حملہ آور آریہ غیر مہذب تھے۔"

(ایضاً صفحہ ۱۴۲)

معلوم ہوتا ہے کہ یہیں وہ کیفیت پیدا ہوئی جب برہمنوں نے کمال ہوشیاری سے مذہب کو دیومالائی توہم پرستی (Mythology) میں بدل دیا۔ جس نے مفتوحہ عوام الناس کو خوف اور اوہام میں مبتلا کر دیا اور اسی ہوشیاری اور چالاکی سے انہوں نے کھشتریوں کی فوجی اور سیاسی قوت کو مات دیدی کیونکہ اب انکی حکومت کی کامیابی کا دارومدار برہمنوں کی پیدا کردہ توہم پرستی پر تھا۔ برہمنوں کے منتر کھشتریوں کے فوجی ہتھیاروں سے زیادہ کارگر ثابت ہو رہے تھے۔ گویا جو مذہب آریہ اپنے ساتھ لائے اس میں ذات پات کی تقسیم کوئی مذہبی فریضہ نہ تھی بلکہ یہ آریہ ملاں (برہمن) کی کارستانی تھی جس نے دین کو کچھ کا کچھ بنا دیا تھا۔ جہاں آریوں کو مقامی آبادی کی مزاحمت کا سامنا نہ کرنا پڑا وہاں انہوں نے مفتوحہ اقوام کے ساتھ خلط ملط کی پالیسی کو اپنایا۔ اس صورت میں ذات پات کے امتیاز کی ضرورت نہ تھی۔ مزید برآں یہ کہ ہندوستان میں آریوں کو اس قدر وسیع زمین اور خوشگوار آب و ہوا اور دریاؤں کا پانی میسر تھا کہ یہاں سے انسانوں کی نقل مکانی کثرت سے نہ ہوئی۔ اس لئے بھی دوسرے ملکوں میں نہ ہندو مذہب اس شکل میں پہنچا جس میں ہندوستان میں اسکا ارتقا ہوا اور نہ ہی ذات پات کی تقسیم۔ دوسرے یہ کہ ابھی ہندو مذہب بیرون ہندوستان پوری طرح نہ جاسکا تھا کہ یہاں بدھ مت اور جین مت کی اصلاحی تحریکیں شروع ہوئیں۔ کچھ تو برہمنوں کے ظلم و ستم سے بھاگ کر پناہ گزین وہاں پہنچے اور ان کو امن میسر آنے پر بعض دوسرے بدھ مشنری بھی وہاں گئے اور اصل آریہ اثرات اپنی بگڑی ہوئی بدھ مت کی شکلوں میں وہاں پہنچے جیسے ٹائن بی نے لکھا ہے۔

"آریوں کا یہ پھیلاؤ جتنا آگے بڑھتا گیا اتنا ہی تسلط اور اقتدار کے مقابلہ میں اختلاط اقوام کی پالیسی نے اپنا رنگ دکھایا۔ آریوں کی زبان سنسکرت اور اسکے مشتقات تو سارے براعظم ہند پر نہ پھیل سکے البتہ جہاں جہاں ہندو تہذیب گئی اسکے ساتھ وہاں سنسکرت کا مذہبی تقدس اور ذات پات کا تصور بھی پہنچا تو سہی لیکن جب بدھ نے ذات پات کی تقسیم کو یکسر نظرانداز کرکے اس روحانی تصور کو چیلنج کیا جس نے حقیقت مطلقہ کی جگہ لے لی تھی تو ہندو مت نے ایک نئے مشنری مذہب کا روپ دھار لیا اور تمام مشرقی ایشیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔"

(ایضاً صفحہ ۱۴۳)

ذات پات کی تقسیم

اگر ذات پات کا امتیاز ہندو مذہب کی حقیقی تعلیم ہوتی تو پھر یہ ہندو تہذیب کے ساتھ دوسرے ملکوں میں بھی نافذ ہونی چاہئے تھی۔ اس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ ذات پات کی تقسیم کو برہمنوں نے اپنے مفاد میں دھرم کا حصہ بنایا اور پھر کھشتریوں یا صاحب اقتدار لوگوں نے اپنا اقتدار قائم رکھنے کے لئے اسکو استعمال کیا۔ خود اس تعلیم کے الفاظ بتلاتے ہیں کہ یہ ذات پات کی تقسیم مفاد پرستوں کا دین میں اضافہ تھا۔ چنانچہ منوشاستر میں لکھا ہے۔

"قادر مطلق نے دنیا کی بہبود کے لئے اپنے منہ سے، اپنے بازوؤں سے، رانوں سے اور اپنے پیروں سے برہمن، کھشتری، ویش اور شودر پیدا کئے۔" (منوشاستر باب اول صفحہ ۳۱، بحوالہ نقوش سیرت رسولؐ نمبر جلد سوم جنوری ۱۹۸۳ء)

اگر اس بیان کو حقیقت پر بھی محمول کیا جائے تو اس میں سوائے وحدت انسانی اور مساوات کے کوئی اور نکتہ اخذ نہیں ہوتا۔ اول یہ کہ سب ایک خالق کی مخلوق ہیں جنکو اس خدا نے اپنے وجود سے پیدا کیا یعنی وہ کسی حالت میں بھی اس سے جدا نہیں ہوسکتے یا ان کو الگ نہیں ہونا چاہئے۔ اگر الگ ہوں تو یہ گمراہی ہوگی۔ نیز سب ایک وجود کے اعضاء ہیں اور جیسے اعضاء مل کر ایک کل کی صورت اختیار کرتے ہیں وہ ایک دوسرے سے بھی جدا نہیں اور جیسے وہ ایک کل کے حصے ہیں تو سب کو برابر کی شراکت ہونی چاہئے ورنہ کل کی افادیت میں فرق آ جائے گا۔ اگر کسی کا دماغ اعلیٰ سے اعلیٰ تدابیر سوچے لیکن انکو عملی جامہ پہنانے کے وقت اسکے ہاتھ یا پاؤں کام نہ کریں تو وہ دماغ کس کام کا؟ آگ میں گرے ہوئے بچے کو اسکی ماں بے سوچے سمجھے آگ میں گھس کر اٹھا لاتی ہے، یہ اسکے ذہن کا کمال تھا یا اسکے ہاتھ پاؤں کا۔ لیکن برہمن کی خود پرستی نے دھرم کے اس نکتہ کو سمجھنے سے اسے قاصر کردیا۔ اس نے اس کا مطلب ذاتوں کے اونچ نیچ کے فلسفہ میں بدل دیا۔ البتہ معرفت کے نکتہ کو سمجھے بغیر الفاظ کو پکڑ کر اپنی تعلیم کو ناقص بنادیا۔ اگر خدا کے جسمانی وجود کا ذکر کئے بغیر سب کو عیال اللہ کہا جاتا یا خدا تعالیٰ کو اس طرح یاد کئے جانے کی تعلیم ہوتی جیسے آدمی اپنے باپ کو یاد کرتا ہے تو اسکی وحدانیت بھی واضح ہوجاتی اور وحدت انسانی کا تصور بھی انسانی ذہنوں میں جاگزیں ہوجاتا۔ یہی اسلام کی تعلیم ہے جس پر صوفیا نے بہت زور دیا ہے۔

برہمنوں نے جو اپنے لئے خاص حقوق مقرر کرلئے اس ضمن میں یہ تعلیم بھی منوشاستر میں موجود ہے۔

"بادشاہ کو خواہ کیسی بھی سخت ضرورت ہو تو بھی اسے برہمنوں سے محصول نہ لینا چاہئے۔" (منو محولہ بالا باب ہشتم ص ۳۷)

برہمنوں کی دوسری ذاتوں پر فوقیت کے بارے میں لکھا ہے۔

"دس سال کی عمر کا برہمن اور سو سال کا چھتری گویا آپس میں باپ بیٹے کا رشتہ ہے لیکن ان دونوں میں برہمن باپ ہے۔" (منو باب دوم ص ۱۳۵)

شودروں کو باقی سب ذاتوں سے اس قدر کمتر بتایا گیا اور اس پر عمل ہوتا رہا۔

"اگر شودر دوجو (دوسرے لوگوں) پر ہاتھ اٹھائے یا لکڑی اٹھائے تو اس کا ہاتھ کاٹ ڈالا جائے گا اور اگر غصہ کی حالت میں لات مارے اس کا پیر کاٹ ڈالا جائے گا۔ اگر کوئی شودر کسی دوج (دوسرے) کے ساتھ ایک جگہ بیٹھنا چاہے تو بادشاہ کو چاہئے کہ اس کے سرین کو داغ لگوائے اور اسے ملک بدر کردے یا اسکے سرین کو زخمی کرادے۔" (منو باب ہشتم ص ۲۸۱)

شودر اور برہمن کے تعلق میں لکھا ہے۔

"اگر کوئی شودر کسی برہمن کو ہاتھ لگائے یا گالی دے تو اسکی زبان تالو سے کھینچ لی جائے اور اگر اس کا دعویٰ کرے کہ اس کو تعلیم دے سکتا ہے تو کھولتا ہوا تیل اس کو پلایا جائے۔"

برہمن کے جذبات اور احساسات اس قدر نازک بنادیئے گئے کہ حکم ہے۔

"شودر کو اگر موقع بھی ملے تو اسے نہیں چاہئے کہ مال و دولت جمع کرے کیونکہ شودر دولت جمع کرکے برہمنوں کو دکھ دیتا ہے۔" (منو باب دہم ص ۱۲۹)

یہ بات خواہ کتنی ہی نامعقول ہو کہ کسی کو دولت کمانے اور اس کو اپنے پاس رکھنے سے اس لئے روکا جائے کیونکہ دوسروں کو دکھ پہنچتا ہے لیکن مذہبی اجارہ داروں کے لئے ہر وہ بات معقول ہے جس سے انکی چودھراہٹ مضبوط ہو جیسے آجکل پاکستان کے ملاں کو احمدیوں کے کلمہ طیبہ پڑھنے یا اذان دینے سے یا درود شریف کے پڑھنے سے تکلیف ہوتی ہے۔ حالانکہ جب اپنی پسند کے عقیدے اور اس پر عمل کرنے کی دستور میں اجازت ہو پھر کسی کو کیوں تکلیف پہنچے۔ اصل بات چودھراہٹ کی ہے۔ منیر انکوائری کمیشن کے سامنے علماء پاکستان نے اسی نامعقولیت کو تسلیم کرلیا تھا کہ اگر ہندوستان میں مسلمانوں کے ساتھ شودروں والا سلوک ہو تو انکو کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ مطلب یہ کہ ہم کو تو پاکستان میں من مانی کاروائی کی چھٹی مل جائے گی۔ ہندوستان میں دس کروڑ مسلمان قربان ہو جائیں تاکہ پاکستان میں ایک ملاں حکومت کرے۔

شودر کو ازلی مخلوق کی طرح ہی ٹھہرایا گیا۔ مثلاً بلی، کتے، مینڈک، چھپکلی، الو کو مارنے کا کفارہ شودر کو مارنے کے کفارے کے برابر ہے۔ (ایضاً)

عورتوں کی زبوں حالی کا اندازہ ان چند باتوں سے ہوسکتا ہے کہ ایک تو اولاد کا پیدا کرنا اس کے لئے لازمی ہوتا تھا اور جہاں تک دھرم کا تعلق ہے تو آج بھی بعض طبقوں میں اس پر عمل ہوتا ہو تو تعجب نہیں۔ اگر خاوند ناکارہ ہو تب بھی عورت ہی قصوروار تھی۔ ایسی صورت میں مرد اپنی بیوی کو مجبور کرسکتا تھا کہ وہ کسی غیر کے ساتھ صحبت کرے اور خاوند کے لئے اس سے بچہ حاصل کرے۔ اگر ایسا بچہ کسی برہمن کا یا کسی اونچی ذات کا ہو تو اور بھی زیادہ اچھی بات ہے۔ گویا یہاں بھی برہمنوں نے اپنی عیاشی کا پہلو قائم کرلیا۔ جب خاوند بیوی کی زندگی میں مرجاتا تو بیوہ کے لئے دو ہی راستے تھے یا تو وہ اپنے خاوند کی ارتھی کے ساتھ چتا میں جل مرے یا پھر دھرمسالہ یعنی ہندو خانقاہ کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو وقف کردے۔ اس کا ماں باپ یا سسرال کے گھر میں رہنا ہرگز مناسب نہ ہوتا۔ برہمن پنڈت فتویٰ دے کر دوسرے لوگوں کو اسے نکال باہر کرنے پر مجبور کردیتے۔ جو اس کے ساتھ ہمدردی کا سلوک کرتا اور جان بچاکر باعزت زندگی گزارنے کا انتظام کرتا تو اس کا حقہ پانی بند کردیا جاتا۔ اس سوشل بائیکاٹ میں بھلا کون جینا پسند کرسکتا تھا۔ عجیب توہم پرستی برہمن نے پیدا کردی تھی بلکہ اب بھی بہت سے ان پڑھ جاہل

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

بوسنیا بوسنیا
بوسنیآ زندہ باد

[منظوم کلام سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز]

(جلسہ سالانہ جرمنی - ۲۸- اگست ۱۹۹۴ء)

(۱)

تُو خوں میں نہاتے ہوئے ٹیلوں کا وطن ہے
گل رنگ شفق - قرمزی جھیلوں کا وطن ہے
خوں بار بلکتے ہوئے جھرنوں کی زمیں ہے
نوخیز جواں سال قتیلوں کا وطن ہے
اِک دن تیرے مقتل میں بہے گا دمِ جلّاد
اے بوسنیا، بوسنیا
بوسنیآ! زندہ باد

(۲)

قبروں میں پڑے عرش نشینوں کی قسم ہے
رولے ہوئے مٹی میں، نگینوں کی قسم ہے
بہنوں کی اُمنگوں کے، دفینوں کی قسم ہے
ماؤں کے سُلگتے ہوئے، سینوں کی قسم ہے
ہو جائیں گے آنگن ترے اُجڑے ہوئے آباد
اے بوسنیا، بوسنیا
بوسنیآ، زندہ باد

(۳)

اے وائے وہ سر جن کی اُتاری گئی چادر
پابستہ پدر اور پسر - جن کے برابر
ہوتی رہی رُسوا کہیں دختر کہیں مادر
دیکھے ہیں تیری آنکھ نے وہ ظلم کہ جن پر
پتھر بھی، زباں ہوں تو، کرنے لگیں فریاد
اے بوسنیا، بوسنیا
بوسنیآ! زندہ باد

(۴)

چھٹ جائیں گے اک روز مظالم کے اندھیرے
لہرائیں گے ہر آنکھ میں گُلرنگ سویرے
صُبحوں کے اُجالوں سے لکھیں گے ترے نغمے
سر پر ترے باندھیں گے فتوحات کے سہرے
اللہ کی رحمت سے سب ہو جائیں گے دلشاد
اے بوسنیا بوسنیا!
بوسنیآ! زندہ باد!

(۵)

سینوں پہ رقم ہیں تری عظمت کے فسانے
گاتی ہیں زبانیں تری سطوت کے ترانے
اُترے گا خُدا جب تری تقدیر بنانے
مٹ جائیں گے، نکلے جو ترا نام مٹانے
جس جس نے اجاڑا تجھے ہو جائے گا برباد
اے بوسنیا بوسنیا
بوسنیآ زندہ باد

(۶)

تُو اپنے حسین خوابوں کی تعبیر بھی دیکھے
اک تازہ نئی صبح کی تنویر بھی دیکھے
جو سینۂ شمشیر کو بھی چیر کے رکھ دے
دُنیا ترے ہاتھوں میں وہ شمشیر بھی دیکھے
پیدا ہوں نئے حامیٔ دیں - دشمنِ اِلحاد
اے بوسنیا، بوسنیا
بوسنیآ، زندہ باد

بوزنیا کے متعلق
اقوام متحدہ اور مغربی اقوام کی مسلم کش پالیسی

(ہدایت زمانی ۔ لندن)

تازہ خبروں کے مطابق بوزنیا کے چھ میں سے دو "محفوظ علاقوں" پر سربوں کا قبضہ ہو چکا ہے۔ ہزاروں نہتے شہریوں کو ہلاک کیا جا چکا ہے۔ ان علاقوں سے کل مسلمان آبادی کا انخلاء ہو چکا ہے۔ جائدادیں مکمل تباہ ہو چکی ہیں ۔ گھروں کو راکھ کے ڈھیر میں تبدیل کیا جا چکا ہے علاقہ میں خوف و ہراس پھیلا ہوا ہے ۔ ہزاروں لوگ لاپتہ ہیں۔ سرب درندوں نے مردوں کو عورتوں اور بچوں سے علیحدہ کر کے خفیہ ٹھکانوں پر پہنچا دیا ہے جہاں انہیں ایک سکیم کے تحت ختم کیا جا رہا ہے۔ عورتوں اور نوجوان بچیوں کو جنسی ہوس کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ اور یہ سب کچھ اقوام متحدہ کے فوجیوں بلکہ تمام دنیا کی نظروں کے سامنے ہو رہا ہے مگر یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی مغربی طاقتیں جو عرصہ تین سال سے اس علاقہ میں مسلم کش پالیسی پر عمل پیرا ہیں کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی۔ ابھی تک برطانیہ کے وزیر خارجہ وہی رٹ لگا رہے ہیں کہ ہم طرفین میں صلح کی کوششیں کر رہے ہیں اور اس طرح گویا درپردہ سربوں کی حمایت ہو رہی ہے اور سرب کمانڈروں کے ساتھ مل کر اقوام متحدہ کے فوجی کمانڈر فتح یابی کے جشن منا رہے ہیں۔

انگلستان اور فرانس کے علاوہ چند دیگر یورپی ممالک نے بھی بوزنیا میں اپنے چند ہزار فوجی بٹھا رکھے ہیں جن کا مقصد سربوں کو ظلم سے روکنا نہیں بلکہ ان مظلوموں پر نگاہ رکھنا ہے جن کو سرب فوجوں نے گھیرے میں لے رکھا ہے اور ان پر عرصہ حیات تنگ کیا ہوا ہے۔ اور سکیم کے تحت انہیں آہستہ آہستہ ختم کرنے کا تہیہ کیا ہوا ہے۔ Humanitarian Aid کے نام پر یہ لوگ وہاں جمع ہیں اور کبھی کبھار جب سرب کمانڈر ان کو اجازت دیں تو معمولی قسم کی خوراک ان کو وہاں پہنچا دی جاتی ہے۔ یاد رہے کہ دنیا کی غیر سیاسی تنظیمیں ان محصورین کے لئے جو امداد بھجواتی ہیں ان میں سے بھی کافی حصہ سرب اپنے لئے لے جاتے ہیں۔

ان مغربی اقوام کی مسلم کش پالیسی کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ انہوں نے بوزنیا کے مسلمانوں کو کسی قسم کا اسلحہ فراہم کرنے پر پابندی لگا رکھی ہے جبکہ یہ بات سب کو معلوم ہے کہ سربوں کو روس کی حکومت سے برابر کمک پہنچ رہی ہے اس طرح بوزنین فوجیں نہ صرف بھاری اسلحے سے خالی ہیں بلکہ عام ہتھیار بھی ان کے پاس نہیں رہے جس سے وہ اپنی یا اپنے شہریوں کی حفاظت کر سکیں۔ بعض علاقوں میں اقوام متحدہ نے اس وعدے پر کہ ہم آپ کی حفاظت کریں گے جو تھوڑے بہت ہتھیار ان کے پاس تھے وہ بھی ان سے لے لئے اس طرح گویا نہتے مسلمان سربوں کی توپوں کا نشانہ بن رہے ہیں اور اس دور میں بھی وہ اپنی نسلی صفائی (Ethnic Cleansing) کے پروگرام پر برابر عمل پیرا ہیں۔

ادھر امریکہ کا یہ حال ہے کہ صدر کلنٹن نے صدارتی انتخاب سے پہلے امریکی سیاست کو حدی تنقید بناتے ہوئے کہا تھا کہ امریکی پالیسی بوزنیا کے معاملہ میں بے حسی کی ہے مگر جب وہ صدر منتخب ہو گئے تو عملاً کچھ نہ کیا اور صرف سربوں کے مورچوں پر ہوائی حملے اور بوزنیا کے مسلمانوں کو مسلح کرنے کی خالی دھمکیاں دیتے رہے ۔ جن کے متعلق دنیا کو جلد ہی اندازہ ہو گیا تھا کہ اس بیانوں کی کوئی حیثیت نہیں۔

اس طرح برطانیہ اور امریکہ دونوں منافقانہ پالیسی پر عمل پیرا رہے ہیں اور آئندہ کے متعلق بھی ان سے کسی خیر کی توقع نہیں کیونکہ وہ اپنا مفاد اسی میں سمجھتے ہیں کہ بوزنیا سے تمام مسلمانوں کا انخلاء ہو جائے۔ مگر برزنیا کے معاملہ میں مسلمان ملکوں کی بے حسی اور لمبی خاموشی باعث صد تعجب ہے اور افسوس ناک ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ وہ ان مغربی طاقتوں کے آگے اس قدر سر خم کئے ہوئے ہیں کہ مجال نہیں کہ اپنے ذہن سے سوچ کر کسی لائحہ عمل کا اعلان کر دیں۔ ایسا معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ان مغربی طاقتوں کے آگے اس قدر سر خم کئے ہوئے ہیں کہ مجال نہیں کہ اپنے ذہن سے سوچ کر کسی لائحہ عمل کا اعلان کر دیں۔

جہاں تک برطانوی پالیسی کا تعلق ہے اس میں ایک واضح فرق یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب تک برطانیہ میں مسز تھیچر وزیر اعظم تھیں امریکی سیاست دان تمام دنیا کی راہبری کرتے تھے اور برطانیہ اس پالیسی پر عمل کرنے پر مجبور تھا جو امریکہ اس کے لئے تیار کرتا تھا مگر آج کل امریکہ بوزنیا کے معاملہ میں اس قدر بے حس ہو چکا ہے کہ اس کی بوزنیا کے بارہ میں کوئی واضح پالیسی ہے ہی نہیں جس سے برطانیہ کو موقع مل گیا کہ وہ باقی دنیا کو اور امریکہ کو بھی گمراہ کر سکے۔ اس طرح موجودہ ابتر حالات کی زیادہ تر ذمہ داری امریکی سیاستدان کی بجائے برطانوی سیاستدانوں پر عائد ہوتی ہے جس کے نتیجے میں سرب درندوں کو مسلمانوں کے قتل عام کی شہ مل گئی ہے۔

برطانیہ نے بوزنیا پر عائد کردہ اسلحہ کی فراہمی پر پابندی ہٹانے کا عذر لنگ یہ پیش کیا ہے کہ اس طرح پابندی ہٹانے سے جانی نقصان زیادہ ہو گا اور لڑائی دیگر قریبی ممالک میں پھیل جائے گی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ پابندی ہٹانے سے تیسری جنگ عظیم کے شروع ہو جانے کے امکانات ہیں۔

شاید برطانوی سیاستدان یہ بھول گئے ہیں کہ اگر یہی جواب دوسری جنگ عظیم کے آغاز پر امریکہ کے پریذیڈنٹ روزویلٹ برطانیہ کے وزیر اعظم چرچل کو دیتے جو اس وقت اسلحہ کی فراہمی کی درخواست کر رہے تھے تو آج دنیا کا نقشہ بالکل مختلف ہوتا اور فرانس اور برطانیہ وغیرہ ہٹلر کے زیر نگین ہوتے۔

تازہ اطلاعات کے مطابق دو "محفوظ علاقوں" کو پامال کرنے کے بعد اب سرب فوجیں گورازدے Gorazda کی طرف اپنی توپوں کا رخ کر رہی ہیں۔ اس علاقہ میں برطانوی فوجیں موجود ہیں۔ اخباری اطلاع کے مطابق برطانیہ ان علاقوں سے اپنی افواج کے انخلاء پر غور کر رہا ہے اور اس طرح گویا سرب فوجوں کو دعوت دی جا رہی ہے کہ اس علاقہ پر بھی حملہ کیا جائے اور تسلط جما لیا جائے کیونکہ یہاں بھی مزاحمت نہ ہو گی۔

اگرچہ برطانیہ کے مالکم رفکنڈ اپنے تازہ بیانات میں وہی خالی الفاظ کا ہیر پھیر استعمال کر رہے ہیں اور بلا مقصد اپنی بات کو دہرانے کے فن سے بخوبی واقف نظر آتے ہیں تاہم یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ دنیا کی آنکھوں میں دھول ڈالی جا رہی ہے اور درحقیقت سربوں کو درندگی کے لئے کھلی چھٹی دی جا رہی ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ بوزنیا میں ان تمام مظالم کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرنے کے بعد بھی دنیا بھر میں انسانی حقوق کا ڈھنڈورا پیٹنے والے رہنما اور ممالک مسلمانوں کی نسل کشی کو روکنے کے لئے کوئی مؤثر اقدام کرنے پر آمادہ دکھائی نہیں دیتے اور اب تو دنیا کی رائے عامہ اس بات کا اظہار کرنے میں ذرہ بھر بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتی کہ امریکہ کا نیو ورلڈ آرڈر ختم ہو چکا ہے۔ دنیا سے "قطعی انصاف" Absolute Justice اٹھ چکا ہے۔ اقوام متحدہ کا ادارہ اس بات کا اہل نہیں رہا کہ وہ اقوام عالم کے لئے کوئی مفید مکام سرانجام دے سکے۔ چنانچہ "جس کی لاٹھی اس کی بھینس" کا قانون رائج ہو چکا ہے۔ اس طرح دنیا بھر کے اور خصوصاً یورپ کے ترقی اور تہذیب کے دعوے کھوکھلے ہو چکے ہیں۔

اس ضمن میں یہ بات یاد رکھنی انتہائی ضروری ہے کہ اگر آج اس مہذب کہلانے والی دنیا نے "جنگل کے قانون" کو بوزنیا کے لئے تسلیم کر لیا ہے تو کل کو ان کے اپنے ممالک میں بھی یہی قانون رائج ہو جائے گا۔ یہ قانون قدرت ہے۔ اور اس طرح جو ممالک آج دور کھڑے ان مظالم کا تماشہ دیکھ رہے ہیں جو بوزنیا میں ہو رہا ہے، کل کلاں ان کے اپنے ممالک کا امن و سکون بھی اسی قانون کے ہاتھوں برباد ہو جانا کوئی بعید بات نہیں۔

ہم مغربی ممالک کے باشعور باشندوں سے اپیل کرتے ہیں کہ اپنے ضمیر کی آواز ان کوتاہ اندیش سیاست دانوں تک پہنچا دیں اور انہیں بتا دیں کہ دنیا میں امن صرف اسی صورت میں قائم ہو سکتا ہے کہ ظلم چاہے کہیں بھی ہو رہا ہو اس کے خلاف آواز بلند کی جائے اور اگر خدا تعالیٰ نے اس بات کی توفیق بخشی ہے تو اسے بند کرایا جائے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ظالموں کی گرفت فرمائے اور تمام بنی نوع انسان کو مل جل کر رہنے کی توفیق بخشے۔

خریداران سے گزارش

اپنے پتہ کی تبدیلی یا تصحیح کے لئے اطلاع دیتے وقت ایڈریس لیبل پر درج AFC حوالہ نمبر ضرور درج کریں شکریہ

(مینیجر)

M.A. AMINI TEXTILES

SPECIALISTS IN:
FABRIC PRINTING
PRINTED 90" COTTON & CRIMPLENE
QUILT & BED SETTEE COVERS
PRAYER MATS, BEDDINGS

PROVIDENCE MILL
108 HARRIS STREET
BRADFORD BD15JA
TEL: 0274 391 832
MOBILE: 0836 799 469

81/83 ROUNDHAY ROAD
LEEDS, LS8 5AQ
TEL: 0532 481 888
FAX NO. 0274 720 214

احمدی بھائیوں کی اپنی قابل اعتماد ٹریول ایجنسی

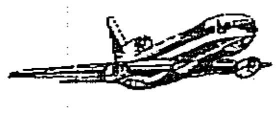

INDO-ASIA REISEDIENST

جلسہ سالانہ انگلستان کے موقع پر خصوصی پیشکش

جرمنی کے کسی بھی ایئرپورٹ سے جلسہ سالانہ انگلستان کیلئے ٹکٹوں کی بکنگ قبل از وقت کروا لیجئے اور سہولت کے ساتھ سفر کیجئے۔

بکنگ جاری ہے

اس کے علاوہ

پاکستان و دیگر ممالک کے ہوائی سفر کیلئے رعائتی ٹکٹ بھی دستیاب ہیں

INDO-ASIA REISEDIENST

Am Hauptbahnhof 8, 60599 Frankfurt
Tel. (0 69) 23 61 81 Fax (0 69) 23 07 94

شہدائے احمدیت

یوسف سہیل شوق

(سوا سو کے لگ بھگ احمدی شہداء کا تذکرہ قسط وار کیا جائے گا یہ اس سلسلہ کی پہلی قسط ہے)

کسی شاعر نے کہا ہے۔ ؎

جور کے توکوہ گراں تھے ہم جو چلے توجاں سے گزر گئے
رہ یار ہم نے قدم قدم تجھے یاد گار بنا دیا

زندگی میں سب سے اہم اور سب سے پیاری چیز انسان کی جان ہے سب سے اعلیٰ قربانی جان ہی کی قربانی ہے۔ رہ یار میں عشق و وفا کے سنگ میل نصب کرنے والے کسی قربانی سے دریغ نہیں کرتے چاہے وہ مال ہو' آبرو ہو' وقت ہو یا زندگی ہو۔ وہ تاریخ کے صفحات کو اپنی جانی قربانی سے لہو رنگ کرتے ہیں۔ ان کی زندگیوں کا حقیقی مقصد تو اپنے یار کا پیار اور اس کی رضا حاصل کرنا ہوتا ہے۔ اس محبوب حقیقی کی راہ پر چلتے ہوئے جان سے گذر گئے تو حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی طرح زبان پر یہی الفاظ آتے ہیں کہ میں اپنی مراد کو پہنچ گیا۔ جب میں خدا کی راہ میں جان دے رہا ہوں تو مجھے اس سے کیا غرض کہ میں دائیں طرف گرتا ہوں یا بائیں طرف۔ اگر میرا مولا چاہے تو میرے جسم کے ایک ایک ٹکڑے پر اپنی رحمت نازل کر سکتا ہے۔

احمدیت کی تاریخ جہاں ہر قسم کی قربانیوں سے بھرپور ہے وہاں پر اپنی جان کی قربانی دینے والوں کی بھی کمی نہیں۔ ایک سو چھ سالہ تاریخ میں شہیدان راہ خدا کی تعداد بھی لگ بھگ سوا سو افراد پر مشتمل ہے۔ اس لحاظ سے یوں سمجھیں کہ ہر سال ایک احمدی نے اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ ان میں سے ہر شہید کی داستان لطف و مسرت کا ایک انمول باب ہے۔ ہر شہید کے مزار سے وفا اور قربانی کی جو لازوال داستانیں وابستہ ہیں آج ہم اس تاریخی داستان کے بعض اوراق پیش کرتے ہیں اور ابتداء اس دعا سے کرتے ہیں کہ۔ ؎

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

کہ اے راہ حق کے شہیدو! تم نے خاک و خون میں غلطاں ہو کر جو حسین رسم جاری کی ہے اس کے اعتراف میں ہم بڑے عجز سے اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کرتے ہیں کہ اے مولا کریم ان پاک باز عشاق کی روحوں کو اپنی رحمت و محبت کی چادر میں لپیٹ لے ہمارے لئے یہ ارشاد خداوندی حرز جان ہے۔

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللّٰہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون (آل عمران:۱۷۰)

اللہ کی راہ میں جان دینے والوں کو مردہ نہ کہو۔ وہ زندہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو رزق دیا جاتا ہے۔

اس مضمون میں جن زندہ جاوید ہستیوں کا تذکرہ کیا جا رہا ہے ان شہداء کی ایک فہرست ملاحظہ ہو۔

۱۔ حضرت مولوی عبدالرحمن صاحب۔ کابل۔ تاریخ شہادت وسط ۱۹۰۱ء

۲۔ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب۔ کابل۔ تاریخ شہادت ۱۴۔ جولائی ۱۹۰۳ء

۳۔ صاحبزادہ محمد سعید جان ابن حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہید۔ تاریخ شہادت ۱۹۱۸ء

۴۔ صاحبزادہ محمد عمر جان ابن حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہید۔ تاریخ شہادت ۱۹۱۸ء

۵۔ حضرت سید سلطان۔ کابل۔ تاریخ شہادت۔ ۱۹۱۸ء

۶۔ سید حکم مظلوم۔ کابل۔ تاریخ شہادت۔ ۱۹۱۸ء

۷۔ مولوی نعمت اللہ خان۔ کابل۔ تاریخ شہادت۔ ۳۱۔ اگست ۱۹۲۴ء

۸۔ شیخ احمد فرقانی۔ عراق۔ تاریخ شہادت۔ جنوری ۱۹۲۵ء

۹۔ مولوی عبدالحلیم صاحب۔ کابل۔ تاریخ شہادت ۶ فروری ۱۹۲۵ء

۱۰۔ قاری نور علی صاحب۔ کابل۔ تاریخ شہادت ۶ فروری ۱۹۲۵ء

۱۱۔ قاضی محمد علی صاحب نوشہروی۔ قادیان۔ تاریخ شہادت ۱۶ مئی ۱۹۳۱ء

۱۲۔ ولی داد خان صاحب۔ خوست۔ تاریخ شہادت ۱۵ فروری ۱۹۳۹ء

۱۳۔ فضل داد خان ۔ عمر ڈیڑھ ماہ۔ پسر ولی داد خان صاحب۔ تاریخ شہادت ۱۱ فروری ۱۹۳۹ء

۱۴۔ عدالت خان صاحب۔ خوشاب۔ تاریخ شہادت تقریباً ۱۹۳۹ء

۱۵۔ حاجی میراں بخش صاحب۔ انبالہ۔ تاریخ شہادت ۱۳ ر ۱۴ اگست کی درمیانی شب ۱۹۴۰ء

۱۶۔ اہلیہ محترمہ حاجی میراں بخش صاحب۔ تاریخ شہادت ۱۳ ر ۱۴ اگست کی درمیانی شب ۱۹۴۰ء

۱۷۔ صوبیدار خوشحال خان صاحب۔ تاریخ شہادت ۱۵ فروری ۱۹۴۲ء

۱۸۔ شریف دوتسا صاحب۔ البانیہ۔ تاریخ شہادت ۱۹۴۶ء

۱۹۔ مصری شہید۔ ان کا نام معلوم نہیں۔

۲۰۔ ڈاکٹر میجر محمود احمد صاحب کوئٹہ۔ تاریخ شہادت ۱۹ اگست ۱۹۴۸ء

☆ تاریخ شہادت انداز اً ۱۹۴۸ء تا ۱۹۵۰ء

۲۱۔ جاید JAID صاحب۔ جماعت چوکناونگ Cukangkawung مغربی جاوا انڈونیشیا

۲۲۔ سورا SURA صاحب۔ جماعت چوکناونگ Cukangkawung مغربی جاوا انڈونیشیا

۲۳۔ سائری SAERI صاحب۔ جماعت چوکناونگ Cukangkawung مغربی جاوا انڈونیشیا

۲۴۔ حاجی حسن HJ. HASAN صاحب۔ جماعت چوکناونگ Cukangkawung مغربی جاوا انڈونیشیا

۲۵۔ راڈین صالح R. SALEH صاحب۔ جماعت چوکناونگ Cukangkawung مغربی جاوا انڈونیشیا

۲۶۔ دہلان DAHLAN صاحب۔ جماعت چوکناونگ Cukangkawung مغربی جاوا انڈونیشیا

۲۷۔ سانوسی SANUSI صاحب۔ جماعت چوکناونگ Cukangkawung مغربی جاوا انڈونیشیا

۲۸۔ اومو OMO صاحب۔ جماعت چوکناونگ Cukangkawung مغربی جاوا انڈونیشیا

۲۹۔ تحیان TAHYAN صاحب۔ جماعت چوکناونگ Cukangkawung مغربی جاوا انڈونیشیا

۳۰۔ شہرومی SAHROMI صاحب۔ جماعت چوکناونگ Cukangkawung مغربی جاوا انڈونیشیا

۳۱۔ سوما SOMA صاحب۔ جماعت چیانڈام CIANDAM مغربی جاوا انڈونیشیا

۳۲۔ جملی JUMLI صاحب۔ جماعت چیانڈام CIANDAM مغربی جاوا انڈونیشیا

۳۳۔ سرمان SARMAN صاحب۔ جماعت چیانڈام CIANDAM مغربی جاوا انڈونیشیا

۳۴۔ اوسون USON صاحب۔ جماعت چیانڈام CIANDAM مغربی جاوا انڈونیشیا

۳۵۔ ایڈوٹ IDOT صاحب۔ جماعت چیانڈام CIANDAM مغربی جاوا انڈونیشیا

۳۶۔ اونیہ UNIAN صاحب۔ جماعت چیانڈام CIANDAM مغربی جاوا انڈونیشیا

۳۷۔ صاحبزادہ محمد اکرم خان درانی صاحب۔ چارسدہ۔ تاریخ شہادت ۱۰ جنوری ۱۹۵۰ء

۳۸۔ ماسٹر غلام محمد صاحب۔ اوکاڑہ۔ تاریخ شہادت یکم اکتوبر ۱۹۵۰ء

۳۹۔ چوہدری بدرالدین صاحب لدھیانوی۔ راولپنڈی۔ تاریخ شہادت ۱۰ اکتوبر ۱۹۵۰ء

۴۰۔ چوہدری عبدالغفور صاحب۔ مانسہرہ۔ تاریخ شہادت ۲۱ ستمبر ۱۹۵۰ء

۴۱۔ عبداللطیف۔ عمر سات سال۔ ابن چوہدری عبدالغفور صاحب۔ تاریخ شہادت ۲۱ ستمبر ۱۹۵۰ء

۴۲۔ چوہدری محمد حسین صاحب۔ گمبٹ ضلع خیرپور۔ تاریخ شہادت ۲۲ فروری ۱۹۵۲ء

۴۳۔ ماسٹر منظور حسین صاحب مدرس۔ باغبانپورہ لاہور۔ تاریخ شہادت ۵ مارچ ۱۹۵۳ء

۴۴۔ محمد شفیع صاحب۔ مغلپورہ لاہور۔ تاریخ شہادت ۶ مارچ ۱۹۵۳ء

۴۵۔ جمال احمد صاحب۔ بھاٹی گیٹ لاہور۔ تاریخ شہادت ۶ مارچ ۱۹۵۳ء

۴۶۔ مرزا کریم بیگ صاحب۔ فلیمنگ روڈ لاہور۔ تاریخ شہادت ۶ مارچ ۱۹۵۳ء

۴۷۔ ایک احمدی عطار صاحب۔ گندہ انجن لاہور۔ تاریخ شہادت ۸ مارچ ۱۹۵۳ء

۴۸۔ حوالدار عبدالغفور صاحب ولد الٰہی بخش صاحب۔ لاہور۔ تاریخ شہادت ۸ مارچ ۱۹۵۳ء

۴۹۔ داؤد جان صاحب۔ افغانستان۔ تاریخ شہادت فروری ۱۹۵۶ء

۵۰۔ حاجی فضل محمد خان صاحب۔ گاؤں نزد پیواڑ کوتل افغانستان۔ تاریخ شہادت ۱۹۵۷ء

۵۱۔ محمد احمد صاحب۔ رہ سبز کابل افغانستان۔ تاریخ شہادت ۲۹ جون ۱۹۵۷ء

۵۲۔ مولوی عبدالحق صاحب نور۔ کروندی خیرپور سندھ۔ تاریخ شہادت ۲۱ ستمبر ۱۹۶۶ء

۵۳۔ رشید احمد بٹ صاحب۔ تھرپارکر سندھ۔ تاریخ شہادت ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء

۵۴۔ چوہدری شوکت حیات صاحب۔ حافظ آباد۔ تاریخ شہادت یکم جون ۱۹۷۴ء

۵۵۔ محمد افضل کھوکھر صاحب۔ دہلی کلاتھ ہاؤس گوجرانوالہ۔ تاریخ شہادت یکم جون ۱۹۷۴ء

۵۶۔ محمد اشرف کھوکھر صاحب ولد محمد افضل کھوکھر۔ دہلی کلاتھ ہاؤس گوجرانوالہ۔ تاریخ شہادت یکم جون ۱۹۷۴ء

۵۷۔ سعید احمد خان صاحب۔ گوجرانوالہ۔ تاریخ شہادت یکم جون ۱۹۷۴ء

۵۸۔ منظور احمد خان صاحب۔ خسر محترم سعید احمد خان۔ گوجرانوالہ۔ تاریخ شہادت یکم جون ۱۹۷۴ء

۵۹۔ محمود احمد خان صاحب ابن منظور احمد خان صاحب۔ گوجرانوالہ۔ تاریخ شہادت یکم جون ۱۹۷۴ء

۶۰۔ قریشی احمد علی صاحب۔ گوجرانوالہ۔ تاریخ شہادت یکم جون ۱۹۷۴ء

۶۱۔ بشیر احمد صاحب ابن مہردین صاحب۔ گوجرانوالہ۔ تاریخ شہادت یکم جون ۱۹۷۴ء

۶۲۔ منیر احمد صاحب۔ کنگنی والا۔ گوجرانوالہ۔ تاریخ شہادت ۲ جون ۱۹۷۴ء

۶۳۔ غلام قادر صاحب۔ کنگنی والا۔ گوجرانوالہ۔ تاریخ شہادت ۲ جون ۱۹۷۴ء

۶۴۔ عنایت اللہ صاحب۔ کنگنی والا۔ گوجرانوالہ۔ تاریخ شہادت ۲ جون ۱۹۷۴ء

۶۵۔ محمد رمضان صاحب۔ کوہلووال۔ گوجرانوالہ۔ تاریخ شہادت ۴ جون ۱۹۷۴ء

ASIAN AND ENGLISH
JEWELLERY
BEST DISCOUNTS
MEDINA
JEWELLERS
VAT REGISTERED
1 CALARENDEN ROAD
WHALLY RANGE
MANCHESTER M16 8LB
061 232 0526

۶۶۔ محمد اقبال صاحب۔ کوٹلووالہ۔ گوجرانوالہ۔ تاریخ شہادت چار جون ۱۹۷۴ء

۶۷۔ محمد الیاس عارف صاحب۔ واہ کینٹ۔ تاریخ شہادت ۴ جون ۱۹۷۴ء

۶۸۔ سید آفتاب صاحب۔ پشاور۔ تاریخ شہادت ۸ جون ۱۹۷۴ء

۶۹۔ سید مولود احمد صاحب ابن سید محمود احمد صاحب کوئٹہ۔ تاریخ شہادت ۹ جون ۱۹۷۴ء

۷۰۔ صوبیدار غلام سرور خان صاحب۔ ٹوپی صوبہ سرحد۔ تاریخ شہادت ۹ جون ۱۹۷۴ء

۷۱۔ اسرار احمد خان صاحب۔ صوبہ سرحد۔ تاریخ شہادت ۹ جون ۱۹۷۴ء

۷۲۔ فخرالدین صاحب۔ ایبٹ آباد۔ تاریخ شہادت ۱۱ جون ۱۹۷۴ء

۷۳۔ محمد زمان خان صاحب۔ پوڑی۔ بالا کوٹ۔ تاریخ شہادت ۱۱ جون ۱۹۷۴ء

۷۴۔ سیٹھی مقبول احمد صاحب ابن محمد اسحٰق صاحب۔ جہلم۔ تاریخ شہادت ۲ جولائی ۱۹۷۴ء

۷۵۔ ماسٹر ضیاء الدین ارشد صاحب۔ ربوہ۔ تاریخ شہادت ۱۶ جولائی ۱۹۷۴ء

۷۶۔ پروفیسر عباس ابن عبدالقادر صاحب۔ حیدر آباد۔ تاریخ شہادت ۴ ستمبر ۱۹۷۴ء

۷۷۔ عبدالحمید خان صاحب۔ کنری سندھ۔ تاریخ شہادت ۳۔ اکتوبر ۱۹۷۴ء

۷۸۔ بشارت احمد صاحب۔ تھال ضلع گجرات۔ تاریخ شہادت ۷۔ اکتوبر ۱۹۷۴ء

۷۹۔ رشیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم قاری عاشق حسین صاحب۔ سانگلہ ہل۔ تاریخ شہادت ۹۔ اگست ۱۹۷۸ء

۸۰۔ ماسٹر نور احمد صاحب مولوی فاضل۔ کوریل تحصیل کولگام کشمیر۔ تاریخ شہادت ۱۳۔ اپریل ۱۹۷۹ء

۸۱۔ منشی علم دین صاحب عرائض نویس۔ کوٹلی آزاد کشمیر۔ تاریخ شہادت ۱۳۔ اگست ۱۹۷۹ء

۸۲۔ چوہدری مقبول احمد صاحب۔ پنوں عاقل سکھر سندھ۔ تاریخ شہادت ۱۹ فروری ۱۹۸۲ء

۸۳۔ چوہدری عبدالحمید صاحب۔ صدر جماعت محراب پور سندھ۔ تاریخ شہادت ۱۰ اپریل ۱۹۸۳ء

۸۴۔ ماسٹر عبدالحکیم ابڑو صاحب۔ صدر جماعت وارہ ضلع لاڑکانہ۔ تاریخ شہادت ۱۶ اپریل ۱۹۸۳ء

۸۵۔ ڈاکٹر مظفر احمد صاحب۔ ڈیٹرائٹ امریکہ۔ تاریخ شہادت ۸۔ اگست ۱۹۸۳ء

۸۶۔ شیخ ناصر احمد صاحب۔ اوکاڑہ۔ تاریخ شہادت ۱۸ ستمبر ۱۹۸۳ء

۸۷۔ قریشی عبدالرحمان صاحب۔ امیر جماعت سکھر۔ تاریخ شہادت یکم مئی ۱۹۸۴ء

۸۸۔ ڈاکٹر عبدالقادر چینی صاحب۔ فیصل آباد۔ تاریخ شہادت ۱۵ جون ۱۹۸۴ء

۸۹۔ انعام الرحمان صاحب۔ سکھر۔ تاریخ شہادت ۱۵ مارچ ۱۹۸۵ء

۹۰۔ چوہدری عبدالرزاق صاحب۔ امیر ضلع نوابشاہ۔ تاریخ شہادت ۷۔ اپریل ۱۹۸۵ء

۹۱۔ ڈاکٹر عقیل بن عبدالقادر صاحب۔ آئی سپیشلسٹ حیدر آباد۔ تاریخ شہادت ۹ جون ۱۹۸۵ء

۹۲۔ چوہدری محمود احمد صاحب اٹھوال۔ پنوں عاقل سکھر سندھ۔ تاریخ شہادت ۲۹ جولائی ۱۹۸۵ء

۹۳۔ قریشی محمد اسلم صاحب۔ مربی سلسلہ ٹرینی ڈاڈ (جنوبی امریکہ)۔ تاریخ شہادت ۱۰۔ اگست ۱۹۸۵ء

۹۴۔ سید قمرالحق صاحب۔ سکھر۔ تاریخ شہادت ۱۱ مئی ۱۹۸۶ء

۹۵۔ خالد سلیمان صاحب۔ سکھر۔ تاریخ شہادت ۱۱ مئی ۱۹۸۶ء

۹۶۔ رخسانہ صاحبہ اہلیہ طارق صاحب۔ مردان۔ تاریخ شہادت ۲۰ جون ۱۹۸۶ء

۹۷۔ بابو عبدالغفار صاحب۔ حیدر آباد۔ تاریخ شہادت ۹ جولائی ۱۹۸۶ء

۹۸۔ ظہیر احمد صاحب۔ سوہاوہ ضلع جہلم۔ تاریخ شہادت فروری ۱۹۸۷ء

۹۹۔ عثمان غنی صاحب۔ شہید بنگلہ دیش

۱۰۰۔ عبدالرحیم صاحب۔ شہید بنگلہ دیش

۱۰۱۔ نام معلوم نہیں۔ شہید سری لنکا

۱۰۲۔ محمد سراج صاحب

۱۰۳۔ رستم خان صاحب۔ جلوزئی چارسدہ ضلع پشاور

۱۰۴۔ مولوی عبدالعلی صاحب۔ کابل افغانستان

۱۰۵۔ انوار احمد صاحب۔ ۴۵ مرڑھ تحصیل سانگلہ ہل

۱۰۶۔ ڈاکٹر منور احمد صاحب۔ سکرنڈ ضلع نواب شاہ۔ تاریخ شہادت ۱۴ مئی ۱۹۸۹ء

۱۰۷۔ نذیر احمد ساقی صاحب۔ چک سکندر۔ تاریخ شہادت ۱۶ جولائی ۱۹۸۹ء

۱۰۸۔ محمد رفیق صاحب ولد مولوی خان محمد صاحب۔ چک سکندر۔ تاریخ شہادت ۱۶ جولائی ۱۹۸۹ء

۱۰۹۔ نبیلہ بنت مشتاق احمد صاحب۔ چک سکندر (عمر ۱۰ سال)۔ تاریخ شہادت ۱۶ جولائی ۱۹۸۹ء

۱۱۰۔ ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب۔ قاضی احمد ضلع نوابشاہ۔ تاریخ شہادت ۲۔ اگست ۱۹۸۹ء

۱۱۱۔ ڈاکٹر عبدالقدوس صاحب۔ نوابشاہ۔ تاریخ شہادت ۲۸ ستمبر ۱۹۸۹ء

۱۱۲۔ ناصرالدین صاحب۔ واہ کینٹ انجینئرنگ یونیورسٹی۔ تاریخ شہادت مارچ ۱۹۹۰ء

۱۱۳۔ نصیر احمد علوی صاحب۔ دوڑ ضلع نوابشاہ۔ تاریخ شہادت ۱۷ / ۱۹ نومبر ۱۹۹۰ء

۱۱۴۔ چوہدری محمد اشرف صاحب۔ جلہن ضلع گوجرانوالہ۔ تاریخ شہادت ۱۹ دسمبر ۱۹۹۲ء

۱۱۵۔ رانا ریاض احمد صاحب۔ ٹاؤن شپ لاہور۔ تاریخ شہادت ۲ فروری ۱۹۹۴ء

۱۱۶۔ احمد نصراللہ خان صاحب۔ کینٹ لاہور۔ تاریخ شہادت ۶ فروری ۱۹۹۴ء

۱۱۷۔ پروفیسر ڈاکٹر سید نسیم بابر صاحب۔ قائد اعظم یونیورسٹی اسلام آباد۔ تاریخ شہادت ۹۔ اکتوبر ۱۹۹۴ء

۱۱۸۔ عبدالرحمان باجوہ صاحب ایڈووکیٹ۔ منظور کالونی محمود آباد کراچی۔ تاریخ شہادت ۲۸۔ اکتوبر ۱۹۹۴ء

۱۱۹۔ دلشاد حسین صاحب۔ لاڑکانہ۔ تاریخ شہادت ۳۱۔ اکتوبر ۱۹۹۴ء

۱۲۰۔ سلیم احمد پال صاحب۔ کراچی۔ تاریخ شہادت ۱۰ نومبر ۱۹۹۴ء

۱۲۱۔ انور حسین ابڑو صاحب۔ لاڑکانہ۔ تاریخ شہادت ۱۹ دسمبر ۱۹۹۴ء

۱۲۲۔ ریاض احمد صاحب۔ شمسی روڈ مردان مقام شہادت شب قدر نزد پشاور۔ تاریخ شہادت ۹۔ اپریل ۱۹۹۵ء

شہداء کے بارے میں قابل ذکر کوائف

شہداء کی اس فہرست کے مطابق سوا سو کے لگ بھگ احمدی خدا کی راہ میں شہید ہوئے ان کا تجزیہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ پہلے قریباً سو سال کے عرصہ میں ۱۴ ممالک کو شہداء پیش کرنے کا شرف حاصل ہوا ان میں پاکستان' انڈونیشیا' افغانستان' بنگلہ دیش' عراق' سری لنکا' امریکہ، ٹرینیڈاڈ، انڈیا، مصر اور البانیہ شامل ہیں۔

ملکوں کے اعتبار سے پاکستان کے بعد سب سے زیادہ شہداء پیش کرنے کا شرف انڈونیشیا کو حاصل ہوا۔ جہاں ۱۶ شہداء نے اپنی جانیں فدا کرنے کا اعزاز پایا۔ اس کے بعد افغانستان نے ۱۵ شہداء پیش کئے۔ بنگلہ دیش نے ۴ اور امریکہ' ٹرینیڈاڈ' سری لنکا اور البانیہ کو ایک ایک شہید پیش کرنے کی سعادت ملی۔

ملکوں کے بعد اگر شہروں کا ذکر کیا جائے تو شہیدوں کے اعتبار سے نمایاں ترین گوجرانوالہ ہے۔ اس اکیلے شہر و ضلع کو مجموعی طور پر ۱۳ شہید پیش کرنے کا شرف ملا۔ دوسرا نمبر لاہور کا ہے جس کو ۸ اور پھر سکھر کا ہے جس نے ۶ شہداء کو پیش کرنے کی سعادت پائی۔ ضلع نوابشاہ نے ۵ اور لاڑکانہ و چک سکندر نے ۳۔ ۳ شہید پیش کئے۔

سن کے اعتبار سے ۱۹۷۴ء کا سن اس لحاظ سے غیر معمولی ہے اس سال نے احمدیت کے دامن میں ۲۴ شہداء کو پیش کرنے کی سعادت پائی۔ جب کہ ۱۹۹۴ء میں ۷' صد سالہ جشن تشکر کے سال ۱۹۸۹ء میں ۶ (۱۹۵۳ء میں ۶ احمدی شہید ہوئے۔) اس کے علاوہ ۱۹۵۰ء میں ۵ احباب نے جام شہادت نوش فرمایا۔

ایک ہی دن شہادت پانے کے اعتبار سے بھی گوجرانوالہ کو خصوصی امتیاز حاصل ہے کہ ایک ہی دن میں ۸ فرزندان احمدیت نے مولیٰ کی راہ میں جان کا نذرانہ پیش کر دیا۔ یہ یکم جون کا دن' گوجرانوالہ کا شہر اور ۱۹۷۴ء کا سن تھا۔ اس روز ۸ احمدیوں کو مشتعل ہجوموں نے شہادت سے ہمکنار کر دیا۔

اس فہرست میں پانچ خواتین شہداء کا بھی ذکر ہے۔ یہ ہیں اہلیہ محترمہ حاجی میراں بخش صاحب انبالہ' رشیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم قاری عاشق حسین صاحب سانگلہ ہل' رخسانہ صاحبہ اہلیہ طارق صاحب مردان اور انڈونیشیا کی دو شہید خواتین ایڈوٹ صاحبہ اور اونیسہ صاحبہ۔

اسی طرح سے اس فہرست میں تین معصوم شہید بچوں کا بھی ذکر ہے۔ ان میں سے ایک کی عمر صرف ڈیڑھ ماہ تھی۔ یہ معصوم تھے فضل داد خان صاحب پسر ولی داد خان صاحب خوست اور دوسرے معصوم بچے کی عمر سات سال تھی۔ یہ تھے عبداللطیف پسر چوہدری عبدلغفور صاحب مانسہرہ اور تیسری عزیزہ نبیلہ بنت مشتاق احمد چک سکندر عمر ۱۰ سال۔ اس طرح سے شہداء کی فہرست میں اپنا نام لکھوانے میں معصوم احمدی بچے بھی کسی سے پیچھے نہیں رہے۔

شہدائے احمدیت کی عمروں کا تو صحیح اندازہ نہیں ہے لیکن غالباً سب سے زیادہ عمر میں شہادت پانے والے حضرت منشی علم دین صاحب کوٹلی آزاد کشمیر تھے جن کی عمر ۹۰ سال کے قریب تھی۔ ایک اندازے کے مطابق بیشتر شہداء عمروں کے اعتبار سے جواں لوگ تھے یعنی جماعتی اصطلاح میں خدام میں شامل تھے۔

جماعتی مناصب کے اعتبار سے ذمہ داری کے بلند مناصب میں شامل ہونے والے شہداء کے اعتبار سے دو امراء کو بھی شہادت نصیب ہوئی۔ یہ ہیں حضرت قریشی عبدالرحمان صاحب امیر ضلع سکھر اور محترم عبدالرزاق صاحب امیر ضلع نواب شاہ۔

تعلیمی لحاظ سے سب سے زیادہ پڑھے لکھے ملک کے معروف سائنسدان پروفیسر ڈاکٹر سید نسیم بابر تھے جو ایم۔ ایس۔ سی پی۔ ایچ۔ ڈی تھے اور قائد اعظم یونیورسٹی کے شعبہ فزکس کے سینئر پروفیسر تھے۔ ان کے علاوہ ڈاکٹر عقیل بن عبدالقادر آئی سپیشلسٹ تھے۔ ڈاکٹر عبدالقادر چینی صاحب بھی آنکھوں کے ماہر تھے۔ ڈاکٹر میجر محمود احمد اور ڈاکٹر مظفر احمد بھی اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے۔ عبدالرحمان باجوہ وکیل تھے۔

جماعتی تاریخ کے اعتبار سے دیکھا جائے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دور میں دو شہداء ہیں۔ خلافت اولیٰ میں کوئی شہادت نہیں ہوئی۔ خلافت ثانیہ کے باون سالہ طویل دور میں ۴۹ شہادتیں ہوئیں۔ خلافت ثالثہ کے ساڑھے سترہ سالہ کے دور میں ۳۱ احمدیوں نے جام شہادت نوش کیا اور خلافت رابعہ کے دور میں اب تک (۱۳ سال کے عرصے میں) ۳۳۔ احمدی مقام شہادت حاصل کر چکے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہید کے علاوہ ۹۔ اپریل ۱۹۹۵ء کو شہید ہونے والے حضرت ریاض احمد صاحب ہیں جن کو شب قدر کے مقام پر پتھر مار مار کر شہید کیا گیا۔

اب ہم ترتیب وار ایک ایک احمدی شہید کا تفصیلی تذکرہ پیش کرتے ہیں۔

(۱)

حضرت مولوی عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کابل (افغانستان)

احمدیت کی تاریخ میں جس شخص کو سب سے پہلے احمدیت قبول کرنے کے جرم میں درجہ شہادت پر فائز ہونے کی سعادت ملی۔ وہ تھے حضرت مولوی عبدالرحمان مرحوم و مغفور۔ آپ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہید کے سفیر کے طور پر قادیان آتے

جاتے تھے اور ہر مرتبہ کئی کئی ماہ تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دامن سے فیض پاتے تھے۔ ان دنوں میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے جہاد کے بارے میں اپنا مسلک واضح فرمایا تھا جس میں یہ درج تھا کہ جو حکومت مذہبی آزادی میں مداخلت نہ کرے اس کے خلاف تلوار اٹھانا جائز نہیں۔ حضرت مولوی عبدالرحمان صاحب ایک بار کابل گئے تو آپ نے احمدیت کی تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا۔ کابل کے مولویوں کو پتہ لگا کہ آپ جہاد کے مسئلہ پر ان کے مخالف ہیں اور انگریز کا قتل جہاد میں شامل نہیں سمجھتے تو انہوں نے والئی کابل امیر عبدالرحمان خان (۱۸۴۴ء۔ ۱۹۰۱ء) کو شکایت کی۔ امیر عبدالرحمان سخت برافروختہ ہوا اور حضرت مولوی صاحب کی نظر بندی کا حکم دے دیا۔ جہاں قید کی حالت میں آپ کی گردن میں کپڑا ڈال کر اور دم گھونٹ کر نہایت بے دردی سے آپ کو شہید کر دیا گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس سے قبل الہام ہوچکا تھا شاتان تذبحان (دو بکرے ذبح کئے جائیں گے) چنانچہ اس الہام کے مطابق حضرت مولوی عبدالرحمان صاحب جو ملا عبدالرحمان کے نام سے بھی معروف تھے پہلے شہید ہوئے۔ یہ حادثہ وسط ۱۹۰۱ء میں ہوا۔ قادیان میں اس کی خبر نومبر میں حضرت مولوی عبدالستار صاحب کے ذریعے پہنچی جو اپنے تین رفقاء سمیت علاقہ خوست غزنی سے حضور کی زیارت کے لئے تشریف لائے تھے۔

(الحکم ۲۴ نومبر ۱۹۰۱ء)

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ ۱۸۵۔ ۱۸۴)

حضرت مولوی عبدالرحمان صاحب کے والد محترم کا نام ظہیرالدین صاحب تھا۔ آپ دھوبیاں ضلع پشاور کے رہنے والے تھے۔

بانی سلسلہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود مہدی معہود علیہ السلام نے آپ کے بارے میں تحریر فرمایا

"مولوی صاحبزادہ عبداللطیف صاحب مرحوم کی شہادت سے تخمیناً دو برس پہلے ان کے ایماء اور ہدایت سے میاں عبدالرحمان شاگرد رشید ان کے قادیان میں آئے۔ شاید دو یا تین دفعہ آئے اور ہر ایک مرتبہ کئی کئی مہینہ تک رہے اور متواتر صحبت اور تعلیم اور دلائل سننے سے ان کا ایمان شہداء کا رنگ پکڑ گیا اور آخری دفعہ جب کابل واپس گئے تو وہ میری تعلیم سے پورا حصہ لے چکے تھے......"

حضور فرماتے ہیں:۔

"کہتے ہیں کہ اس کی شہادت کے وقت بعض آسمانی نشان ظاہر ہوئے"۔

ان میں سے بڑا نشان یہ تھا کہ امیر عبدالرحمان جس کے حکم سے آپ کو ناحق قتل کیا گیا اس پر

TOWNHEAD PHARMACY
31 TOWNHEAD,
KIRKINTILLOCH,
GLASGOW G66 3JW

FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS
NEEDS PHONE:

041 777 8568
FAX 041 776 7130

اس ظلم کی پاداش میں ۱۰ ستمبر ۱۹۰۱ء کو فالج گرا۔ ہندوستان اور افغانستان کے حاذق طبیبوں اور ماہر ڈاکٹروں نے بڑا علاج کیا مگر بیماری یہاں تک بڑھ گئی کہ اٹھنے بیٹھنے سے بھی معذور ہوگئے اور بالآخر ایک ماہ تک اس مرض میں مبتلا رہ کر ۳۔ اکتوبر ۱۹۰۱ء کو چل بسے۔ (تاریخ افاغنہ حصہ اول صفحہ ۹۹۔ مولفہ شہاب الدین ثاقب بحوالہ عاقبتہ المکذبین و بحوالہ تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ ۱۸۵)

(۲)

حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(تاریخ شہادت ۱۴ جولائی ۱۹۰۳ء)

شیخ العجم حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب جماعت احمدیہ کی تاریخ کی ان نادر روزگار شخصیتوں میں سے ایک ہیں جن کا نام قیامت تک دمکتا رہے گا۔ آپ نے احمدیت کی خاطر قربانی کا وہ بے نظیر مظاہرہ کیا کہ اگرچہ آج سوا سو کے لگ بھگ شہداء احمدیت آپ کے نقش قدم پر چلنے والے پیدا ہوچکے ہیں لیکن جو ہمت' استقامت اور پہاڑوں کی سی عظمت آپ نے احمدیت کے ساتھ دکھائی وہ کسی اور کو نصیب نہ ہوئی حتیٰ کہ آپ کو سنگسار کرکے شہید کر دیا۔

حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف ۱۸۴۰ء میں افغانستان کے ایک صوبے خوست کے گاؤں سید گاہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم کا اسم گرامی سید محمد شریف صاحب تھا۔ آپ کے تمام آباؤ اجداد ملک میں صاحب عزت و عظمت تھے۔ آپ کے مہمان خانہ میں ہر وقت ۴۰۔۳۰ افراد موجود رہتے تھے۔ خوست اور ضلع بنوں میں آپ کی وسیع جائیداد تھی جس کی مالیت لاکھوں روپے سے متجاوز تھی۔ آپ حضرت داتا گنج بخش صاحب رحمہ اللہ علیہ کی اولاد میں سے تھے۔ (شہید کابل صفحہ ۴۴ از مولوی عبدالرحمان مبشر صاحب)

آپ نہایت بلند علمی اور روحانی منصب و مرتبہ کے حامل تھے۔ آپ کو کئی ہزار احادیث زبانی یاد تھیں۔ آپ کے شاگردوں میں امیر افغانستان کا لڑکا بھی تھا۔ آپ کی عزت و وجاہت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ امیر حبیب اللہ خان کی رسم تاجپوشی ہوئی تو آپ کو اس مقصد کے لئے بلایا گیا اور آپ نے اپنے ہاتھ سے بادشاہ کے سر پر تاج رکھا۔ امیر کابل کے دربار میں دائیں طرف پہلی کرسی آپ کے لئے مخصوص ہوتی۔ چنانچہ جب ہندوستان اور افغانستان کے درمیان سرحدی حد بندی کا موقع آیا تو آپ کو افغان وفد میں شامل کیا گیا۔ اس موقع کی حدبندی لائن آج بھی ڈیورنڈ لائن کے نام سے پاکستان اور افغانستان کی حد فاصل ہے۔

احمدیت سے تعارف

ڈیونڈر لائن کی حد بندی کے موقع پر آپ کی ملاقات پشاور کے ایک احمدی دوست مکرم سید چمن بادشاہ سے ہوئی۔ جن سے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا پتہ چلا اور حضور کی تصنیف "آئینہ کمالات اسلام" آپ کے مطالعہ میں آئی (شہداء الحق از حضرت قاضی محمد یوسف صاحب صفحہ ۴۴)۔ آپ نے اپنے شاگرد رشید حضرت مولوی عبدالرحمان صاحب کو قادیان بھیجا اور ساتھ ہی اپنی بیعت کا خط بھی روانہ کیا۔

اکتوبر ۱۹۰۲ء میں آپ حج کے خیال سے لاہور آئے۔ معلوم ہوا کہ طاعون کی وجہ سے حجاج کی روانگی پر متعدد قیود عائد کردی گئی ہیں اور حج پر جانا قریباً محال ہے۔ آپ نے حج کو کسی آئندہ سال پر ملتوی کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شوق ملاقات میں قادیان تشریف لے آئے۔ ملاقات کی وارفتگی کا اندازہ اس سے لگائیں کہ بٹالہ سے پیدل ہی قادیان تشریف لائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور قرب و محبت کی منازل جو دوسرے برسوں میں طے کرتے تھے آپ نے چند دنوں میں طے کرلیں اور جنوری ۱۹۰۳ء میں واپس ہوئے تو آپ کی حالت یہ تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:۔

"میں نے ان کو اپنی پیروی اور اپنے دعویٰ کی تصدیق میں ایسا فنا شدہ پایا کہ جس سے بڑھ کر انسان کے لئے ممکن نہیں اور جیسا کہ ایک شیشہ عطر سے بھرا ہوا ہوتا ہے ایسا ہی میں نے ان کو اپنی محبت میں بھرا ہوا پایا اور جیسا کہ ان کا چہرہ نورانی تھا ایسا ہی ان کا دل مجھے نورانی معلوم ہوتا تھا...... اس کی ایمانی حالت اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ اگر میں اس کو ایک بڑے سے بڑے پہاڑ سے تشبیہ دوں تو ڈرتا ہوں کہ میری تشبیہ ناقص نہ ہو"۔ (تذکرہ الشہادتین۔ صفحہ ۸۔ ۷)

حضرت صاحبزادہ صاحب کی مراجعت اور واقعہ شہادت کے بارے میں حضرت بانی سلسلہ نے اپنی کتاب تذکرہ الشہادتین میں تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ حضور ہی کے الفاظ میں یہ دردناک داستان عشق و وفا کی تفاصیل ملاحظہ ہوں۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"مولوی صاحب خوست علاقہ کابل سے قادیان میں آکر کئی مہینہ میرے پاس اور میری صحبت میں رہے۔ پھر بعد اس کے جب آسمان پر یہ قطعی طور پر فیصلہ پاچکا تھا کہ وہ درجہ شہادت پاویں تو اس کے لئے یہ تقریب پیدا ہوئی کہ وہ مجھ سے رخصت ہو کر اپنے وطن کی طرف واپس تشریف لے گئے......

امیر صاحب کے روبرو پیش کئے گئے تو مخالفوں نے پہلے سے ہی ان کے مزاج کو بہت کچھ متغیر کر رکھا تھا۔ اس لئے وہ بہت ظالمانہ جوش سے پیش آئے اور حکم دیا کہ مجھے ان سے بو آتی ہے۔ ان کو فاصلہ پر کھڑا کرو۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد حکم دیا کہ ان کو اس قلعہ میں جس میں خود امیر صاحب رہتے ہیں قید کردو اور زنجیر غراغراب لگا دو۔ یہ زنجیر وزنی ایک من چوبیس سیر انگریزی کا ہوتا ہے۔ گردن سے کمر تک گھیر لیتا ہے اور اس میں ہتھکڑی بھی شامل ہے...... پھر یک دفعہ وہ ایسی سنگین قید میں ڈالا گیا جو موت سے بدتر تھی اور جس کے تصور سے بھی انسان کے بدن پر لرزہ پڑتا ہے۔ ایسا نازک اندام اور نعمتوں کا پروردہ انسان وہ اس روح کے گداز کرنے والی قید میں صبر کرسکے اور جان کو ایمان پر فدا کرے۔ بالخصوص جس حالت میں امیر کابل کی طرف سے بار بار ان کو پیغام پہنچتا تھا کہ اس قادیانی شخص کے تصدیق دعویٰ سے انکار کردو تو تم ابھی عزت سے رہا کئے جاؤگے مگر اس قوی الایمان بزرگ نے اس بار بار کے وعدہ کی کچھ پرواہ نہ اور بار بار یہی جواب دیا کہ مجھ سے یہ امید مت رکھو کہ میں ایمان پر دنیا کو مقدم رکھ لوں......

ہائے!! وہ معصوم اس کی نظر کے سامنے ایک بکرے کی طرح ذبح کیا گیا اور باوجود صادق ہونے کے اور باوجود پورا ثبوت دینے کے اور باوجود ایسی استقامت کے کہ صرف اولیاء کو دی جاتی ہے پھر بھی اس کا پاک جسم پتھروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا اور اس کی بیوی اور اسکے یتیم بچوں کو خوست سے گرفتار کرکے بڑی ذلت اور عذاب کے ساتھ کسی اور جگہ حراست میں بھیجا گیا۔ اے نادان! کیا مسلمانوں میں اختلاف مذہب اور رائے کی یہی سزا ہوا کرتی ہے؟ تو نے کیا سوچ کر یہ خون کر دیا......

شہید مرحوم نے مر کر میری جماعت کو ایک نمونہ دیا ہے اور درحقیقت میری جماعت ایک بڑے نمونہ کی محتاج تھی۔ جس نمونہ کو اس جوانمرد نے ظاہر کر دیا اب تک وہ قوتیں اس جماعت کی مخفی ہیں خدا سب کو وہ ایمان سکھا دے اور وہ استقامت بخشے جس کا اس شہید مرحوم نے نمونہ پیش کیا ہے یہ دنیوی زندگی جو شیطانی حملوں کے ساتھ ملی ہوئی ہے کامل انسان بننے سے روکتی ہے اور اس سلسلہ میں بہت داخل ہوں گے مگر افسوس کہ تھوڑے ہیں کہ یہ نمونہ دکھائیں گے......

اگر کابل کی تمام سرزمین میں اس کی نظیر تلاش کی جائے تو تلاش کرنا لاحاصل ہے۔ ایسے لوگ اکسیر احمر کے حکم میں ہیں جو صدق دل سے ایمان اور حق کے لئے جان بھی فدا کرتے ہیں اور زن و فرزند کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے۔

اے عبداللطیف تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تو نے میری زندگی میں ہی اپنے صدق کا نمونہ دکھایا اور جو لوگ میری جماعت میں سے میری موت کے بعد رہیں گے میں نہیں جانتا کہ وہ کیا کام کریں گے" (تذکرہ الشہادتین صفحہ ۴۷ تا ۵۸)

"اس خون میں بہت برکات ہیں کہ بعد میں ظاہر ہوں گے اور کابل کی زمین دیکھ لے گی کہ یہ خون کیسے کیسے پھل لائے گا۔ یہ خون کبھی ضائع نہیں جائے گا پہلے اس سے غریب عبدالرحمٰن میری جماعت کا ظلم سے مارا گیا اور خدا چپ رہا مگر اس خون پر چپ نہیں رہے گا اور بڑے بڑے نتائج ظاہر ہوں گے۔ چنانچہ سنا گیا ہے کہ جب شہید مرحوم کو ہزاروں پتھروں سے قتل کیا گیا تو انہی دنوں میں سخت ہیضہ کابل میں پھوٹ پڑا اور بڑے بڑے ریاست کے نامی اس کا شکار ہو گئے اور بعض امیر کے رشتہ دار اور عزیز بھی اس جہان سے رخصت

MOST AUTHENTIC
INDIAN FOOD

GRANADA
TAKE AWAY

202 ROUNDHAY ROAD
LEEDS
TELEPHONE 0532 487 602

ہوئے۔ مگر ابھی کیا ہے یہ خون بڑی بے رحمی کے ساتھ کیا گیا ہے اور آسمان کے نیچے ایسے خون کی اس زمانہ میں نظیر نہیں ملے گی۔ ہائے اس نادان امیر نے کیا کیا کہ ایسے معصوم شخص کو کمال بے دردی سے قتل کر کے اپنے تئیں تباہ کر لیا۔ اے کابل کی زمین! تو گواہ رہ کہ تیرے پر سخت جرم کا ارتکاب کیا گیا۔ اے بد قسمت زمین! تو خدا کی نظر سے گر گئی کہ تو اس ظلم عظیم کی جگہ ہے"۔ (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۷۲)

(۳)

حضرت صاحبزادہ محمد سعید جان

ابن حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہیدؓ

(۴)

حضرت صاحبزادہ محمد عمر جان

ابن حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہیدؓ

(تاریخ شہادت ۱۹۱۸ء)

حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہید کی شہادت کے وقت ان کی اولاد نرینہ حضرت صاحبزادہ محمد سعید جان، صاحبزادہ عبدالسلام جان، حضرت صاحبزادہ محمد عمر جان، صاحبزادہ احمد ابوالحسن اور صاحبزادہ طیب جان صاحبان تھے۔ حادثہ شہادت کے بعد حکومت افغانستان کی طرف سے آپ کی اہلیہ اور بچوں پر بہت مظالم ڈھائے گئے جن کو سن کر کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ مگر اس فرشتہ سیرت خاندان نے قابل رشک صبر و استقلال کا نمونہ دکھایا۔ آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت شاہجہان بی بی صاحبہ ہر موقعہ پر یہی فرماتی رہیں کہ اگر احمدیت کی وجہ سے میں اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے شہید کر دیئے جائیں تو میں اس پر خدا تعالیٰ کی بے حد شکرگزار ہوں گی اور بال بھر بھی اپنے عقائد میں تبدیلی نہ کروں گی۔

(الفضل ۲۶ مارچ ۱۹۳۶ء)

واقعہ شہادت کے بعد حضرت شہید کی جائیداد و املاک کو بحق حکومت ضبط کر لیا گیا اور ان کے اہل عورتوں اور بچوں کو سیدگاہ سے کابل کی طرف جلاوطن کر دیا گیا اور وہاں سے مزار شریف ترکستان کو بھیج دیا گیا۔ جولائی ۱۹۰۳ء سے ۱۹۱۱ء تک وہاں رہے۔ معمولی گذارے کے واسطے کچھ زرعی زمین ان کو دی گئی۔ ۱۹۱۱ء کے بعد ان کو کابل آنے کی اجازت ملی۔ چنانچہ ۱۹۱۱ء سے ۱۹۲۰ء تک نہایت تکلیف سے رہے۔ رہنے کو ایک معمولی سا مکان شہر میں متصل چار معصوم شور بازار میں کرایہ پر لے رکھا تھا اور گذارہ کے واسطے معمولی رقم اور غلہ مقرر تھا جو ایک زمین سے حاصل ہوتی جو ان کو سرکاری طور پر دی گئی تھی۔

ترکستان سے امیر حبیب اللہ خان کے حکم سے واپس ہوئے اور کچھ عرصہ خوست میں رہے۔ مگر جلد ہی ان کو حکومت نے کابل بلا لیا۔ کابل میں قیام قید ہی کی مانند تھا۔ کابل سے کہیں باہر جانے کی اجازت نہیں تھی۔ روز مرہ کوتوالی شہر میں حاضری دی جاتی تھی۔

۱۹۱۷ء میں صاحبزادگان حضرت شہید مرحوم و دیگر احمدیوں کو حکومت نے گرفتار کر لیا اور شیرپور کے جیل خانہ میں مقید ہوئے۔ ان کے پاؤں میں موٹی بیڑیاں ڈال دی گئیں اور ابتلاء کا یہ سلسلہ آٹھ نو ماہ تک جاری رہا۔ یہ بڑی سخت تکلیف تھیں۔ چنانچہ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہید کے دو جوان صاحبزادے حضرت صاحبزادہ محمد سعید جان اور حضرت صاحبزادہ محمد عمر جان جیل فیور Jail Fever کی موذی مرض میں مبتلا ہو گئے۔ زنداں میں علاج معالجے کا کوئی ٹھوس بندوبست نہ تھا۔ ایک سال سخت تکلیف اٹھانے کے بعد یہ دونوں بھائی ۱۹۱۸ء میں اسی بخار سے جان ہار گئے اس طرح سے اپنے بزرگ اور خدا رسیدہ باپ کی سنت شہادت کو پورا کرنے والے بنے۔

بالآخر ستم رسیدہ خاندان ۲۔فروری ۱۹۳۶ء کو بنوں آ گیا جہاں پر ان کی اپنی جاگیر تھی۔ حضرت صاحبزادہ محمد سعید جان شہید کے ایک فرزند سید محمد ہاشم جان اس وقت موجود تھے۔ صاحبزادہ ہاشم جان پاکستانی فوج میں ڈاکٹر رہے۔

(شہداء الحق صفحات ۶۰ تا ۶۳۔ تاریخ احمدیت جلد سوم ۳۵۰۔۳۴۹)

(۵)

حضرت سید سلطان صاحب احمدی

(کابل۔ تاریخ شہادت ۱۹۱۸ء)

(۶)

حضرت سید حکیم صاحب احمدی

(کابل۔ تاریخ شہادت ۱۹۱۸ء)

سردار محمد عمر خان معروف بہ سور جرنیل جو ۱۹۱۸ء میں علاقہ جاجی کا حاکم تھا اور اس کے حکم سے سید سلطان صاحب احمدی کو گرفتار کیا گیا یہ ایک عالم دین تھے اور سید خاندان سے تھے۔ ان کو کابل کے جیل خانہ میں ڈلوایا جہاں ان کو نان نمک کھلا کھلا کر شہید کر دیا گیا۔

ان کے بھائی سید حکیم صاحب کو بھی گرفتار کیا گیا اور قید خانے میں ہی ان کی وفات قید کی تکلیف سے ہو گئی۔

(شہداء الحق صفحہ ۱۳۴ مصنفہ قاضی محمد یوسف صاحب)

موصیان کرام توجہ فرمائیں

ہر سال کے آخر پر دفتر وصیت سے اپنی آمد کی حساب فہمی کرانی ضروری ہے۔ دفتر کی طرف سے باقاعدہ ادائیگی کا گوشوارہ تصدیق فارم ارسال کیا جاتا ہے۔ ہر موصی/ موصیہ کا اولین فرض ہے کہ گوشوارہ اور آمد کی تصدیق کر کے فوری جواب سے مطلع فرمائیں تا بقایا/ فاضلہ کا تعین ہو سکے۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

دنیائے مذاہب

اینگلیکن چرچ میں بپتسمہ اور کنفرمیشن کی تعداد میں ریکارڈ کمی

آسٹریلیا (نمائندہ الفضل)۔ اخبار سڈنی ہیرلڈ کی رپورٹ کے مطابق اینگلیکن چرچوں میں بپتسمہ لینے والوں کی تعداد گزشتہ تیس سال کی تاریخ میں سب سے نیچے گر گئی ہے۔ اس سلسلہ میں ایک رپورٹ تیار کی گئی جو اوائل مئی ۱۹۹۵ء میں بشپوں کی کانفرنس میں پیش کی گئی۔ اس رپورٹ کے مطابق گزشتہ دس سالوں میں کنفرمیشن کرنے والوں میں ۵۳ فیصد کمی اور بپتسمہ کرنے والوں میں ۱۵ فیصد کی واقع ہوئی ہے۔

بپتسمہ کے موقع پر بچہ کو عیسائی بنایا جاتا ہے اور اس کا عیسائی نام رکھا جاتا ہے جبکہ کنفرمیشن (Confirmation) چودہ سال یا اس سے بڑی عمر میں ہوتی ہے۔ اور ایسا کرنے والا چرچ کا بالغ ممبر تصور ہوتا ہے۔

بپتسمہ کا تصور یہ ہے کہ بچے سے اس کا موروثی گناہ دھو کر اسے یسوع مسیح کی طرف پھیر دیا جاتا ہے لیکن لگتا ہے لوگوں کو یہ اعتقاد نہیں رہا کہ بچہ گناہ گار پیدا ہوتا ہے اور اس کا گناہ دھونا بھی کوئی اہمیت رکھتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں والدین کو خود عیسائی عقائد پر سے یقین اٹھ گیا ہے۔ اس موقع پر Rev.Neil Flower نے کہا:

" ہمیں جو معلوم ہوا ہے وہ یہ ہے کہ ایسے لوگوں کی تعداد جو اپنے بچوں کو بپتسمہ دلانا چاہتے ہیں دن بدن گر رہی ہے جس کی وجہ سے ہم محسوس کرتے ہیں کہ خود والدین عیسائی نہیں رہے" ۔۔۔ ○○ ۔۔۔

بغیر شادی کے اکٹھے رہنے پر بائبل اور چرچ کی متضاد تعلیم

یہ خبر سن کر بہتوں کو حیرت اور افسوس ہوا ہو گا کہ چرچ آف انگلینڈ کے Board of Social Responsibility نے سفارش کی ہے کہ گناہ آلود زندگی بسر کرنا (Living in Sin) کے الفاظ عیسائی لغت سے خارج کر دیئے جائیں۔ البتہ ان کے آرچ بشپ جارج کیری (George Carey) نے کہا ہے کہ بورڈ کی رپورٹ چرچ کی مستند تعلیم کی نمائندگی نہیں کرتی۔ لیکن ان کا یہ بیان اس رپورٹ کے اثر کو کم نہیں کر سکتا۔ چنانچہ آسٹریلیا کے یونائیٹڈ چرچ کے جنرل سیکرٹری ریورنڈ ہیری ہربرٹ (The Rev. Harry Herbert) اس خبر پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ ایک خوش آئند خبر ہے کیونکہ یہ خبر تمام عیسائیوں کو یہ موقع فراہم کرتی ہے کہ وہ اپنے فرسودہ اخلاقی نقطہ نگاہ کی اصلاح کریں جیسا کہ کمیٹی کے چیئرمین نے کہا ہے کہ کسی کے بارہ میں یہ کہنا کہ وہ گناہ آلود زندگی بسر کرتا ہے اس پر دھبہ لگانے والی بات ہے اور اس کا کوئی فائدہ نہیں۔

وہ کہتے ہیں کہ ایک لمبے عرصہ سے چرچ نے شادی کے بارہ میں ایک محض قانونی پوزیشن اختیار کر رکھی تھی جبکہ ضرورت تھی کہ اس کو معاملہ کی ماہیت اور کیفیت کے پیش نظر دیکھا جاتا۔ چاہئے تھا کہ چرچ یہ دیکھتا کہ دو متعلقہ افراد کے تعلقات کی ماہیت کیا ہے اور ایک دوسرے کی کس حد تک ذمہ داری قبول کرتے ہیں بجائے اس کے کہ وہ محض قانونی حیثیت پر ہی نظر رکھتے۔

پھر وہ کہتے ہیں کہ ہر عیسائی گناہ کی زندگی بسر کر رہا ہے۔ لالچ، خود غرضی، طاقت کا بے جا استعمال، رنگ و نسل اور صنف کا تعصب یہ سب گناہ نہیں تو کیا ہے۔ سب سے بڑا گناہ تو اپنے آپ کو نیک خیال کرنا ہے نہ کہ بغیر شادی کے تعلقات زن وشوئی۔ اس کو اگر لوگ سمجھ لیں تو پھر کسی کو نہ کہیں کہ وہ گناہ کی زندگی بسر کر رہا ہے۔

بہر حال پادری صاحب نے زنا کو اپنی منطق سے جائز قرار دینے کی اور لوگوں کی نظر سے اس کی قباحت کو ختم کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے جبکہ بائبل جو وہ گھر گھر تقسیم کرتے پھرتے ہیں اس میں لکھا ہے "تم زنا نہیں کرو گے" Neither Shalt Though Commit Adultry (Deut. 5:18)

"نیز "تم سن چکے ہو کہ پرانے زمانہ میں کہا گیا تھا کہ تم زنا نہیں کرو گے۔ لیکن میں تمہیں کہتا ہوں کہ جو بھی کسی عورت پر شہوت کی نظر ڈالے گا تو وہ اپنے دل میں اس کے ساتھ زنا کر چکا"۔

You have heard that it was said by them of old time, thou shalt not commit adultery. But I say unto you, that whosoever looketh on a woman to lust after her, hath committed adultery with her already in his heart.

(St. Matthew 5:27-28)

الفضل انٹرنیشنل کے شعبہ ترسیل سے منسلک بعض رضاکاران سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ کے ہمراہ

تاریخ مواصلات، تاریخ احمدیت کے آئینے میں

یہ صدائے فقیرانہ حق آشنا پھیلتی جائے گی شش جہت میں صدا

(عبدالرب انور محمود خان ۔ امریکہ)

"ضرورت ایجاد کی ماں ہے" ایک مشہور مقولہ ہے جس کے پس منظر میں ان گنت تحقیقات پیش کی جا سکتی ہیں جو وقتاً فوقتاً منصہ شہود پر آتی رہتی ہیں۔ سائنس دان جن عرق ریزیوں سے گزر کر ایجادات کرتے ہیں ان کا ماحصل سادہ اور ضرورت انسانی کا ایک مؤثر جواب نظر آتا ہے۔ ان تمام ایجادات پر ایک گہری نگاہ ڈالنے سے یہ سوال ذہن میں ابھرتا ہے کہ اگر ضرورت ایجاد کی ماں ہے تو ضرورت کی ماں کون ہے؟

اگرچہ یہ سوال بظاہر بے معنی نظر آتا ہے لیکن عالم روحانی کی سیر اس سوال کا احسن جواب مہیا کرتی ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم جابجا اس کی نشان دہی کرتا ہے۔ اگر آیت "هوالذی خلق لکم مافی الارض جمیعا" (البقرہ۔۳۰) میں یہ بتایا گیا ہے کہ دنیا کی تمام اشیاء انسان کے فائدے کے لئے تخلیق کی گئی ہیں تو دوسری آیت "و ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون" (الذاریات۔۵۷) میں انسان کی تخلیق کا مقصد عبادت خداوندی کے ذریعہ قرب الٰہی بیان کیا گیا۔ ان آیات کے پس منظر میں یہ حدیث قدسی ملاحظہ فرمائیں: "لولاک لما خلقت الافلاک"

کہ اے محمد مصطفیٰؐ اگر تیری پیدائش مدنظر نہ ہوتی تو یہ کائنات کی تخلیق ہی عمل میں نہ آتی۔ ان تمام حقائق کے پیش نظر یہ حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ کائنات کی تخلیق، پیدائش انسانی، انسان کامل کی آمد سب ایک عظیم الشان پروگرام کے اجزائے ترکیبی ہیں جو کہ خالق حقیقی نے ازل سے ترتیب دیا۔ انسان کامل کی بعثت کا مقصد اس عظیم عالمگیر پروگرام کی عقدہ کشائی ہے جس سے انسان اپنے پیدا کرنے والے سے اپنا تعلق استوار کر سکتا ہے۔ اس مقدس پروگرام کا مبارک نام "اسلام" ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ان الدین عنداللہ الاسلام" کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں دین کامل اسلام ہے۔ بانی اسلام نے اسلام کی عالمگیر اشاعت اور ساری دنیا میں اس عظیم پروگرام کی تکمیل کے لئے ایک بطل جلیل کی بشارت دی جس کے مبارک زمانے میں اس الٰہی تقدیر نے جو کہ ازل سے مقدر تھی حقیقت کا روپ ڈھالنا تھا۔ اسی طرف خدا تعالیٰ اپنے پاک کلام میں یوں فرماتا ہے:

"هوالذی ارسل رسوله بالهدیٰ و دین الحق
لیظهره علی الدین کله و کفیٰ باللہ شهیداً"
(الفتح: ۲۹)

آیئے اب دیکھیں کہ خدا تعالیٰ کا یہ عظیم منصوبہ کس طرح رفتہ رفتہ حقیقت کا جامہ پہنتا ہے۔ عالم روحانی اور عالم جسمانی دونوں ایک فرمانبردار خادم کی طرح اپنے اپنے دائرہ عمل میں اس مقصد کے حصول کے لئے کوشاں ہیں۔ عالم ظاہر اپنے مخفی خزانوں کو خدائی منشاء کے مطابق عین اس وقت ظاہر کرتا ہے جبکہ خدا تعالیٰ کا قائم فرمودہ کاروان اسلام کے فروغ کے لئے اگلا قدم اٹھاتا ہے۔

تاریخ احمدیت اور تاریخ نظام مواصلات و ابلاغ دونوں میں جھانک کر دیکھیں تو عقل ورطہ حیرت میں رہ جاتی ہے کہ کیسے یہ دونوں تواریخ ایک دوسرے کا آئینہ ہیں۔ ادھر الٰہی نمائندے نے اشاعت اسلام کے لئے نئی تجویز پیش کی ادھر تقدیر الٰہی نے سائنس دانوں کے دماغوں میں روشنی کے قمقمے روشن کر دئے اور اس تجویز کو پھیلانے کے لئے نئے اور تیز تر راستے ہموار کر دئے۔

عامۃ الناس ان ایجادات کو "ضرورت ایجاد کی ماں" کی جلوہ گری سے موسوم کرتے ہیں لیکن صاحب بصیرت افراد بخوبی جانتے ہیں کہ اس ضرورت کی بھی ایک ماں ہے اور وہ خدا تعالیٰ کا ازلی آسمانی پروگرام ہے جو کہ تمام کائنات کی علت غائی ہے۔ اور بصیرت کی آنکھ سے ان کے مطالعے سے یہ امر روز روشن کی طرح ثابت ہو جائے گا کہ یہ تمام کی تمام ایجادات ایک دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی عاشق صادق کی ان شبانہ ادعیہ کا ثمر ہے جس میں اس نے کمال درد کے ساتھ یہ مناجات کی ۔

دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعف دین مصطفیٰؐ
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار
اس دیں کی شان و شوکت یارب مجھے دکھا دے
سب جھوٹے دیں مٹا دے میری دعا یہی ہے

احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی تاریخی جھلکیاں

۱۸۳۵ء

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عالم قدس سے عالم امکان میں تشریف لائے اور اس سال کی ایجاد فوٹوگرافی کو (جو ۶۰ سال بعد عام ہو گئی تھی) اشاعت اسلام کے لئے استعمال فرمایا۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

"انما الاعمال بالنیات، ہم نے اپنی تصویر محض اس لحاظ سے اتروائی تھی کہ یورپ کو تبلیغ کرتے وقت ساتھ تصویر بھیج دیں کیونکہ ان لوگوں کا عام مذاق اس قسم کا ہو گیا ہے کہ وہ جس چیز کا ذکر کرتے ہیں ساتھ ہی اس کی تصویر دیتے ہیں جس سے وہ قیافہ کی مدد سے بہت سے صحیح نتائج نکال لیتے ہیں"۔
(ملفوظات جلد ہفتم صـ ۲۵،۲۴)

۱۸۶۵ء

اشاعت اسلام کے فریضہ کی تکمیل کے لئے چھاپہ خانوں کی ایجاد اس عالمگیر پروگرام کی بنیادی کڑی بن گئی۔ حضور اقدسؑ نے خود اس کا ذکر یوں فرمایا:۔

"اسی واسطے ہم کو الہام ہوا "الم نجعل لک سهولة" کیا ہم نے تیرے ہر امر میں سہولت نہیں کر دی۔ حقیقت میں یہ اشیاء کسی کے لئے ایسی مفید نہیں ہوئیں جیسی کہ ہمارے واسطے ہوئی ہیں...... لوگ بھی چھاپے خانوں سے فائدے اٹھاتے ہیں لیکن ان کے اغراض دنیوی اور ناپائیدار ہیں۔ برخلاف اس کے ہمارے معاملات دینی ہیں اس واسطے یہ چھاپے خانے جو اس زمانہ کے عجائبات ہیں دراصل ہمارے ہی خادم ہیں"۔
(ملفوظات جلد ہفتم صـ ۳۶۶)

۱۸۷۶ء

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد بزرگوار اس دار فانی سے کوچ کر گئے اور ظاہری ذریعہ معاش متزلزل نظر آنے لگا تب آسمانی وحی نے بڑے جلال سے اور پرزور الفاظ میں یہ تسلی دی:

"الیس اللہ بکاف عبدہ"

کیا خدا اپنے بندے کے لئے کافی نہیں۔ اس الہام میں یہ واضح بشارت تھی کہ تمام ضرورتوں کا متکفل خدائے کافی ہے۔

۱۸۷۷ء

اس الہام کے معاً بعد نزول الہام الٰہی کا سلسلہ بارش کی طرح شروع ہو گیا اور وہ اخبار غیبیہ آپ کو عطا ہوئیں جو کہ آئندہ کے غلبہ اسلام کی شاہراہیں متعین کر رہی تھیں۔ اس سال کی تمام ایجادات نشر و اشاعت کے وسیع پروگرام کی بنیادیں قائم کر رہی تھیں۔ ایک ایسی ہی ایجاد کے بارے میں حضور اقدسؑ نے فرمایا:

آواز آ رہی ہے یہ فونو گراف سے
ڈھونڈو خدا کو دل سے نہ لاف و گزاف سے

۱۸۷۹ء

اس سال ایک آسمانی چراغ روشن ہو گیا جبکہ حضرت اقدسؑ کی معرکۃ الآراء تصنیف براہین احمدیہ شائع ہوئی۔ حضورؑ نے اپنی بعثت کو نور خدا سے تشبیہ دی۔ فرمایا ۔

میں وہ پانی ہوں جو آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نور خدا جس سے ہوا دن آشکار

۱۸۸۲ء

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ کے حکم سے مصلح ربانی ہونے کا اعلان کیا۔ چنانچہ فرمایا ۔

لقد ارسلت من رب کریم
رحیم عند طوفان الضلال

کہ اس گمراہی کے طوفان کے وقت میں خدائے رحیم و کریم نے مجھے اعلائے کلمہ اسلام اور اشاعت نور حضرت خیر الانامؐ کی خاطر مبعوث فرمایا ہے۔

۱۸۸۴ء

قلم کی ایجاد اور سلطان القلم کا خطاب ایک اتفاقی حادثہ نہیں۔ اب ضرورت تھی کہ اسلام کے لئے قلمی جہاد کا اعلان کیا جائے۔ قلم وہ اسلحہ ہے جس سے یہ جنگ لڑی جانی تھی۔ حضور اقدس خود فرماتے ہیں۔

"اب یہ زمانہ کسر صلیب کا ہے۔ تقریر کے مقابلہ پر تلوار سے کام لینا بالکل نادانی ہے۔ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ جس طرح اور جن آلات سے کفار لوگ تم پر حملہ کرتے ہیں انہی طریقوں اور آلات سے تم ان لوگوں کا مقابلہ کرو۔ اب ظاہر ہے کہ ان لوگوں کے حملے اسلام پر تلوار سے نہیں ہیں بلکہ قلم سے ہیں۔ لہذا ضرور ہے کہ ان کا جواب قلم سے دیا جاوے ۔ اگر تلوار سے دیا جاوے گا تو یہ اعتدا ہوگا جس سے خدا تعالیٰ کی صریح ممانعت قرآن شریف میں موجود ہے ان اللہ لا یحب المعتدین" (البقرہ:۱۹۱)
(ملفوظات جلد ہفتم صـ ۳۰۰)

۱۸۹۱ء

خدا تعالیٰ سے علم پا کر حضرت مسیح موعودؑ نے اس سال ایک نئے آسمانی نظام "جلسہ سالانہ" کی بنیاد ڈالی جس نے اقوام عالم کو ایک مرکز پر جمع کرنا ہے۔ عالم ظاہر میں بھی بین الاقوامی مواصلات کے لئے خودکار ٹیلی فون کا کامیاب تجربہ ہوا۔

۱۸۹۵ء

قبر مسیحؑ کی دریافت عالم اسلام اور عالم عیسائیت کے لئے ایک بے نظیر انکشاف تھا جس نے تمام دنیا میں تہلکہ مچا دیا۔ یہ اس صدی کا سب سے بڑا انکشاف تھا۔

۱۹۰۳ء

اس سال اصدق الصادقین صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور پیش گوئی کہ مسیح الزمان سفید منارے سے نازل ہونگے پوری ہو گئی۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منارۃ المسیح کی بنیاد رکھی جس کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بیان کیا کہ اس کی انتہائی بلندی سے پانچ وقت کی اذان کی آواز سارے ماحول میں گونج اٹھے۔

۱۹۳۴ء

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام کو باقاعدہ ایک اسکیم کے ماتحت فروغ دینے کے لئے تحریک جدید کا اجراء فرمایا۔ جس کے ذریعہ سے اکناف عالم میں اشاعت اسلام کے کاموں کو مستحکم کیا گیا۔

۱۹۴۴ء

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس سال خدا تعالیٰ کے الہام کی روشنی میں مصلح موعود ہونے کا اعلان کیا۔ پیش گوئی مصلح موعود کے مصداق ہونے کی حیثیت سے ایک یہ پیش گوئی بھی تھی کہ وہ دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ عالم ظاہر میں اسی سال ایک نیا اور انوکھا تصور پیش کیا گیا جس کے ذریعہ سے مستقبل میں اس پیش گوئی نے پورا ہونا تھا۔

۱۹۵۷ء

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے علاوہ جماعت احمدیہ کی ایک نئی شاخ کا اجراء کیا جو وقف جدید اسکیم کے نام سے موسوم ہوئی۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ اس سال جماعت احمدیہ کے عالمگیر اسٹیج پر ایک نوجوان اس شاخ کا منتظم بنا جس کا مبارک نام مرزا طاہر احمد (ایدہ اللہ) ہے۔ اور اسی سال کی سائنسی تحقیق سیٹلائٹ نے اسی نوجوان کے دوش بدوش ترقی کی اور اخیر اسی نے سب سے پہلے اسے اشاعت اسلام کے لئے استعمال کیا۔ سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

۱۹۶۵ء

اس سال احمدیت ایک نئے دور ترقی میں داخل ہوئی اور حضرت مرزا ناصر احمد رحمہ اللہ مسند خلافت پر رونق افروز ہوئے۔ ادھر عالم ظاہر نے بھی مواصلاتی نظام میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔ اور پہلا سیٹلائٹ برائے مواصلات فضا میں چھوڑا گیا۔

۱۹۷۳ء

اس سال خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ علیہ نے جماعت کی پہلی صدی کے اختتام اور نئی صدی کے استقبال کے لئے صد سالہ جوبلی فنڈ اسکیم کا آغاز کیا۔ آپ نے یہ بشارت دی کہ جماعت احمدیہ کی اگلی صدی فتوحات کی صدی ہوگی ۔ انشاء اللہ۔

۱۹۸۲ء

اس سال جماعت احمدیہ کے چوتھے خلیفہ تخت خلافت پر رونق افروز ہوئے اور جماعت کی ترقی کی نسبت میں غیر معمولی اضافہ رونما ہونا شروع ہوا۔

۱۹۸۹ء

جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر نے بڑی شان کے ساتھ احمدیت کی پہلی صدی کی صدسالہ جوبلی منائی اس سال بے شمار انقلابات ہائے دنیاوی رونما ہوئے۔ کیمونزم کے نظام کا درہم برہم ہونا۔ دیوار برلن کا گرنا اور بے شمار ممالک کا زیروبم ظاہر ہوا اور احمدیت اپنی تابناک شعاعوں کے ساتھ افق کے اس پار فتوحات کی صدی میں داخل ہو گئی۔

۱۹۹۱ء

اکتوبر ۱۹۹۱ء میں حضرت مسیح موعودؑ کا یہ الہام "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" ایک نئی شان کے ساتھ پورا ہوا جب امام وقت نے بیت الاسلام، کینیڈا کا افتتاح فرماتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ آج یہ افتتاحی خطاب دنیا کے سارے براعظموں میں سنا اور دیکھا جا رہا ہے۔ اور اس طور پر یہ الہام فی الحقیقت ایک عظیم رنگ میں پورا ہوا۔ الحمدللہ۔

۱۹۹۳ء

پہلی عالمگیر بیعت (یکم اگست ۱۹۹۳ء) جس میں دو لاکھ سے زائد افراد نے ایک جاری اور زندہ مواصلاتی نظام کے ذریعے اپنے پیارے امام کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ الحمدللہ۔

۱۹۹۴ء

دوسری عالمگیر بیعت جس میں چار لاکھ سے زائد افراد سال گزشتہ کی طرح جاری اور زندہ مواصلاتی نظام کے ذریعہ حلقہ بگوش احمدیت ہوئے۔

۱۹۹۴ء

۷ جنوری ۱۹۹۴ء پہلی مرتبہ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی باقاعدہ روزانہ نشریات کا آغاز ہوا اور خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ جماعت احمدیہ عالمگیر نے Satell-ite کی مدد سے ساری دنیا میں اشاعت اسلام کے کام کو وسیع ترین بنیادوں پر قائم کر دیا۔ الحمدللہ، ثم الحمدللہ۔

مواصلاتی دنیا کی تاریخی جھلکیاں

۱۸۳۵ء

ایک انگریز ولیم ٹالبٹ نے فوٹو گرافی ایجاد کی اور لوئس ڈیگیر نے فرانس میں پہلی مرتبہ شبیہہ کو کاغذ پر Expose کیا۔ ۶۰ سال بعد جب اس ایجاد کے نسخے منظر عام پر آئے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنی تصویر اتروائی جس کا مقصد اشاعت اسلام بیان فرمایا۔

۱۸۶۵ء

اگرچہ چھاپہ خانوں کا آغاز ۱۸۱۴ء سے ہو چکا تھا اور بھاپ سے چلنے والے چھاپہ خانے ۱۸۲۵ء میں شروع ہوئے۔ ۱۸۶۵ء میں جدید چھاپہ خانے Web- Printing کے طریق پر ایجاد ہوئے۔ اس کے موجد جیمس بل لاک مانے جاتے ہیں اور آج بھی یہ طریق چھپائی جاری ہے۔ یہ چھاپہ خانے قرآن کریم کی بیان فرمودہ پیش گوئی جو آخری زمانہ سے متعلق ہے یعنی "و اذا الصحف نشرت" کو پورا کرنے والی ثابت ہوئی۔

۱۸۷۶ء

دو مختلف سائنس دانوں نے اسی سال ٹیلی فون ایجاد کیا۔ دونوں نے اپنی تحقیق کو Patent کرانے کے لئے متعلقہ دفتر میں درج کروایا۔ یہ مقدمہ سپریم کورٹ میں پہنچا وہاں کورٹ نے الیگزنڈر گراہم بل کو اس کا موجد قرار دے دیا۔ کیونکہ اس کا اندراج دوسرے موجد کی نسبت دو گھنٹے قبل رجسٹر کرایا گیا تھا۔ اس ایجاد نے مواصلاتی نظام میں ایک عظیم الشان انقلاب برپا کیا۔ اور پیغام رسانی کو آسان تر کر دیا۔

۱۸۷۷ء

سائنس کی دنیا میں یہ سال ایجادات کا سال شمار ہوتا ہے۔ نشرو اشاعت اور مواصلات کے نظام کی بنیادی ایجادات اسی سال ظہور پذیر ہوئیں ایسا لگا کہ ایک دم میں سائنسی دنیا میں مختلف افراد کو وہ فہم وذکاء عطا ہوا کہ تھامس ایڈیسن نے فونو گراف، ٹرانس ڈیوسر۔ مائیکروفون اور Duplicating مشین ایجاد کیں۔ ارنسٹ ورنر نے لاؤڈ اسپیکر ایجاد کیا۔ پیغام حق کی نشرواشاعت کے لئے جن آلات کی ضرورت تھی وہ سب یکدفعہ ہی خداتعالیٰ نے اپنے مسیح کے لئے عطا فرما دیں۔ اور یہ ثابت کر دیا کہ خداتعالیٰ اپنے بندے کے لئے کافی ہے۔

۱۸۷۹ء

دنیا نے پہلا بجلی کا قمقمہ یعنی بلب اسی سال دیکھا جو تھامس ایڈیسن نے ایجاد کیا اور اسکے ساتھ ہی دنیا کو نور کا نیا مفہوم حاصل ہوا۔ عالم روحانی میں بھی انتشار نور کا یہی سال تھا جب کہ معرکۃ الآراء اسلامی روشنی براہین احمدیہ کے روپ میں شائع ہوئی۔

۱۸۸۲ء

تاریخ انسانی میں بجلی کا پہلا پاور اسٹیشن جس سے تمام شہر کو روشن کیا جا سکتا تھا اسی سال نیویارک میں قائم ہوا۔ اور تمام شہر کو منور کرنے کی یہ تدبیر کامیاب ہو گئی۔ ادھر عالم روحانی میں بھی ساری دنیا کو نور نبوت سے منور کرنے کے لئے خداتعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مسیح موعود بنا کر بھیجا اور آپ نے مصلح ربانی ہونے کا دعویٰ کیا۔

۱۸۸۴ء

فن تحریر ایک لمبے عرصہ سے جاری رہا ہے لیکن اس سال سے قبل سرعت تحریر حاصل نہ تھی۔ سیاہی اور قلم ست گام طور پر تحریری کاروائی کر رہے تھے۔ کہ اس سال امریکہ کے سائنس دان واٹرمین نے پہلا فاؤنٹین پین دنیا کے سامنے پیش کیا جس سے ایک بڑی مقدار میں سیاہی ایک قلم میں محفوظ کر کے تحریر کا کام سرانجام دیتی تھی۔ اس ایجاد نے تحریر کی دنیا کی کایا پلٹ دی اور مسیح کے قلمی جہاد کا نیا اسلحہ دریافت ہو گیا۔ اس کی ایجاد تقدیر الٰہی کے ماتحت سلطان القلم کے ظہور کی منتظر تھی جس نے دو سال قبل اپنی بعثت کا اعلان فرمایا۔

۱۸۹۱ء

ایک امریکن سائنس دان Stowger نے اس سال خود کار ٹیلی فون سسٹم کا آغاز کیا اور مواصلاتی دنیا میں دور دراز ملکوں کا رابطہ اس ایجاد کے ذریعے خود کار طریقے پر جاری کیا۔ دنیا کو ملت واحدہ بنانے کی یہ تجویز سائنسی دنیا کا انوکھا شاہکار ثابت ہوا۔

۱۸۹۵ء

اس صدی کا مواصلاتی دنیا کا سب سے بڑا شاہکار اور ایک عظیم الشان کارنامہ اٹلی کے سائنس دان مارکونی نے ریڈیو کی شکل میں دنیا میں پیش کیا یہ اس صدی کی سب سے بڑی ایجاد تصور کی جاتی ہے۔ روحانی دنیا میں بھی ایک انقلابی انکشاف قبر مسیح کی دریافت اور وفات مسیح کی حقیقت کا انکشاف تھا۔

۱۹۰۳ء

اب وقت آ چکا تھا کہ زمین کی سطح سے پرواز کر کے آسمانوں میں کمندیں ڈالی جائیں اور فاصلوں کو قریب سے قریب تر کر دیا جائے۔ چنانچہ اس سال رائٹ برادرز نے ہوائی جہاز ایجاد کیا۔ اور نشرواشاعت کی دنیا میں بھی اس کے ذریعہ ایک نیا دور شروع ہوا۔

۱۹۳۴ء

۱۹۲۸ء میں عالمی مواصلات کا ایک اور شاہکار ٹیلی ویژن کی شکل میں ظاہر ہوا جو پہلی مرتبہ ۱۹۳۴ء میں جرمنی کی ایک کمپنی اوہام نے فروخت کرنا شروع کر دیا۔ متحرک تصویر کا یہ پہلا تجربہ تھا جس میں آواز اور شبیہہ دونوں مواصلاتی ذریعہ سے ترسیل کئے جا سکتے تھے۔ بین الاقوامی ترسیل کا آغاز بھی یہیں سے ہوا اور کیوں نہ ہوتا کیونکہ عالم اسلام میں تمام بیرونی ممالک میں غلبہ اسلام کی ایک اسکیم بذریعہ القاء زمانے کے امام کو سمجھائی اور بتائی گئی۔ سائنس ایک فرمانروا خادم کی طرح اس اسکیم کے دوش بدوش اس کی ترسیل کے انتظامات میں ہمہ تن مصروف عمل ہو گئی۔

۱۹۴۴ء

امریکہ کے تصوراتی سائنس کے ایک نامور مصنف آرتھر سی کلارک نے تاریخ انسانی میں سب سے پہلے مواصلات کو اکناف عالم میں پہنچانے کے لئے مصنوعی سیارہ کا تصور پیش کیا۔ انہوں نے یہ بتایا کہ اگر ایک مصنوعی سیارہ خلا میں چھوڑا جائے اور زمین سے ۲۳۰۰۰ میل دور پہنچا دیا جائے تو وہ زمین کی کشش ثقل سے باہر نکل جائے گا اور اگر وہ زمین کی گردش کی رفتار کے برابر سفر کرے تو در حقیقت ساکت کہلائے گا اور اس کے ذریعہ مواصلات برق کی طرح دنیا کے کرہ پر محیط کی جا سکتی ہیں۔ ادھر یہ اعلان ہو رہا تھا کہ ایک مرد مومن کے لئے یہ بشارت ہے کہ اس کا نام اور شہرت دنیا کے کناروں تک پہنچے گا۔ اور ادھر دنیا کے کونے تک اس بازگشت کو پہنچانے کے سامان کی داغ بیل رکھ دی گئی۔ سبحان اللہ۔

۱۹۵۷ء

تاریخ انسانی کا یہ سال وہ ہے جب آرتھر سی کلارک کے اس تخیل پر عملی کام شروع ہوا اور روس نے ایک مصنوعی سیارہ Sputnik فضا میں بھجوایا۔ چند ماہ بعد یعنی ۱۹۵۸ء کے ابتدائی مہینہ میں امریکہ نے بھی ایک سیٹلائٹ فضا میں چھوڑا۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے موجودہ امام نے پہلی مرتبہ انہی ایام میں جماعت کی ایک نئی تنظیم کی ذمہ داری سنبھالی جنہوں نے اس تحقیق کو ۳۴ سال بعد اشاعت اسلام کے لئے استعمال کرنا تھا۔

۱۹۶۵ء

دنیا کا سب سے پہلا مواصلاتی مصنوعی سیارہ Early Bird باقاعدہ طور پر کیپ کناورل فلوریڈا کی سرزمین سے امریکہ کی فضا میں چھوڑا گیا۔ دنیا کا یہ پہلا مواصلاتی سیارہ بہت کامیاب ثابت ہوا۔ ادھر یہ اعلان ہوا کہ جماعت احمدیہ کی اگلی صدی فتوحات کی صدی ہے۔

۱۹۷۳ء

اب سیٹلائٹ کی ترقیات اس اسٹیج پر پہنچ گئی تھیں کہ ضرورت تھی کہ ان مصنوعی سیاروں کا آپس میں رابطہ قائم ہو اور ان کی مرمت وغیرہ فضا میں ہی کی جا سکے۔ چنانچہ ایک تنظیم بنائی گئی جس نے یہ رابطہ قائم کیا اور پہلا فضائی اسٹیشن مرمت کے لئے خلا میں قائم ہوا۔ اس کے ساتھ ہی امام جماعت احمدیہ نے یہ اعلان کیا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ احمدیت سرعت کے ساتھ فتوحات کے میدان میں داخل ہو اور یہ بشارت دی کہ صدسالہ جوبلی کے ساتھ ہی فتوحات کا ایک نیا دور شروع ہو گا۔

۱۹۸۲ء

ادھر چوتھے خلیفہ مسند خلافت پر رونق افروز ہوئے ادھر ایک نیا طریق چھپائی Laser Printing ایجاد ہوا۔ یہ سہولت بھی اشاعت اسلام کے لئے بڑی مفید ثابت ہوئی اور جماعتی لٹریچر اس کے ذریعہ سے شائع کیا جا رہا ہے۔

۱۹۸۹ء

اس سال خدا کے فضل سے جماعت نے صد سالہ جوبلی منائی۔ دنیائے مواصلات میں تیز ترین اور مواصلاتی پیغامات کی مقدار کے لحاظ سے سب سے منفرد اور اعلیٰ مصنوعی سیارہ Intelset — VI فضا میں چھوڑا گیا اور امریکہ نے اسے دس سالہ ترقی کا معراج قرار دیا۔

۱۹۹۰ء اور آگے

اب مواصلاتی دنیا نے ایک نیا رخ لیا ہے۔ اور اس دہائی کے ساتھ Fiber Optics کے ذریعہ مواصلات کی ترسیل کے نظام پر غور کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح Internet اور Electronic Mail کے نظام نے ساری دنیا کو ایک گھر کا حکم دے دیا ہے اپنے گھر کے کمپیوٹر کے ذریعہ دنیا کے کونے کونے سے پیغام رسانی برقی سرعت کے ساتھ ممکن ہو گئی ہے۔

یہ تمام ترقیات خداتعالیٰ کے مسیح وقت کے لئے منصہ شہود پر آئی ہیں اور جماعت کے سربراہان یعنی خلفائے مسیح موعودؑ نے ان تمام کو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کے لئے بھرپور استعمال کیا۔ اللھم زد و بارک۔

سچ ہے ؎

جس بات کو کہے کہ کروں گا میں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

بقیہ ۔۔۔۔۔ چیرہ دستیاں

ہندو عوام میں موجود ہیں جو سمجھتے ہیں کہ بیوہ عورت منحوس ہوتی ہے کیونکہ اس نے اپنے خاوند کو کھالیا حتی کہ اپنے ماں باپ بہن بھائی کی آنکھوں میں بھی۔ میں عورت میاں کے ساتھ جل جانے کو ترجیح نہ دے تو اور کیا کرے کیونکہ اگر جان پیاری ہو تو پھر دھرم سالہ کے بھینٹ چڑھ کر وہاں کے باسی اخلاق باختہ برہمنوں کی ہوس کا شکار ہونا لازمی بات ہے اور دھرم سالہ میں آنے والے مرد زائرین کی سوا میں اخلاقی پستی کی دلدل میں پھنسنا گویا ہر رنگ میں برہمن اور اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کے وارے نیارے تھے۔

(باقی آئندہ شمارہ میں انشاء اللہ)

خطبہ جمعہ

حق سے تعلق رکھے بغیر نہ اس دنیا میں کوئی کامیابی ہو سکتی ہے نہ اس دنیا میں کامیابی ہو سکتی ہے۔ لازماً ہمیں سچی جماعت کے طور پر ابھرنا ہوگا

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۱۶ جون ۱۹۹۵ء مطابق ۱۶ احسان ۱۳۷۴ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم. الحمد لله رب العٰلمين. الرحمٰن الرحيم. مٰلك يوم الدين. إياك نعبد وإياك نستعين. اهدنا الصراط المستقيم. صراط الذين أنعمتَ عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين.﴾

ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ؕ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ ۟ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ﴿۶۳﴾ (الانعام: ۶۳)

اسماء باری تعالیٰ کے مضمون کا جو سلسلہ جاری ہے یہ بھی اسی کی کڑی ہے جو آج کا خطبہ ہے۔ لیکن اس سے پہلے میں یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ جماعت احمدیہ سپین کی چودھویں مجلس شوریٰ آج منعقد ہو رہی ہے۔ مجالس شوریٰ سے متعلق پیچھے دو تین خطبوں میں ذکر گزر چکا ہے اسلئے مزید کسی نصیحت کے اضافے کی ضرورت نہیں۔ باقی جو باتیں خطبے میں آئیں گی ان کو خصوصیت سے سب شرکاء مجلس شوریٰ پیش نظر رکھیں۔

سپین کی جماعت چھوٹی جماعت ہے ابھی تک اور جس طرح توقع تھی کہ یہ جلد جلد پھیلیں گے ابھی ان کی طرف سے پوری نہیں ہوئی۔ اگرچہ چار مربی ہیں وہاں لیکن ابھی تک جس قدر پھلوں کی ان سے توقع تھی وہ نہیں لگے۔ عام طور پر یہ عذر پیش کیا جاتا ہے کہ زمین سنگلاخ ہے یا پانی کڑوا ہے۔ یہ بات درست نہیں ہے۔ سپین کی زمین پہ پہلے بھی پھل لگ چکے ہیں اور سپین کے مسلمان جو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس دور میں ہوئے ہیں بغیر کسی جبر کے، بغیر کسی حرص کے مسلمان ہوئے تھے اور دو سو سال تک بعد میں انہوں نے اسلام کی خاطر قربانیاں دی ہیں، غاروں میں زندگیاں بسر کی ہیں لیکن دین نہیں بدلا۔ تو یہ کہہ دینا کہ زمین سنگلاخ ہے یا پانی کڑوا ہے یہ درست بات نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر جگہ اب ہوائیں چل پڑی ہیں اور سپین کو بھی ان برکتوں سے حصہ لینا چاہئے۔ ساری جماعت کو شامل ہونا ہوگا اور ہر مربی کو اپنے آپ کو اس معاملے میں جھونک دینا ہوگا۔ اس لئے صرف رپورٹیں کافی نہیں اب تو درخت گننے کا نہیں، پھل گننے کا وقت ہے اور پھل بھی اتنے بڑھ رہے ہیں کہ گننے کا وقت بھی اس سے معاملہ آگے نکل چکا ہے۔ تو کوئی ملک ایسا نہیں رہنا چاہئے جو اس عالمی اللہ تعالیٰ کی برکتوں سے کسی پہلو سے محروم رہ جائے تو میں امید رکھتا ہوں کہ سپین کی مجلس شوریٰ میں خصوصیت سے اس پہلو سے بھی غور ہوگا اور سب احمدی اپنے آپ کو مثمر بثمرات حسنہ بنانے کی کوشش کریں گے یعنی اچھے، دائمی نیک پھلوں والے درخت بننے کی کوشش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔

میں نے بیان کیا تھا کہ تمام صفات باری تعالیٰ ان چار بنیادی صفات سے پھوٹتی ہیں جو سورہ فاتحہ میں بیان ہوئی ہیں۔ اس ضمن میں حمید صفت کا بھی، کسی گزشتہ خطبے میں غنی کے ساتھ ذکر آیا تھا اور بظاہر حمید صفت ان چار صفات میں شامل نہیں ہے جو سورہ فاتحہ میں بیان ہوئی ہیں۔ رب العالمین، رحمان، رحیم اور مالک یوم الدین۔ لیکن یہ بھولنا نہیں چاہئے کہ سورہ فاتحہ کا آغاز حمد سے ہوتا ہے اور حمد کی صفت اللہ کے ساتھ اور دوسرے تمام اسماء کے ساتھ برابر کا تعلق رکھ رہی ہے، الحمد للہ رب العالمین، اس کے ساتھ ہی یہ مضمون اس طرح جاری ہوتا ہے گویا الحمد للہ رب العالمین، الحمد للرحمان، الحمد للرحیم، الحمد لمالک یوم الدین۔ اور عربی قاعدے کے مطابق اس طرح تفصیل سے ترجمہ کرنا بالکل درست ہے، حمد کا مضمون ان سب پر اطلاق پا رہا ہے۔ اس لئے حمید کہنے کی بجائے، اسم مصدر استعمال فرمایا۔ جس کا ان تمام صفات سے براہ راست تعلق جڑ گیا اور یہ ضروری بھی تھا کیونکہ کوئی بھی صفت حسنہ اگر حمد سے عاری ہو کسی پہلو سے تو وہ سبحان نہیں رہتی، پاک نہیں رہتی اور حمد کا مضمون اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ کوئی چیز ہر برائی سے پاک ہو۔ پس اگرچہ سبحان بھی یہاں نہیں ہے جو خدا تعالیٰ کا نام ہے، عبدالسبحان کہا جاتا ہے، سبحان کا بندہ۔ لیکن حمد اپنی ذات میں ایک بہت ہی گہرا اور وسیع الاثر لفظ ہے اور جس طرح قرآن کریم نے سورہ فاتحہ میں استعمال فرمایا ہے اس میں سبحانیت کا مضمون بھی داخل ہو جاتا ہے۔

پس وہ رحمان جو حمد کے لحاظ سے پورا نہ اترے، کامل حمد کا حق دار نہ ہو اس کا مطلب ہے کہ اس میں کوئی نقص رہ گیا ہے وہ سبحان نہیں ہے اور ایسے رحمان ہمیں دنیا میں عام ملتے ہیں۔ حد سے زیادہ بڑھے ہوئے نرم دل جو توازن کھو بیٹھتے ہیں اپنی نرمی میں، مائیں جو محبت میں اپنے بیٹوں کو بگاڑ دیتی ہیں ان کی عاقبت خراب کر دیتی ہیں۔ تو کوئی بھی صفت خواہ کیسی اچھی کیوں نہ ہو جب تک اس کے ساتھ حمد اپنے کامل معنوں میں اطلاق نہ پائے اس وقت تک وہ اچھی صفت بھی کسی نہ کسی برائی میں مبتلا ہو سکتی ہے۔ پس حمید کا لفظ تو خدا تعالیٰ کے ہر اسم کے ساتھ چسپاں کر دیا گیا ہے سورہ فاتحہ میں۔ اس کے بغیر خدا کے کسی اسم کا تصور ہی کوئی نہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی ایسی صفات جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے جو آپ کھوج لگائیں تو آپ کو ان کا گہرا تعلق ان صفات باری تعالیٰ سے نظر آنا شروع ہو جائے گا جو سورہ فاتحہ میں بیان ہیں۔ اور اللہ توفیق عطا فرمائے، فراست کو بھی تیز کرے، آسمان سے عرفان اتارے تو کوئی بھی، ایک بھی صفت خدا کی ایسی نہیں ہے جس کا ان صفات باری تعالیٰ سے قطعی یقینی جوڑ ثابت نہ کیا جا سکے جن کا سورہ فاتحہ میں ذکر ہے۔

آج کی ایک مثال کے طور پر میں نے لفظ "حق" کو چنا ہے۔ "الحق" خدا کا ایسا نام ہے جو اسے مجسم سچائی قرار دیتا ہے۔ حق سچائی کو کہتے ہیں۔ سچائی ایک صفت ہے جس کا وجود نہیں۔ مگر "الحق" جب کہا جاتا ہے تو مراد ہے جو کامل سچا ہو، جس میں سچائی کے سوا کوئی دوسرا عنصر نہ پایا جائے۔ جو سچائی کی اعلیٰ سے اعلیٰ تعریف ہو سکتی ہے وہ "الحق" لفظ میں داخل ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ "الحق" کا بیان یہاں کہاں موجود ہے۔ خدا کی سچائی کا ان چار صفات میں کہاں ذکر ہے۔ اس سلسلے میں میں آپ کے سامنے کچھ باتیں کھولنا چاہتا ہوں۔ یہ کوئی علمی بحث نہیں ہے بلکہ جماعت کے اندر گہری سچائی پیدا کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کی صفت حق یا اسم حق پر غور ضروری ہے اور اس کے تجزیہ سے پھر انسان کو پتہ چلتا ہے کہ میں کیوں جھوٹ بولتا ہوں، کہاں کہاں ٹھوکر کھاتا ہوں اور حق ذات سے تعلق قائم کئے بغیر میں کن کن نعمتوں سے محروم ہوں یا محروم رہوں گا۔ یہ مضمون جب کھل جائے تو پھر اپنی ضرورت کو لوگ از خود اپنے سچائی کے معیار کو بلند تر کرنے کی کوشش کریں گے۔

جھوٹ کی جو وجوہات ہیں ان میں ایک ہے جھوٹی تعریف حاصل کرنا۔ جن کو تعریف کا شوق ہو اور تعریف سے عاری ہوں وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ "لا تحسبن الذین یفرحون بما اتوا و یحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا" (آل عمران: ۱۸۹) ۔ کہ وہ لوگ جن کے ہاتھ پلے کچھ بھی نہیں ہوتا جو کچھ لاتے ہیں جھوٹ ہی لاتے ہیں اور خوش اس بات پر ہو رہے ہوتے ہیں کہ ان کی تعریف کی جا رہی ہے ان باتوں میں جو انہوں نے کی نہیں۔ تو بہت سی جھوٹ کی وجوہات حمد کی تمنا ہے۔ پس اگر آپ یہ کہتے ہیں "الحمد للہ رب العالمین" تو وہاں ساتھ ہی یہ اقرار کرتے ہیں کہ یہ وہ ذات ہے جس کو حمد کی خاطر کسی جھوٹ کی ضرورت نہیں۔ کیوں کہ ہر سچی حمد جس کا تصور باندھا جا سکتا ہے، ہر قابل تعریف چیز جو اپنے درجہ کمال کو پہنچی ہے وہ اس ذات باری تعالیٰ میں موجود ہے تو جھوٹ کی جڑ ہی غائب ہو گئی۔ حمد کی تمنا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی جھوٹ کا کوئی تصور بھی نہیں باندھا جا سکتا کیونکہ یہ متضاد مضمون ہے۔ اور انسان چونکہ حمد کا مالک نہیں ہوتا اور کامل حمد نہیں رکھتا اس لئے وہ اپنے نقائص کو دور کرنے کی خاطر فرضی خوبیاں اپنی بیان کرتا ہے یا پسند کرتا ہے کہ لوگ فرضی خوبیاں بیان کریں۔ یہ خوشامدیں، یہ اپنے نفس کی بڑائیاں، یہ تعلیاں، یہ ساری وہ چیزیں ہیں جنہوں نے معاشرے میں زہر گھول رکھا ہے۔ اور اب اس پر غور کر کے دیکھیں اس کو تفصیل سے خاندانی جھگڑوں اور روزمرہ کی معاشرتی خرابیوں پر چسپاں کر کے دیکھیں تو آپ کو پتہ لگے گا کہ محض تعریف کی خاطر ایسی ایسی جھوٹ بکواس کی جاتی ہے کہ اس کے نتیجے میں پھر فتنے پیدا ہوتے ہیں اور ایسا شخص خود اپنا وقار بھی کھو دیتا ہے۔ بات کرتا ہے تو لوگ دوسری طرف منہ پھیر کر کہتے ہیں کہ ہم جانتے ہیں بڑی عادت ہے اس کو شیخیاں بگھارنے کی، تعلیاں کرتا ہے، اپنے بچوں میں عزت کھو دیتا ہے۔ چنانچہ ایک جگہ مجھے کسی نے بتایا کہ ایسا ہی کوئی شخص تھا بے چارہ محروم کہ اس کی عادت تھی غلط باتیں، گپیں مارنے کی تو ایک جگہ اس نے خود مجلس

لگائی اور کہا کہ بس یوں پھر میں نے کیا تو اس کا بیٹا اسی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا وہ ایک طرف منہ کر کے اشارے سے کہتا تھا کہ ماننا نہ، سب گپ ہے۔ تو اولاد میں عزت باقی نہیں رہتی۔ تو جھوٹی عزت آدمی حاصل کر سکتا ہی نہیں۔ وہم ہے اور چند دن کے چرچے ہو سکتے ہیں ہمیشہ کے لئے حق چھپ نہیں سکتا۔

تو بظاہر اللہ تعالیٰ کو حق نہیں فرمایا گیا مگر جو صفات کی داغ بیل رکھی گئی ہے اس میں حق داخل ہے۔ حمد کے نقطہ نگاہ سے تو اللہ تعالیٰ کو کسی جھوٹ کی ضرورت ممکن ہی نہیں ہے یعنی عقلی طور پر اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

جماعت کے اندر گہری سچائی پیدا کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کی صفت حق یا اسم حق پر غور ضروری ہے اور اس کے تجزیہ سے پھر انسان کو پتہ چلتا ہے کہ میں کیوں جھوٹ بولتا ہوں، کہاں کہاں ٹھوکر کھاتا ہوں اور حق ذات سے تعلق قائم کئے بغیر میں کن کن نعمتوں سے محروم ہوں یا محروم رہوں گا

دوسری ایک وجہ ہے حرص، دنیا میں بہت سے جھوٹ حرص کی خاطر بولے جاتے ہیں۔ جتنے مقدمے بنتے ہیں یہ ہماری جائیداد ہے، اصل میں ہماری تھی یا فلاں نے ہم سے لے لی اور واپس نہیں کی یا جھوٹے مقدمے قرض کے بنا دئے جاتے ہیں غرضیکہ دنیا میں جتنے جھگڑے قضائی چلتے ہیں یا عدالتی چلتے ہیں ان میں ایک بڑا حصہ ان مقدموں کا حرص کے نتیجے میں پیدا ہونے والے جھوٹ سے ہے۔ اب پاکستان کے حالات آپ کے سامنے ہیں لیکن دوسری دنیا کی عدالتوں میں بھی چل رہا ہے صرف پاکستان تو خاص نہیں، ہندوستان اس قسم کی مثالوں سے بھرا پڑا ہے، بنگلہ دیش میں یہ قصہ جاری ہے، مغربی دنیا میں بھی یہ قصے چلتے ہیں نسبتاً کم مگر موجود کہ حرص کی خاطر جھوٹ بولا جاتا ہے۔

تو وہ وجود جس کا سب کچھ ہو، جو رب العالمین ہو جس کے اوپر دوسروں کی بناء ہو اور اسے دوسروں سے کچھ لینے کی ضرورت نہ ہو اس کو کیا ضرورت ہے جھوٹ بولنے کی۔ کیونکہ وہ حرص کا پہلو اس کا غائب ہو گیا کیونکہ رب العالمین ہے۔ اسی طرح دیگر صفات پر غور کریں۔ قرآن کریم نصیحت کرتے ہوئے یہ بیان فرماتا ہے "ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل" (البقرہ: ۱۸۹) کہ دیکھو تم اپنے اموال آپس میں باطل کے ساتھ نہ کھایا کرو۔ باطل کے کئی معانی ہیں لیکن بنیادی معنی جھوٹ ہی ہے۔ جھوٹ بول کے ایک دوسرے کے مال نہ کھاؤ یا جن باتوں میں خدا نے منع فرمایا ہے ان باتوں کو اختیار کر کے مال نہ کھاؤ یعنی حرام مال نہ کھاؤ۔ تو دونوں جگہ دراصل بنیادی معنی جھوٹ ہی کا ہے۔

جھوٹ کی خاطر جھوٹی چیز، غلیظ چیز حاصل کرنا یہ حرص سے تعلق رکھتا ہے اور حرص پیدا ہوتی ہے اس کو جو غریب ہو اور اگر غریب نہیں بھی ہے تو کامل مالک نہیں ہے۔ زمین و آسمان کائنات سب اس کی نہیں ہے۔ کچھ کمی ہے تو اس کو لینے کی خاطر جھوٹ بولا جاتا ہے۔ جو تمام جہانوں کا رب ہے، ان کا پیدا کرنے والا، بن مانگے دینے والا، اس کو اس پہلو سے جھوٹ کی ضرورت ہی کوئی نہیں، جھوٹ لگتا ہی نہیں وہاں، چسپاں ہی نہیں ہو سکتا۔

پھر جھوٹ کی ایک وجہ مؤاخذہ کا خوف ہے اور اکثر ہمارے معاشروں میں مشرقی ہو یا مغربی پکڑ کے ڈر سے جھوٹ بولا جاتا ہے۔ ایک بچے سے غلطی ہو یا ایک مجرم نے چوری کی ہو یا قتل کیا ہو کوئی بھی صورت ہو جہاں مؤاخذے کا خطرہ ہو وہاں جھوٹ بولا جائے گا۔ اگر مؤاخذے کا خطرہ نہیں ہو گا تو جھوٹ نہیں بولا جائے گا۔ اور اس کا حمد والے مضمون سے گہرا تعلق ہے اگر آپ ایک بات ایسی پوچھیں مجلس میں کہ خوشبو آئی ہے اگر، کہو کہ کس نے لگایا ہے عطر، کس نے خوشبو والی بات یعنی کس کی وجہ سے خوشبو آئی ہے۔ تو لوگ جھوٹ بول کے بھی کہہ دیں گے کہ ہماری وجہ سے آئی ہے۔ لیکن اگر کہیں بدبو آئی ہے تو کوئی جھوٹ نہیں بولے گا کیوں کہ ڈرتا ہے اور وہ بھی انکار کر دے گا یعنی جھوٹ بولے گا جس سے بدبو آئی ہے۔ تو یہ حمد اور برائی کا گہرا تعلق جھوٹ سے ہے۔ بعض صورتوں میں حمد کی خواہش جھوٹ پیدا کرتی ہے، بعض صورتوں میں برائی سے بچنے کا خیال جھوٹ پیدا کرتا ہے اور اس کا اگلا قدم مؤاخذہ ہے۔ جہاں سزا ملنی ہو وہاں انسان جھوٹ نہیں بول سکتا یعنی ان معنوں میں کہ اس نے جرم نہ کیا ہو اور جھوٹ بول رہا ہو لیکن جھوٹ بولے گا تو مجرم بولے گا اور مؤاخذے سے ڈر کر وہ جھوٹ بولے گا کہ نہیں میں نے کیا ہی نہیں تھا کیوں کہ اس کو پتہ ہے کہ اس کے نتیجے میں اس کے سر پر ایک سزا کی تلوار لٹکی ہوئی ہے۔

یہ جو مضمون ہے یہ انبیاء کی صداقت سے بڑا گہرا تعلق رکھتا ہے۔ انبیاء جب ایک دعویٰ کرتے ہیں تو اس دعوے کے نتیجے میں ان کو بہت بری طرح سوسائٹی کی طرف سے سزا ملتی ہے، عزت پر حملہ کیا جاتا ہے۔ وہ تمام اعلیٰ قدریں جو ان کو نصیب تھیں جن کا سوسائٹی اعتراف کرتی تھی ان قدروں سے انکار کر دیا جاتا ہے۔ اب ایسا شخص جو جھوٹ بولتا ہے یا اس نے اپنی تعریف کی خاطر جھوٹ بولا ہے یا کچھ کمانے کی خاطر، حرص کی خاطر جھوٹ بولا ہے یا مؤاخذے کے ڈر سے جھوٹ بولا ہے تو وہ کیسا انسان ہے جو پہلے تو اتنا معقول اور اتنا بلند مرتبہ انسان کہلاتا ہو کہ قوم میں اس پر امید سے نظریں پڑتی ہیں جیسا کہ حضرت صالحؑ کو کہا گیا کہ "کنت فینا مرجوا" (سورہ ھود: ٦٣)۔ تو ہمارے اندر "مرجو" تھا، ہم تو تم سے امیدیں لگائے بیٹھے تھے۔ بہر حال مرجواً کا لفظ حضرت صالحؑ کے متعلق استعمال ہوتا ہے اور ہر نبی کے متعلق یہی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی لوگ امیدیں لگائے بیٹھے تھے جیسے حضرت صوفی احمد جان صاحب نے آپ کی ملاقات کے بعد یہ کہا کہ ۔

ہم مریضوں کی ہے تمہی پہ نظر ☆☆ تم مسیحا بنو خدا کے لئے

تو انسان تعریف کی خاطر جھوٹ بولتا ہے۔ اس ڈر سے جھوٹ بولتا ہے کہ سزا نہ مل جائے۔ اور حرص سے جائیداد حاصل کرنے کی خاطر جھوٹ بولتا ہے۔ اگر ایسا دعویٰ کرے کہ جس میں عزت بھی جائے، جائیداد بھی جائے اور ناحق مارا جائے۔ جرم نہ کیا ہو اور پھر بھی سزا مل رہی ہو تو ایسا شخص پاگل ہی ہو گا اور اگر عقل والا ایسا ہو اس سے پہلے کہ اس کی عقل کا شہرہ ہو تو ایسے شخص کو جھوٹا قرار نہیں دیا جا سکتا۔

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک معاند مولوی، پہلے کی بات ہے میرے سے گفتگو کرنے آیا، تو اس نے اپنی طرف سے یہ اکٹھے کئے ہوئے تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درجہ بدرجہ دعاوی۔ اور اس کو پتہ نہیں تھا کہ بعینہ یہی اعتراض عیسائی حضرت اقدس محمد رسول اللہؐ پر بھی کرتے ہیں کہ پہلے ایک چھوٹا سا جھوٹ بولا۔ پھر دوسرا پھر تیسرا پھر چوتھا۔ پہلے کہا میں موسیٰ سے بھی افضل نہیں ہوں صرف اہل مکہ کو، ام القریٰ کو ڈرانے آیا ہوں۔ بلکہ وہ تو یہ کہتے ہیں پہلے کہا کہ عشیرۃ کو جو میرے قریب، قرب و جوار میں میرے رشتے دار اور خونی اقرباء ہیں ان کو ڈرانے کے لئے آیا ہوں اور یہ وحی بنائی کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اپنے اقرباء کو ڈرا۔ پھر "ام القریٰ و من حولھا" کو ڈرا۔ پھر دعویٰ بڑھا دیا اور یہ کہہ دیا کہ "قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا" (الاعراف: ۱۵۹)۔ اہل کتاب کو پہلے مخاطب پھر آگے یہ دعویٰ کر دیا۔ تو اپنی طرف سے انہوں نے یہ بنایا کہ جھوٹ کی مثال ہے اس طرح لوگ رفتہ رفتہ بڑے بڑے دعاوی کرتے رہتے ہیں۔ تو مولوی صاحب کی عالمی طور پر تو مذہب کی تاریخ پر یا لٹریچر پر نظر نہیں تھی مگر کہیں یہ پڑھ لیا کہ مسیح موعود علیہ السلام نے پہلے یہ دعویٰ کیا کہ میں مامور ہوں، پھر مہدی، پھر مسیح، کرشن ہونے کا بھی کر دیا تو فہرست بنا کر آیا ہوا تھا کہ دیکھیں جی مرزا صاحب جھوٹے، صاف پتہ چل رہا ہے۔

میں نے مولوی صاحب سے پوچھا، میں نے کہا مجھے یہ ایک بات بتائیں کہ اگر یہاں ربوہ میں آپ کو میں لے جاتا ہوں بازار میں اور اعلان ہوتا ہے کہ کسی نے کوئی چیز چرائی ہے اور جس نے چرائی ہے اس کو سو جوتے پڑیں گے۔ آپ جھوٹا دعویٰ کریں گے اس وقت کہ ہاں ہاں میں نے چرائی ہے، میں نے چرائی ہے۔ میں نے کہا چور بھی نہیں کرے گا کیوں کہ مؤاخذہ کے ڈر سے لوگ جھوٹ بولتے ہیں اور جہاں کھلی کھلی سزا مل رہی ہو معصوم کو اس کو کیا ضرورت ہے کہ اس سے اگلا بڑا دعویٰ کر بیٹھے کہ ابھی کافی نہیں ہے میری اور بھی دشمنی کرو۔ تو پہلا ہضم نہ ہوا اوپر سے ایک اور دعویٰ کر بیٹھے دوسرا ہضم نہ ہوا تو اور دعویٰ کر بیٹھے اور اس کی سزا ابھی پوری نہ ملی ہو تو ایک اور دعویٰ کر بیٹھے۔ میں نے کہا تمہیں اتنی بھی عقل نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے نشان کو آپ کی تکذیب کے نشان کے طور پر دیکھ رہے ہو۔

میں نے کہا جب آپ نے دعویٰ کیا مامور من اللہ کا تو اس وقت مسلمان آپ کے دشمن ہوئے، مہدی کا دعویٰ کیا مسلمان دشمن ہوئے اور مسلمان خود انگریزوں کی ایک رعایا تھے لیکن جب خوب مسلمانوں کا قہر آپ پر برسا ہے تو آپ نے کہا اچھا یہ تو بڑے مزے کی بات ہے کیوں نہ اپنی سلطنت کے فرمانرواؤں کو بھی دشمن بنا لیا جائے اور دعویٰ کر دیا کہ تمہارا خدا کا بیٹا مر گیا ہے اور میں مسیح ہوں۔ یہ کس قسم کا جھوٹا ہے جو ایسی باتیں کر رہا ہے۔ پھر اس کو خیال آیا کہ اوہو ابھی تو ہندو ناراض نہیں ہوئے۔ بات تو تب بنے گی کہ ان کو بھی ناراض کیا جائے کرشن ہونے کا دعویٰ کر دیا اور ہندوؤں کا غضب بھڑکا اور

MARMALADE - YOGHURT - KONFITURE
FILLER
FULLY AUTOMATIC FILLING AND SEAMING
HAMBA 2400 TUMBLE FILLER
OUTPUT: 2.400 TUMBLER PER HOUR
VOLUME: 55mm/75mm ALSO 95 mm
REQUIREMENT: 3 kw - WEIGHT: 600 kg
FOR FURTHER INFORMATION, PLEASE CONTACT:
2nd HAND MAC
BONGARTSTR. 42/1, 71131 JETTINGEN, GERMANY
TELEPHONE AND FAX NO. 07452/78184

fozman foods
BUYING GROUP FOR GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
081 478 6464 & 081 553 3611

لیکھرام پیدا ہوا اور بڑے بڑے مقابلے ہوئے۔ مرلی دھر سے کہیں مناظرہ ہو رہا ہے، ایک شور پڑ گیا۔ تو قادیان کے گرد سکھ تھے بہت، آپ نے فرمایا کہ ہندوؤں کا ہندوستان میں تو زور ہے مگر ارد گرد تو سکھ ہی ہیں ناکیوں نہ سکھوں کو ناراض کیا جائے تو دعویٰ کر دیا کہ حضرت بابا نانک مسلمان تھے۔ میں نے کہا آپ ادنیٰ سی عقل سے کام لیں کوئی شخص جس کو سزا مل رہی ہو سچ بولنے کی اگر وہ سچ نہیں تو جھوٹ بولنے کی سزا ہے تو جھوٹا آدمی تو سزا سے بچنے کے لئے جھوٹ بولتا ہے سزا حاصل کرنے کے لئے تو جھوٹ نہیں بولا کرتا۔ مثال میں نے دی۔ میں نے کہا آپ کو میں نے کہا ہے جرات ہے تو کر کے دکھائیں۔ یہ ناممکن ہے کہ ایک انسان ایسی چیز کا دعویٰ کرے جس کے نتیجے میں حمد نہ ہوتی ہو بلکہ گالیاں پڑتی ہوں اور سزا ملتی ہو۔ پاگل اس لئے کرتے ہیں کہ ان کو کچھ بھی نہیں ہوتا۔ پاگلوں بیچاروں کے دعوے آپ نے دیکھے ہوں گے ننگے ہو ننگے گلیوں میں پھرتے رہتے ہیں اور ان کو کچھ بھی نہیں ہوتا اور اس سے فرق ہی کوئی نہیں پڑتا۔ مگر ایک صاحب علم، صاحب عقل جس کا ماضی بے داغ ہو اور جو اپنی فراست کے لحاظ سے از خود قوم میں ابھر رہا ہو اس پر توقع کی نظریں پڑ رہی ہوں اس شخص سے یہ توقع ہو ہی نہیں سکتی کہ وہ جھوٹ بولے کیونکہ قرآن کریم جو مثالیں دے رہا ہے ان سے پتہ چلتا ہے یا حمد کی خاطر جھوٹ بولا جاتا ہے حمد تو انہیں ملی نہیں۔ یا سزا سے بچنے کی خاطر جھوٹ بولا جاتا ہے مگر جو کام کیا ہے اس کے نتیجے میں تو سزا ملی۔ لالچ کی خاطر جھوٹ بولا جاتا ہے۔ ایسا دعوے دار تو اس وجہ سے اپنا سب کچھ کھو بیٹھتا ہے۔ جو اس کا ہوتا ہے وہ بھی اس کو نہیں ملتا۔ پس جھوٹ کی وجوہات پر غور کریں تو سورہ فاتحہ کے اوپر ان کے اطلاق سے معلوم ہوگا کہ سورہ فاتحہ کی جو بنیادی صفات ہیں ان میں سے ہر ایک، ایک "الحق" خدا کی گواہی دے رہی ہے کیوں کہ ہر صفت اس کو جھوٹ کی ضرورت سے مبرا قرار دے رہی ہے۔

> **جس طرح کتاب کی ماں سورہ فاتحہ ہے اس طرح اسماء باری تعالیٰ کو سمجھنے کے لئے بھی سورہ فاتحہ کی طرف رجوع کرنا چاہئے**

پھر جھوٹ بولنے کی وجوہات میں علم کی کمی پر پردہ ڈالنے کے لئے جھوٹ بولا جاتا ہے۔ یہ جتنے بھی لوگ جلد بازی میں جواب دے دیتے ہیں نا کہ یہ کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں ہاں ہاں یہ بات یوں ہے۔ اور وجہ یہ ہے کہ اگر وہ نہ کہیں تو یوں لگے گا کہ ان کو پتہ نہیں۔ بعض لوگ اس بات کو برداشت ہی نہیں کر سکتے کہ ہماری لاعلمی ظاہر ہو جائے اس لئے جھوٹ بول دیتے ہیں۔ اور یہ جھوٹ جو ہے یہ اکثر ان کی نظروں سے بھی چھپا رہتا ہے۔ وہ بالارادہ جھوٹ نہیں بول رہے ہوتے وہ اپنے اندازے کو سچ سمجھتے ہیں اور اس عادت کی وجہ سے بعض دفعہ بڑی بڑی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ اس معاملے میں بے حد حساس تھے بلکہ الرجک تھے۔ اگر کوئی پوچھے کہ بتاؤ یہ کیا ہوا ہے وہاں۔ اور کوئی شخص اپنی طرف سے کہہ دے تو کہتے تھے تمہیں کس طرح پتہ لگا بتاؤ مجھے۔ جب تو نے دیکھا نہیں، تو نے معلوم نہیں کیا تو کیوں اندازاً بتا رہے ہو۔ اندازہ بھی ایک جھوٹ ہوتا ہے بعض صورتوں میں۔ اگر کہا جائے اندازے لگاؤ تو وہ اور چیز ہے لیکن اگر حقیقت پوچھی جائے اور اندازہ پیش کر دیا جائے تو یہ جھوٹ ہے پس وہ لاعلمی کو چھپانے کی خاطر جھوٹ ہوتا ہے۔

قرآن کریم اس کی مثال دیتے ہوئے فرماتا ہے "ان یتبعون الا الظن وان ھم الا یخرصون"۔ اس آیت کا پہلا ٹکڑا ہے "وان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللہ"۔ وہ اکثر لوگ جو زمین میں ہیں ان کی عادتیں ایسی ہیں کہ اگر تو ان کی پیروی شروع کر دے تو تمہیں وہ ضرور گمراہ کر دیں گے۔ یہاں کافر اور مومن کی بحث نہیں اٹھائی۔ "وان تطع اکثر من فی الارض" اور یہ کیسی سچی بات ہے کہ انسانوں میں بھاری اکثریت اس عادت میں مبتلا ہوتی ہے کہ جس کا علم نہ ہو اس کی بجائے اندازہ پیش کر دیتی ہے۔ تو فرمایا "ان یتبعون الا الظن" تو عادی ہے حقیقت دیکھ کر بیان کرنے کا اور حقیقت دیکھ کر قبول کرنے کا۔ جن لوگوں کا تعارف ہم کروا رہے ہیں، انسان بحیثیت مجموعی، ان کی اکثریت ایسی ہے جو ظن پر بات کرنے کی عادی ہے۔ حقیقی علم نہیں ظن سے بات کر دی۔ "وان ھم الا یخرصون" (الانعام:۱۱۷) اور اٹکل پچو لگانے والے لوگ ہیں یعنی ڈھکوسلے لگانے والے، اٹکل پچو باتیں کرنے والے۔ ان کے پیچھے جو لگے گا وہ گمراہ ہی ہوگا اس کو تو کبھی ہدایت نصیب نہیں ہو سکتی۔ "ان ربک ھو اعلم من یضل عن سبیلہ" (الانعام:۱۱۸)۔ اب علم کا جو فقدان ہے اس کے نتیجے میں جھوٹ بولا جا رہا ہے۔ اور "اعلم" فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کو۔ اور قرآن کریم میں جو سورہ فاتحہ کی صفات ہیں وہ کامل علم کا تقاضا کرتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون کو یوں بیان فرمایا کہ رحمان تخلیق کے لئے بنیادی صفت ہے اور تخلیق علم کے بغیر ہو ہی نہیں سکتی۔ سب سے زیادہ علم خالق کو ہوا کرتا ہے۔ اور دوسرے ربوبیت، اگر برائی سے پاک ہے تو لازماً علم کے ساتھ ہے ورنہ ہو ہی نہیں سکتی۔ ایک ماں جس کو یہ نہیں پتہ میں نے اپنا بچہ کس طرح پالنا ہے وہ اپنی لاعلمی میں رب نہیں بن سکتی۔ اگر بنے گی تو کسی جگہ ٹھوکر کھائے گی اور اس کو کوئی نقصان پہنچا دے گی۔ اور پھر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ الحمد کی تعریف ہے اس ماں کے لئے، جس نے لاعلمی میں اپنے بچے کو زہر دے دیا۔

تو الحمد کا مضمون جب ربوبیت کے ساتھ ملتا ہے اور رحمان تخلیق کا مضمون اس میں داخل کرتا ہے تو قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ یہ ذات کامل علم رکھنے والی ہے۔ کیونکہ جس نے پیدا کیا وہی جانے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں دوسرے کو کیا پتہ کہ کیا چیز ہے۔ اس لئے وہ لوگ جو چیزیں ایجاد کرتے ہیں جیسا علم ان کو ہوتا ہے ویسا کسی دوسرے انجینئر کو یا اس فن کے واقف کو ہو نہیں سکتا۔ وہ اس کی گہری کنہہ سے واقف ہوتے ہیں ان کو پتہ ہے میں نے فلاں ٹکڑا کیوں استعمال کیا تھا فلاں قسم کی دھات کیوں لی تھی۔ تو سارا مضمون اس سے پہلے چھان بین کر کے وہ تسلی سے اس پر حاوی ہو چکا ہوتا ہے اس پر عبور حاصل کر چکا ہوتا ہے۔ پس علم کا فقدان بھی بعض دفعہ جھوٹ پر انسان کو مجبور کر دیتا ہے خواہ وہ عمداً ہو یا غیر ارادی طور پر ہو اور سورہ فاتحہ جس خدا کو پیش کرتی ہے وہ کامل علم والا ہے، ایسا کامل علم کہ اس سے بڑھ کر علم متصور نہیں ہو سکتا۔

> **اگر آپ حق کی صفت سے عاری ہیں تو حق سے آپ کا کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ تعلق تو کسی قدر اشتراک سے ہوا کرتا ہے۔ اگر کوئی اشتراک نہ ہو تو تعلق ٹوٹ جاتے ہیں**

پھر قوت تخلیق سے جو لوگ عاری ہوتے ہیں وہ دراصل تو وہی ہے کہ جو تعریف کا شوق ہے اسی کے نتیجے میں یہ بات بھی بنتی ہے مگر یہاں تعریف کے ساتھ حرص بھی شامل ہو جاتی ہے۔ دھوکہ دہی بھی شامل ہو جاتی ہے۔ وہ لوگ جو کچھ بنا نہیں سکتے، حقیقی چیز بنا نہیں سکتے، وہ جھوٹی چیزیں بناتے ہیں اور جتنی بھی مارکیٹ میں مصنوعات ایسی ملتی ہیں جو جھوٹی Immitation ہیں اصل نہیں ہیں، یہ وہی مضمون ہے۔ اور جو تماشہ دکھانے والے تماشہ دکھاتے ہیں، جادوگر جادو دکھاتے ہیں اور رعب ڈالتے ہیں کہ ہم نے اس چیز کو یوں کر دیا اور عوام الناس کو دھوکہ دیتے ہیں دراصل یہ تخلیق کی تمنا ہے، اللہ کی صفت خالقیت سے کچھ حصہ لینا چاہتے ہیں جو ان کو نصیب نہیں ہوتا ایسی صورت میں پھر وہ ان کو جھوٹ بنانا پڑتا ہے۔

قرآن کریم نے حضرت موسیٰؑ اور ان کے ساحروں کے مقابلے کی مثال رکھ کر اس مضمون پر روشنی ڈالی ہے۔ "فالقیٰ موسیٰ عصاہ فاذا ھی تلقف ما یافکون" (الشعراء: ۴۶) یہ نہیں فرمایا کہ موسیٰ کا سوٹا سانپوں کو نگل گیا۔ فرمایا کہ سانپ تو تھے ہی نہیں۔ ان کو کہاں یہ طاقت تھی کہ وہ سانپ بنا دیتے۔ انہوں نے جھوٹ بنایا تھا۔ "سحروا اعین الناس" انہوں نے لوگوں کی آنکھیں باندھی تھیں، ان پر جادو کیا تھا۔ تو کیسا فصیح وہ بلیغ کلام ہے کہ فرماتا ہے اس کے جھوٹ کو کھا گیا سوٹا۔ یعنی اصلیت ظاہر ہو گئی وہ رسیوں کی رسیاں دکھائی دینے لگ گئیں۔ تو جو کھایا تھا وہ سانپ نہیں کھائے تھے وہ جھوٹ کھایا تھا ان کا۔ یعنی جھوٹ کو نگل گیا، جھوٹ کی کوئی حقیقت باقی نہیں رہی، حق آ گیا اور باطل چلا گیا یہ مضمون ہے۔ تو جتنے بھی مداری، تماش بین یا مارکیٹ میں مصنوعی چیزیں بنا کے پیش کرنے والے ہیں وہ اس وجہ سے جھوٹ بولتے ہیں اور جو خالق کل ہے اس کو اس کی ضرورت کوئی نہیں۔ جو تخلیق پر کامل عبور رکھتا ہے اس کو ضرورت ہی کوئی نہیں ہے۔

پھر از راہ ظلم بعض دفعہ جھوٹ بولا جاتا ہے۔ اور ظلم کی وجہ دراصل، درحقیقت مالکیت کی کمی ہے۔ جو شخص مالک نہیں ہوگا اور ہر چیز کا مالک نہیں ہوگا جہاں اس کی ملکیت سے باہر کوئی مالک ہوگا اس کے دل میں تمنا پیدا ہوتی ہے کہ میں اس کی ملک بھی لے لوں۔ یہ حرص ہے ظاہر جیسا کہ میں نے پہلے بھی بیان کیا ہے لیکن اس مضمون کا ایک تعلق ملکیت سے بھی ہے، بادشاہت سے بھی ہے۔ ایک تو وہ لوگ ہیں جو بادشاہ نہیں ہوتے اور بادشاہ نہ ہونے کی وجہ سے جھوٹ بول کر دوسرے کا مال یہ کہہ کر لیتے ہیں یہ ہمارا تھا مگر لینے کا اختیار ان کو نہیں ہوتا۔ لینے کا اور دینے کا اختیار ایک حکومت کو ہوتا ہے بادشاہت کسی اور کی ہوتی ہے۔ جو خود بادشاہ ہو وہ اگر لے گا تو ظلم کی راہ سے لے گا اور خدا تعالیٰ جو مالک کل ہے، جس کی ملکیت کا دائرہ ہر چیز پر حاوی ہے اور بادشاہ بھی وہی ہے اس کو کسی جھوٹ کی ضرورت نہیں ہے۔ اور بعض دفعہ ایسی غلطیاں، خفیف سی غلطیاں ایک نیت پر اثر انداز ہو جاتی ہیں اور بڑے بڑے بزرگوں کی نیت پر بھی بعض دفعہ ایسی چیزوں کا ہلکا سا سایہ پڑ جاتا ہے۔

حضرت داؤدؑ کی مثال قرآن کریم پیش فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رات کے وقت دو شخص چھلانگ لگا کر ان کے قلعے میں، ان کے محل میں داخل ہو گئے اور کہا کہ ڈرو نہیں اے داؤد، یہ نہ سمجھ کہ ہم

SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
SKY
TV ASIA
MTV AHMADIYYA

VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD.
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.

S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TELEPHONE 0276 20916 FAX 0276 678740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

چورا چکے ہیں یا ڈاکو ہیں۔ کسی شور کی ضرورت نہیں ہم تو ایک مقدمہ پیش کرنے آئے ہیں۔ اور مقدمہ یہ ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ میرے پاس ایک بھیڑ ہے صرف اور یہ جو میرا بھائی ہے یا ساتھی اس کے پاس ننانوے ہیں۔ یہ کہتا ہے کہ اپنی ایک مجھے دے دو تاکہ میری سو پوری ہو جائیں۔ اور میں کہتا ہوں کہ میرے پاس ایک ہی ہے میرے پاس تو کچھ بھی نہیں رہے گا۔ تو بتا کہ پھر اس صورت میں ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ تو حضرت داؤدؑ نے فیصلہ تو دیا لیکن ساتھ سجدہ ریز ہو گئے یہ سمجھتے ہوئے کہ اللہ نے مجھے آزمایا ہے۔ آزمایا ہے اور متنبہ فرمایا ہے کہ کہیں تم جس کی ملکیت بھی اور جس کی سلطنت بھی توسیع پذیر ہے، پھیلتی چلی جا رہی ہے اس خیال سے کہ ہمسایہ ملکوں میں سے کوئی چھوٹی چھوٹی ریاستیں ہیں انہوں نے الگ رہ کر کیا کرنا ہے ان کو بھی ساتھ شامل کرو زیادتی نہ کر دینا کسی پر۔

اگر صفات باری تعالیٰ کے ہر پہلو سے انسان اپنا تعلق توڑ لے تو اس صفت کے ہر فیض سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس لئے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ حق کیا ہے اور قرآن کریم حق کے تعلق کے کیا کیا فوائد بیان کرتا ہے

بعض مفسرین نے تو اس کا بالکل لغو، بیہودہ ترجمہ کیا ہوا ہے کہ ننانوے بیویاں تھیں تو کسی اور کی سو ویں لینا چاہتے تھے۔ اگر وہ بادشاہ تھے تو ساری سلطنت کی حسین ترین عورتیں ان کے قبضے میں تھیں۔ اس زمانے میں بادشاہت تو مطلق العنان ہوا کرتی تھی۔ یونہی فرضی قصے بنائے ہوئے ہیں بائبل سے لے کر اور آنکھیں بند کر کے قبول کر لئے۔ دراصل حضرت داؤدؑ کو یہ نصیحت فرمائی گئی تھی کہ تجھے خدا نے عظیم سلطنت عطا کی ہے لیکن بڑی سلطنتوں کی ہمسائیگی میں چھوٹے چھوٹے ممالک بھی ہوا کرتے ہیں اور بسا اوقات ایک انسان کو، ایک بادشاہ کو یہ بات دھوکے میں مبتلا کر دیتی ہے کہ یہ بڑے کا حصہ بن جائیں گے تو اچھے رہیں گے اور ہماری طاقت بڑھے گی اور ان کا بھی کیا نقصان ہے ایک بڑی سلطنت کا حصہ بن جائیں گے تو اس قسم کے نفس کے دھوکے بعض دفعہ ظلم پر مجبور کر دیا کرتے ہیں۔

تو اللہ کیونکہ مالک ہے اور مالک کل ہے اس لئے اس کو کسی اور چیز کو اپنانے کی ضرورت نہیں نہ جھوٹ بول کے، نہ ظلم کی راہ سے، ضرورت ہی کوئی نہیں۔ اور اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے حق کی صفت کو ملک کی صفت کے ساتھ باندھا ہے اور مالک کی صفت سے نہیں باندھا ہے۔ یہ آگے جا کر جب میں آیات کو تفصیلی طور پر اس مضمون میں، بعض اور مثالیں آپ کے سامنے رکھوں گا تو یہ ایک دلچسپ چیز سامنے آئے گی کہ خدا تعالیٰ کے حق ہونے کی صفت کو مالک کی بجائے ملک سے باندھا گیا ہے اور اس کی وجہ وہی ہے جو میں بیان کر رہا ہوں۔ ملک قانون کا حکمران ہوتا ہے اور نا انصافی کا تعلق قانون سے ہے مالکیت سے نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص مالک ہے تو کسی ایک کو دے دے اور کسی کو نہ دے تو اس کو نا انصافی نہیں کہہ سکتے۔ جس کو مرضی دے دیں آپ، جس پر دل آجائے اس کو آپ عطا کر دیں۔ آپ مالک ہیں آپ کی چیز ہے کوئی یہ نہیں کہہ سکتا او ہو اس نے بڑی نا انصافی کی ہے سارا شہر بستا ہے اس میں سے ایک کو دے دیا اور کروڑ باقی رہ گئے ان کو کچھ نہیں دیا۔ تو یہ جہالت ہے اس کے سوا اس کی کوئی حقیقت نہیں۔

اصل میں صفت حق کا یا انصاف کا مالکیت سے تعلق نہیں ہے ملکیت سے تعلق ہے۔ تو قرآن کریم نے جہاں جہاں اس تعلق کو باندھا ہے وہاں ملک کا لفظ استعمال فرمایا ہے، مالک کا نہیں لیکن اس کے باوجود یہ سورہ فاتحہ میں داخل ہے۔ کیونکہ مالک یوم الدین کا مضمون ملوکیت پر حاوی ہے اور ملکیت پر بھی حاوی ہے۔ فیصلہ کرنے والا بھی وہی ہے، قضا بھی اسی کے پاس ہے اور مالک بھی وہی ہے۔ تو حق کا لفظ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے یا حق کا اسم سورہ فاتحہ میں ہر اس اسم کے ساتھ تعلق رکھتا ہے جو بیان ہوا ہے اور اس سے باہر کچھ نہیں ہے۔ پس اس بات کا کامل یقین رکھیں کہ صفات باری تعالیٰ کی ماں سورہ فاتحہ ہے یعنی وہ صفات ہیں جو سورہ فاتحہ میں بیان ہوئی ہیں اور جس طرح کتاب کی ماں سورہ فاتحہ ہے اس طرح اسماء باری تعالیٰ کو سمجھنے کے لئے بھی سورہ فاتحہ کی طرف رجوع کرنا چاہئے اور اس کے تعلق سے یہ مضمون زیادہ کھل کر سامنے آتا ہے۔

اب میں ان آیات کی بات کرتا ہوں جن میں اس مضمون کو مختلف رنگ میں پھیر کر بیان فرمایا گیا ہے۔ اب تک تو میں یہ آیات پیش کر رہا تھا جس میں جھوٹ کی وجوہات بیان ہوئی ہیں اور ان کی روشنی میں ہمیں یقین ہو جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی صفت حق، اس کا حق ہونا سورہ فاتحہ کی جوام الصفات ہیں ان سے گہرا قطعی تعلق رکھتا ہے اور سو فیصد یقین کے ساتھ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ ان صفات کا مالک جھوٹا ہو ہی نہیں سکتا۔ ناممکن ہے کہ اس کا جھوٹ سے کوئی تعلق ہو۔ اور چونکہ جھوٹ کے ہر پہلو کی نفی ہو گئی ہے اس لئے اسے "الحق" کہا جا سکتا ہے۔ کامل سچا جس کا جھوٹ کے کسی پہلو سے بھی دور کا تعلق نہیں۔

اب اللہ تعالیٰ نے جو حق صفت کو استعمال فرمایا ہے جن جن موقعوں پر جہاں جہاں ان پر اگر آپ غور کریں تو آپ کو اپنے کردار کے لئے اس میں بہت سی روشنی ملے گی اور حق ذات کو سمجھ کر وہ کیا چاہتا ہے اور اس سے کیا کیا فوائد وابستہ ہیں۔ ایک بات تو بہر حال قطعی طور پر ماننی ہو گی کہ اگر آپ حق کی ہر صفت سے عاری ہیں تو حق سے آپ کا کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ تعلق کسی قدر اشتراک سے ہوا کرتا ہے۔ اگر کوئی اشتراک نہ ہو تو تعلق ٹوٹ جاتے ہیں۔ اس لئے آخری صورت میں اگر اور کوئی تعلق نہ ملے تو انسان انسان کا تعلق ہی ہے۔ اگر جنگل میں دو تین آدمی رہ جائیں تو ان کا شیروں سے تو تعلق نہیں آپس میں تعلق ہو گا۔ لیکن شیر اگر رہ جائیں انسان نہ ہوں اور کوئی آفت آ پڑے تو شیروں کا آپس میں تعلق ہو گا۔ ایک بہت بڑے آرٹسٹ نے ایک طوفان کی تصویر بنائی ہے اس میں طوفان میں گھرے ہوئے گھوڑے ایک دوسرے سے گردن جوڑے کھڑے ہیں جو عام طور پر بڑے شدید اور طاقتور اور تیز مزاج کے گھوڑے نظر آ رہے ہیں۔ جو عام حالات میں ایک دوسرے کو مارتے، ایک دوسرے سے رقابت کرتے، گھوڑیوں کی خاطر ان کی لڑائیاں ہوتیں لیکن اس طرح وہ جڑے کھڑے ہیں آپس میں کہ جیسے ان سے بڑھ کے محبت ہو ہی نہیں سکتی۔ تو Common جو مشترک خطرات ہیں ان کے نتیجے میں کوئی قدر مشترک ہوتی ہے جو انسان کو یا ایک جاندار کو دوسرے جاندار سے جوڑتی ہے۔ اگر صفات باری تعالیٰ کے ہر پہلو سے انسان اپنا تعلق توڑ لے تو اس صفت کے ہر فیض سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس لئے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ حق کیا ہے اور قرآن کریم حق کے تعلق کے کیا کیا فوائد بیان کرتا ہے۔ بعض ایسے فوائد ہیں جو آپ کو فوری طور پر سمجھ آ سکتے ہیں۔ بعض ایسے ہیں جو نہیں سمجھ آتے کھول کر بیان کرنے پڑتے ہیں یا غور کریں گے تو آپ کو سمجھ آئے گی۔ چند آیات جو میں نے نمونے کے لئے آج کے لئے چنی ہیں ان میں سے شاید ایک دو پر ہی گفتگو ہو سکے وہ یہ ہیں سورہ انعام کی آیت باسٹھ اور تریسٹھ۔

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ﴿۶۲﴾

ثُمَّ رُدُّوْۤا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ؕ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ﴿۶۳﴾ (الانعام: ۶۲، ۶۳)

وہ اپنے بندوں پر قاہر ہے اور قاہر کا مضمون اگرچہ اردو میں جب لفظ قہر کہتے ہیں تو ذہن میں منفی مضمون ابھرتا ہے مگر قاہر اس ذات کو کہتے ہیں جو کامل طور پر اختیار رکھتی ہے اور اتنا کامل اختیار ہے کہ بے خوف ہو کر اگر وہ سزا دینا چاہے تو تب بھی دے سکتا ہے جو چاہے کر لے۔ کیوں کہ مکمل قبضہ ہو اس وقت قاہر ہوتا ہے اگر مکمل قبضہ نہ ہو تو قاہر مکمل نہیں ہوا کرتا۔ انسانی Politics میں بھی یہ بات بار بار سامنے آتی ہے۔ جہاں کسی اور ذات کا خوف ہو وہاں قہر پورا نہیں ٹوٹتا۔ اب بڑی طاقتیں چھوٹی طاقتوں پر کچھ نہ کچھ رحم بظاہر کیا کرتی تھیں اس وجہ سے کہ ایک دوسرے سے خوف تھا جب وہ خوف ٹوٹے تو قہر ظلم میں تبدیل ہو گیا حالانکہ موجود تو تھا مگر دکھائی نہیں دے رہا تھا کیونکہ قاہر منفی صورت اس وقت اختیار کرتا ہے جب کسی اور ذات کا خوف نہ ہو۔

تو اللہ تعالیٰ کے تعلق میں جب لفظ قاہر آتا ہے تو مراد یہ ہے کہ وہ چاہے تو ہر ایک کو ملیامیٹ کر دے اس کو پوچھنے والا کوئی نہیں۔ لیکن چونکہ حمید ہے اس لئے اس طاقت کے باوجود وہ لوگوں کو مٹاتا نہیں ہے۔ اور بعض دفعہ لوگ مٹانے کا استحقاق بھی حاصل کر لیتے ہیں یعنی اس کے پوری طرح سزاوار بن جاتے ہیں اور پھر بھی اللہ نہیں مٹاتا۔ فرماتا ہے اگر اللہ چاہتا تو تمہارے گناہوں کی وجہ سے تمہیں ہی نہیں بلکہ سارے جانداروں کو مٹا دیتا، ایسے ایسے بڑے تم گناہ کرتے ہو۔ چونکہ حمید ہے غیر معمولی حوصلہ ہے غیر معمولی حلم ہے اس لئے قاہر ہونے کے باوجود اس کا منفی اثر ظاہر نہیں ہوتا بلکہ محض مثبت اثر ظاہر ہوتا ہے اور قاہر اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کسی انسان کو مٹانے کی استطاعت نہ ہو کسی چیز کو مٹانے اور نقصان پہنچانے کی استطاعت نہ ہو اگر استطاعت ہی نہیں تو اس کو قاہر نہیں کہہ سکتے۔

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ھوالقاھر فوق عبادہ" اپنے بندوں پر وہی ہے جو قاہر ہے۔ کامل اختیار رکھتا ہے اور اگر سزا دینا چاہے اور اگر مٹانا چاہے تو اس کی تقدیر جو موت وارد کرتی ہے اس کی تقدیر جو زندگی سے موت کی طرف لے جاتی ہے وہ تو جاری ہے ہر قدم پر وہ مٹ سکتا ہے۔ اس وجہ سے "ویرسل علیکم حفظۃ" اس نے تمہاری حفاظت کی خاطر انتظام کر رکھا ہے کہ میری تقدیر کے ہاتھوں از خود نہ مٹ جاؤ۔ اور یہی وہ مضمون ہے جو قرآن کریم دوسری جگہ فرماتا ہے کہ تم گناہ ایسے ایسے کما رہے ہو، ایسے ایسے کما چکے ہو کہ اگر تمہارے ساتھ جانوروں کی بھی صف لپیٹ دی جاتی تو جائز ہوتا۔ اس کے باوجود کوئی چیز ان کو روکے ہوئے ہے اور قرآن کریم اس مضمون کو دوسری جگہ یوں بیان فرماتا ہے۔

محمد صادق جیولرز

MOHAMMAD SADIQ JUWELIER

آپ کے شہر ہمبرگ میں عرب امارات کی دوسری شاخ۔ ہمارے ہاں جدید ترین ڈیزائینوں میں خالص سونے کے زیورات دستیاب ہیں۔ عرب امارات کے بنے ہوئے ۲۲ قیراط سونے کے زیورات گارنٹی کے ساتھ دستیاب ہیں۔ نیز زیورات کی مرمت کے علاوہ ہر قسم کے زیورات آرڈر پر بھی بنوائیں۔ پرانے زیورات کو نئے میں بھی تبدیل کروا سکتے ہیں۔

ہمارے پتہ جات

Hamburg:
Hinter der Markthalle 2
Near, Thalia Theater Karstedt,
20095 Hamburg,
Tel: 040/30399820

Frankfurt:
S. Gilani,
Tel: 069/685893

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ (الرعد: ۱۲)

ہر انسان کے لئے جو ظاہر میں چلتا ہے یا چھپ کے چلتا ہے، رات کو نکلتا ہے یا دن کو نکلتا ہے خدا تعالیٰ نے حفاظت کے لئے آگے اور پیچھے نگران مقرر کر رکھے ہیں جو اس کو بچا رہے ہیں۔ کس چیز سے؟ "من امراللہ" اللہ کے امر سے بچا رہے ہیں۔ عام طور پر جو ترجمہ کرنے والے ہیں اس ڈر سے کہ اوہو یہ کیسے مطلب ہو سکتا ہے کہ اللہ کے امر سے کوئی بچائے وہ اس کا ترجمہ کر دیتے ہیں کہ اللہ کے حکم سے ان کو بچایا جا رہا ہے۔ حالانکہ عن امراللہ نہیں ہے "من امراللہ" ہے اور "من" کا محاورہ میں نے ایک دفعہ پہلے بھی قرآن کریم سے نکال کے دکھایا تھا۔ جہاں جہاں بھی آیا ہے وہاں اس امر سے حفاظت کا مضمون ہے، اس کی وجہ سے نہیں۔ پس یہاں کیا مضمون ہے۔ دراصل تقدیر الٰہی ہی ہے جو زندگی بخشتی ہے اور تقدیر الٰہی ہی ہے جو موت بخشتی ہے کسی کو تو مرنے کا بھی اختیار نہیں ہے اگر تقدیر الٰہی نہ ہو تو۔ تو اگر خدا کی تقدیر موت کی طرف بلا رہی ہے تو فرماتا ہے کہ ہماری تقدیر جو تمہیں ایک خاص مدت تک زندہ رکھنے کا فیصلہ کئے ہوئے ہے، وہ تمہیں ہماری دوسری تقدیر سے بچا رہی ہے ورنہ اللہ قاہر کامل ہے اس کا اختیار اتنا مکمل ہے سزا دینے کا بھی اور مٹانے کا بھی کہ اگر خدا ہی کی تقدیر تمہیں خدا کی دوسری تقدیر سے نہ بچاتی تو تمہارا کچھ بھی وجود باقی نہ رہتا۔ اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے "حتیٰ اذا جاء احدکم الموت توفتہ رسلنا وھم لایفرطون" (الانعام: ۶۲)۔ اس مضمون کو کھول دیا۔ اس کی تائید میں قرآن خود بیان فرما رہا ہے۔ کہتا ہے ہاں اس وقت تک بچاتی ہے جب تک خدا کی تقدیر موت کی تقدیر نہ آجائے۔ جب موت کی تقدیر آتی ہے تو پھر اللہ بھیجتا ہے ان لوگوں کو ان فرشتوں کو جو موت کا پیغام لے کر آتے ہیں اور وہ کسی چیز میں زیادتی نہیں کرتے، کچھ اضافہ نہیں کرتے کسی چیز میں، جتنا خدا کہتا ہے اتنا ہی کرتے ہیں۔ "ثم ردوا الی اللہ مولاھم الحق" اب یہاں حق کے لفظ کا استعمال ہے جو میں بیان کر رہا تھا۔ پھر وہ تمام تر اس مولیٰ کی طرف لوٹائے جائیں گے جو حق ہے "لہ الحکم" اور حکم بھی اسی کا ہے "وھو اسرع الحاسبین" اور حساب میں بہت تیز ہے۔ اب مالک یوم الدین سے جو حق کا تعلق ہے یہ جوڑ کر ہمیں اپنے اعمال کی نگرانی کا حکم دیا گیا ہے کہ تم اس دنیا میں اگر بچتے ہو اپنی سزاؤں سے تو یاد رکھو قاہر کی زد سے تم بچ سکتے ہی نہیں تھے۔ یہ محض اس کا احسان ہے کہ اس کی دوسری تقدیر جاری ہوتی ہے اس کی ایک تقدیر سے بچانے کے لئے۔ لیکن یہ سلسلہ موت تک صرف چلے گا۔ جب موت آئے گی تو خدا کے بھیجے ہوؤں کی وجہ سے آئے گی۔ پھر تم "مالک یوم الدین" کے حضور پیش ہوگے۔ یہاں مالک یوم الدین کہے بغیر اس کے مضمون کو بیان فرمایا گیا۔ "مولاھم الحق"۔ مالک یوم الدین وہ ہے جو حق سے فیصلہ کرے گا۔ قرآن کریم اس مضمون کو خوب کھول رہا ہے۔ سچا ہے اور سچائی سے فیصلہ کرے گا کسی پر کوئی زیادتی نہیں ہوگی۔ اور جن فرشتوں کو بھیجا تھا ان فرشتوں کی صفات بتا رہی ہیں کہ جس خدا کے حضور جا رہے ہیں اس کی طرف سے زیادتی ہو ہی نہیں سکتی تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ایسے فرشتے بھیجتے ہیں جو اس موت کے وقت بھی ان پر کوئی زیادتی نہیں کرتے۔ جو حق ہے اس سے وہ آگے نہیں بڑھتے۔ تو جو بھیجنے والا بھیجتا ایسے ہے جو زیادتی نہیں کر سکتے اس سے زیادتی کیسے متصور ہو سکتی ہے۔ تو وہ کامل انصاف کے ساتھ فیصلہ کرے گا "لہ الحکم" حکم اس کا ہے فیصلہ اسی کا چلے گا "وھو اسرع الحاسبین" اور حساب میں بہت تیز ہے۔ مہلت زندگی تک ہے زندگی کے بعد پھر اس کو حساب میں دیر کوئی نہیں لگے گی۔

جن لوگوں نے جھوٹ کو مولیٰ بنایا ہوا ہو، دنیا میں ہر مشکل کے وقت جھوٹ کی پناہ لیتے ہوں، ہر حرص کے وقت جھوٹ کی پناہ لیتے ہوں، ہر حمد کی تمنا میں جھوٹ کی پناہ لیتے ہوں، ہر مؤاخذے سے بچنے کے لئے جھوٹ کی پناہ لیتے ہوں، جن کا اندر باہر ساری زندگی کا نظام جھوٹ پر پل رہا ہو وہ یہ کہیں کہ قیامت کے دن ہمیں حق پناہ دے گا تو یہ جھوٹ ہے، یہ بہت بڑا جھوٹ ہے

پھر وہ کامل قدرتوں رکھنے والا خدا ہے۔ وہ قاہر ہے۔ وہ قاہر کے طور پر بھی ظاہر ہوگا۔ وہ کامل حق کے طور پر بھی ظاہر ہوگا۔ اور "مولاھم الحق" میں یہ بیان فرمایا کہ اگر تم نے بچنا ہے تو حق کو مولیٰ بناؤ۔ مولیٰ کا مطلب ہوتا ہے جو والی ہو، جو بچانے والا ہو، جو تحفظ دینے والا ہو۔ تو فرمایا حق مولیٰ کی طرف جاؤ گے۔ اگر تم نے اس دنیا میں حق کو اپنا نہ بنایا اور حق سے تعلق نہ باندھا تو اس دنیا میں پھر وہ تمہارا مولیٰ نہیں بنے گا۔ اس لئے اگر بچنا ہے تو حق کو مولیٰ بناؤ گے تو بچو گے ورنہ نہیں بچ سکتے۔ جن لوگوں نے جھوٹ کو مولا بنایا ہو، دنیا میں ہر مشکل کے وقت جھوٹ کی پناہ لیتے ہوں، ہر حرص کے وقت جھوٹ کی پناہ لیتے ہوں، ہر حمد کی تمنا میں جھوٹ کی پناہ لیتے ہوں، ہر مؤاخذے سے بچنے کے لئے جھوٹ کی پناہ لیتے ہوں، جن کا اندر باہر ساری زندگی کا نظام جھوٹ پر پل رہا ہو وہ یہ کہیں کہ قیامت کے دن ہمیں حق پناہ دے گا تو یہ جھوٹ ہے، یہ بہت بڑا جھوٹ ہے۔ اور قرآن کریم اس کی مثال بھی پیش کرتا ہے۔ تو بے وقوف ایسے بھی جھوٹے ہونگے جو قیامت کے دن بھی خدا کی پناہ میں آنے کی بجائے جھوٹ کی پناہ میں بھی جانے کی کوشش کریں گے۔

لیکن چونکہ وقت ختم ہو گیا ہے اس لئے انشاء اللہ یہ بقیہ مضمون میں اگلے خطبہ میں بیان کروں گا۔ اتنا کہنا بہت کافی ہے کہ حق سے تعلق رکھے بغیر نہ اس دنیا میں کوئی کامیابی ہو سکتی ہے نہ اس دنیا میں کامیابی ہو سکتی ہے۔ لازماً ہمیں سچی جماعت کے طور پر ابھرنا ہوگا اور سچائی کو جب تک ہم ہر احمدی کے اندر اس طرح راسخ نہ کر دیں کہ اس کی فطرت ثانیہ بن جائے یا فطرت اولیٰ کی طرف وہ لوٹ آئے کیونکہ فطرت اولیٰ حق ہی تھی۔ یہ کہنا غلط ہے کہ فطرت ثانیہ بن جائے یوں کہنا بہتر ہے کہ یہاں تک کہ وہ اپنی فطرت اولیٰ، اول فطرت کی طرف لوٹ آئے اس وقت تک ہم حقیقت میں نہ اس دنیا میں کامیاب ہو سکتے ہیں نہ اس دنیا میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی طرف سے فوز عظیم عطا فرمائے۔

اب میں خطبے کے اختتام سے پہلے یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ایک بہت ہی پیارے اور مخلص فدائی واقف زندگی چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ وفات پا گئے ہیں۔ اور بہت سی خوبیوں کے مالک تھے، دل موہ لینے والی صفات تھیں اور سب سے جو زیادہ دلکش صفت تھی وہ سچائی تھی۔ بالکل سچے انسان، صاف کھرے کوئی جھوٹ کوئی ٹیڑھے پن کی رگ نہیں تھی اس شخص میں۔ تو عمر تراسی سال تھی، ایک لمبے عرصے سے کینسر کے مرض میں مبتلا تھے مگر محض اعجازی طور پر زندہ تھے اور ڈاکٹروں کو بھی کچھ سمجھ نہیں آتی تھی کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ بہت پرانی بات ہے وقف جدید میں ایک دفعہ جب میں وقف جدید میں ہوا کرتا تھا تو ایک دفعہ وہاں سے احمد نگر سے واپس آیا تو مجھے پیغام ملا کہ باجوہ صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ سوئٹزر لینڈ سے آئے ہوئے ہیں اور انہوں نے پیغام دیا ہے کہ ضرور ہمیں ملیں۔ چنانچہ میں اسی وقت لنگر خانے چلا گیا۔ وہاں ایک کمرے میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ میں نے کہا کس طرح تشریف لائے ہیں آپ دونوں اچانک۔ انہوں نے بڑے تحمل سے کوئی خوف بھی نہیں تھا کہ کس طرح آنا تھا، ہم تو مرنے کے لئے آئے ہیں یہاں۔ میں نے کہا مرنے کے لئے کیا مطلب۔ انہوں نے کہا کہ "تہانوں پتہ ای نئیں کہ ڈاکٹر نے کہا کہ چھ مہینے اندر مر جاؤ گے"۔ کہا دونوں ہی مر جاؤ گے اور کہتے ہیں ہم نے پنجابی میں بات کر رہے تھے اردو اسی کی یہ ہے کہ ڈاکٹروں نے تو ہمیں کہہ دیا ہے کہ تم مر جاؤ گے تو ہم نے کہا کہ وہاں جو مریں گے اور لاشیں اٹھوا کے یہاں لائیں گے تو کیوں نہ یہیں مریں آکے تو چھ مہینے کے لئے ریزرو کرا لیا لنگر خانے میں کمرہ اور اپنی طرف سے مرنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ اب میں نے بتایا ناں کہ موت بھی اپنے اختیار میں نہیں ہے۔ اللہ کا حکم نہیں تھا انتظار کر کے واپس چلے گئے اس کے بعد سالہا سال تک بارہا خطرات ہوئے اور اس طرح بیچ میں سے نکلے ہیں کہ ڈاکٹر حیران رہ گئے ہیں بالکل۔ اور جب میں جایا کرتا تھا تو بڑی دور بھی سفر کر کے استقبال کے لئے آتے تھے اور تیز قدموں سے چلتے تھے۔ حیرت ہوتی تھی کہ خدا نے دیکھیں کیسے ان کو اعجازی طور پر شفا بھی عطا فرمائی اور خدمت دین کی ہمت آخر وقت تک رکھی ہے۔ تو ایک تو ان کا جنازہ ہے اور ان کے ساتھ ہی کچھ اور جنازے ہونگے۔ یہ انگلستان کی مسجد کے امام بھی رہے ہیں چار سال تک۔ بہت سے ان کے کوائف درج ہیں مگر مختصر جو میں نے بتانا تھا وہی کافی ہے۔ ایک سچا، مخلص، فدائی انسان تھا۔ زندگی میں بھی زندگی بھر اللہ کی رحمتوں کا نشان بنا رہا۔ آخرت میں بھی ہمیں امید ہے بھاری اللہ تعالیٰ سے کہ رحمت ہی کا مظہر بنائے رکھے گا۔

چوہدری ناظر علی خان صاحب والد محترم خلیل احمد صاحب مبشر (امیر سیرالیون) بڑی قربانی کر رہے ہیں، بہت عمدگی سے امارت کے فرائض کو سرانجام دیا ہے۔ ان کے والد چوہدری نادر علی صاحب کی ہی خوبیاں ہیں جو دراصل اس بچے کو ایسی سعادتیں ملی ہیں۔ بہت سادہ، صاف طبیعت انسان، بے حد مخلص اور فدائی انسان۔ کوئی پیچ نہیں تھا اور نور فراست تقویٰ کی وجہ سے تھا سارا۔

مولوی صالح محمد صاحب ہمارے سلسلے کے پرانے واقف زندگی اور خدمت کرنے والے انگلستان میں بھی کچھ عرصہ رہے ہیں۔ اور غلام نبی صاحب گلکار جن کو کشمیر کی تاریخ سے ایک انمٹ تعلق ہے اور جماعت احمدیہ کے ساتھ بھی۔ حضرت مصلح موعودؓ کے ساتھ ایک عشق کا تعلق تھا بڑا گہرا، ان کی اہلیہ وفات پا گئی ہیں۔ بشریٰ بیگم صاحبہ اہلیہ قاضی مظفر احمد صاحب آف منڈی بہاؤالدین۔ شریفہ بی بی صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر کریم اللہ صاحب ضلع بہاولنگر۔ مکرم مشتاق احمد صاحب (حبیب اللہ خان صاحب پروفیسر کے داماد تھے) مکرمہ زبیدہ بیگم صاحبہ بنت مرزا عبدالغنی صاحب سابق محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان۔ مکرم والد صاحب صادق محمد طاہر آف خوشاب، یہ صادق محمد طاہر بھی اللہ کے فضل سے بڑے فدائی احمدی ہیں یہاں وقف کر کے بھی آئے ہوئے تھے اور اچھے سلسلے سے محبت کرنے والے انسان ہیں۔ ام الکرامہ یہاں کی آپ کی لجنہ کی خاتون تھیں بہت نیک، کینسر کی وجہ سے وفات ہوئی، محمد انور صاحب نام تھا ان کے میاں کا۔ اور راشدہ پروین صاحبہ ہیں اہلیہ مجید احمد خان صاحب ربوہ۔ عزیز احمد صاحب یہ ہمارے حیدر آباد کے مخلص فدائی خاندان سیٹھ محمد اعظم، سیٹھ معین الدین صاحب وغیرہ ان سے ان کا تعلق تھا اور یہ بھی بڑی خوبیوں کے مالک، مخلص فدائی انسان۔ تو ان سب کی نماز جنازہ انشاء اللہ نماز جمعہ کے معاً بعد ہوگی۔

اگر سچی ہمدردی کے ساتھ، سچے دل کی ہمدردی سے بات کی جائے تو فائدہ ہوتا ہے اور معاشرہ سنورتا ہے

MUSLIM TELEVISION AHMADIYYA

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل

MTV AHMADIYYA

(ضیاء اللہ مبشر۔ نمائندہ الفضل انٹرنیشنل۔ جاپان)

جاپان کے شہر کوبے میں زلزلہ زدگان کے لئے لگائے جانے والے احمدیہ امدادی کیمپ (۱۹ جنوری تا ۳۰ مارچ) میں جہاں خدمت خلق، محبت، پیار اور انسانی ہمدردی کے جذبوں کی بانٹ کے ساتھ ساتھ مختلف اجناس کی وافر امدادی اشیاء کے ان گنت تحائف کی تقسیم اور خدمت نے کوبے شہر کے باسیوں کے دلوں میں احمدیت کے لئے محبت بھرے جذبات اور انمٹ نقوش قائم کئے وہاں ایم۔ٹی۔اے نے بھی اسلام اور احمدیت کی حقیقی تصویر ان لوگوں کو پیش کرنے اور انکے دلوں میں گھر کر جانے میں بہت بڑا کردار ادا کیا ہے۔

کیمپ کے آغاز کے چند ہی روز بعد پارک کے کنارے ڈش انٹینا نصب کرکے کیمپ میں ٹی۔وی پر ایم۔ٹی۔اے کی نشریات دیکھنے اور سننے کا انتظام کردیا گیا تھا۔ مقامی حکومت کے متعلقہ افراد کو بھی اس کا تعارف کرادیا گیا اور قریب قریب کے دیگر رضاکاروں اور کوبے کے مکینوں کے لئے بھی اڑہائی میٹر بڑے سائز کا یہ انٹینا ازخود دلچسپی کا باعث بننے لگا۔ عام لوگوں کے علاوہ مختلف خبررساں اداروں کے نمائندگان بھی دیکھتے تو دلچسپی لیتے کیمپ آکر پوچھتے اور اس طرح ایک حد تک پریس سے رابطہ میں یہ انٹینا مددگار بنتا رہا۔

بعض لوگ تو زبان کی ناشناسی کے باوجود بہت دلچسپی سے پروگرام دیکھتے اور تلاوت کلام پاک سنتے۔ ایسے ہی ایک روز ایک پریس فوٹو گرافر، جو کچھ روز سے ہمارے ساتھ کے رضاکار کیمپ میں موجود تھے۔ ہمارے کیمپ میں آئے۔ اس وقت ٹی۔وی پر مکرم قاری محمد عاشق صاحب کی آواز میں تلاوت کلام پاک آرہی تھی۔ یہ صاحب تلاوت سنتے سنتے آنکھیں موندھ کر ایک نشہ کے سے عالم میں بالکل ساکت بیٹھے رہے۔ جب تلاوت ختم ہوئی تو پوچھنے لگے کہ یہ کیا پروگرام تھا میں نے بتایا کہ قرآن کریم کی تلاوت تھی کہنے لگے کہ میں بالکل تھکا ہوا اور کام سے نڈھال ہوکر آپ کے کیمپ میں آیا تھا لیکن اس پرسرور آواز نے تو مجھے مست کردیا ہے۔گو مجھے سمجھ تو نہیں آئی کہ کیا کہا جارہا ہے لیکن یہ سن کر میرے جسم میں ایک تازگی کی لہر سی دوڑ گئی ہے۔

اسی طرح بعض اور لوگ بھی تلاوت سن کر کیسٹ لینے کی خواہش کرتے اور زبان کی غیریت سے بےنیاز دیر تک مگن ہوکر پروگرام سے محظوظ ہوتے رہتے۔

کچھ روز بعد کوبے اور ایم ٹی اے کے براہ راست رابطے کے ذریعہ پہلے جاپانی خبریں اور پھر Kobe update کے نام سے پروگرام آنا شروع ہوگیا تو جاپانیوں کی دلچسپی تیزی سے بڑھنے لگی۔ روزانہ رات دس بجے سے پہلے بہت سے رضاکار قریب قریب سے اور بعض دور سے بھی احمدیہ کیمپ آجاتے۔ انکو پاکستانی کھانا بھی پیش کیا جاتا۔ بڑے غور اور دلچسپی سے پروگرام سنتے اور بعد میں ایم۔ٹی۔اے سے ہوتا ہوا دائرہ گفتگو مزید وسعت اختیار کرتا اور احمدیت کی عالمی برادری اور اخوت سب کے لئے تجسس اور حیرانی کا باعث بنتی۔ خاص طور پر رمضان المبارک میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ جب انتہائی شفقت سے اکثر درس سے پہلے یا آخر پر کوبے کا ذکر فرماتے اور مختلف ہدایات اور راہنمائی سے نوازتے تو بعض باتوں کا ترجمہ جاپانیوں کا بتایا جاتا تو بہت ہی متاثر ہوتے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی بابرکت ہستی میں ان کے لئے ایک کشش دکھائی دیتی تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ کی احمدیہ کیمپ کوبے میں ذاتی دلچسپی اور زلزلہ زدگان سے ہمدردی سب کے لئے بہت حیران کن اور قابل ستائش تھی۔ خاص طور پر جب حضور ایدہ اللہ نے ایک روز یہ فرمایا کہ ماں کی طرح محبت سے ان مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کرو۔ یہ بات تو جاپانیوں کو ایسی پیاری لگی کہ انکے دل احمدیت کے لئے وا ہوگئے چند ایک ایسے جاپانی دوست جو احمدیہ کیمپ سے مستقل رابطہ بنا چکے تھے اکثر اس بات کو دہراتے اور جب بھی کوئی پریس کا نمائندہ آتا اس سے حضور انور کی کیمپ میں دلچسپی، ایم۔ٹی۔اے کے ذریعہ براہ راست رابطہ اور اس نصیحت کہ "ماں کی طرح محبت سے خدمت کرو" کا ذکر ضرور کرتے۔

برلب سڑک پارک میں نصب ڈش انٹینا عام راہگیروں کے لئے بھی توجہ کا مرکز بنتا اور اکثر گذرنے والے اسے دیکھ کر کیمپ میں آتے اور پوچھتے۔ بعض اخباروں نے اسکی تصاویر شائع کیں اور ایک مشہور ٹیلی ویژن نے خاص طور پر درخواست کرکے ایم۔ٹی۔اے پر نشر ہونے والی جاپانی خبروں کی کیسٹ ہم سے لی اور اپنے ٹی۔وی پر ایم۔ٹی۔اے کا تعارف کراتے ہوئے ان جاپانی خبروں کو نمونۃً دکھایا۔ ایم۔ٹی۔اے کی یہ خبریں براہ راست ساری دنیا میں نشر ہونے کا جان کر لوگ مزید حیران ہوتے اور مزید براں مکرم عطاء المجیب راشد صاحب کی جاپانی زبان سن کر بہت حیران اور خوش ہوتے کہ سمندر پار سے بھی کوئی اجنبی ہماری زبان کو اتنے اچھے معیار سے بول سکتا ہے (فجزاہ اللہ تعالیٰ)

غرض کیمپ کے پورے عرصہ میں ڈش انٹینا اور ایم۔ٹی۔اے ایک ممتاز حیثیت سے لوگوں کی توجہ کا مرکز بنا رہا۔ جسے سب نے خوب پسند کیا اور محظوظ ہوئے۔ جب کیمپ کے اختتام پر انٹینا اتار لیا گیا تو بہت سے چہرے جو ایم۔ٹی۔اے دیکھنے کے عادی ہوچکے تھے اداس نظر آئے جیسے یہ شکوہ کر رہے ہوں کہ ایم۔ٹی۔اے دکھانے والا یہ انٹینا کیوں اتارا جارہا ہے۔

ہمارے ایک جاپانی دوست نے جو کہ خود بھی زلزلہ زدگان میں شامل تھے لیکن ہمارے ساتھ آخر تک کیمپ میں شامل رہے، ایم۔ٹی۔اے پر بڑا دلچسپ تبصرہ کیا ہے، وہ کہتے ہیں:

"مجھے یوں لگتا رہا جیسے صرف ہم ہی امام جماعت احمدیہ کو نہیں دیکھ رہے بلکہ حضور بھی ہمیں دیکھ رہے ہیں۔ اس قدر وسیع عالمگیر نیٹ ورک حیرت میں ڈال دینے والا ہے جماعت احمدیہ ۱۴۰ ممالک میں ہے لیکن ایم۔ٹی۔اے ساری دنیا میں دیکھا اور سنا جاتا ہے۔ اس قدر عظیم الشان یہ سسٹم ہے کہ اسکی تعریف کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں جب بھی کوئی مہمان ہمارے کیمپ میں آتا تھا مین گیٹ پر لگے ہوئے اس ڈش انٹینا کے بارے میں ضرور پوچھتا تھا جس کے ذریعہ ہم ایم۔ٹی۔اے دیکھتے تھے ہر فرد کی توجہ کا مرکز بنا رہا اور احمدیہ کیمپ کی کامیابی کا سہرا اگر ایم۔ٹی۔اے کے سر پر رکھا جائے تو یہ بےجا نہ ہوگا کیونکہ اسکے ذریعہ حضرت امام جماعت احمدیہ کی زبانی کیمپ کے بارہ میں ساری دنیا جاننے لگی ہے۔ مجھے تو یوں محسوس ہوتا تھا کہ اس ٹی۔وی کے ذریعہ میری نگرانی حضرت امام جماعت احمدیہ خود کر رہے ہیں۔ احمدیہ کیمپ کے غیر ملکی رضاکاروں کی نقل کرکے دوسرے لوگ کام کرنے کی جو کوشش کرتے ہیں اس میں بھی ایم۔ٹی۔اے اور اس ڈش انٹینا کا رعب شامل ہے...... جاپان میں یہ سوچا بھی نہیں جاسکتا کہ کوئی رضا کار تنظیم اس قدر مضبوط عالمی نیٹ ورک کرسکتی ہے۔"

آج کے پرآشوب دور میں جہاں ٹی۔وی اور ویڈیوز کا بےجا استعمال زمانے میں اخلاقی و روحانی انحطاط کی لہریں منتشر کر رہا ہے وہاں ایم۔ٹی۔اے کا قیام واقعی ہمارے لئے بلکہ کل عالم کے لئے ایک انعام الٰہی ہے اور یہ گرانقدر انعام واجب صدہزار شکر ہے۔ آج جہاں ہمیں خلافت احمدیہ سے قریب تر کرنے میں ایم۔ٹی۔اے بلند تر اہمیت کا حامل ہے وہاں تمام عالم کے لئے پاک و مطہر اور روحانی سرور و نشاط بخش نشریات کے لحاظ سے بھی باعث عزت و تکریم اور صدہا تحسین و آفرین کی نظروں سے دیکھا جارہا ہے۔ بچوں کی اسلامی رنگ میں تعلیم و تربیت کے لئے جو عظیم کردار ایم۔ٹی۔اے ادا کررہا ہے اس سے ہر گھرانہ عموماً اور اسلامی ممالک سے باہر بسنے والے گھرانے خصوصاً آگاہ و شکرگذار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس نعمت کی قدر شناسی اور شکرگذاری کی توفیق عطا فرماتا رہے اور ایم۔ٹی۔اے کو بابرکت تر کرتا چلا جائے اور ہم اس کی برکات سے اسکے فضل کے ساتھ ہمیشہ اپنی جھولیاں بھرتے رہیں۔

بقیہ مختصرات

☆ حدیث نبویؐ میں آتا ہے کہ "اللھم بارک لامتی فی بکورھا یوم الخمیس" سوال یہ ہے کہ جمعرات کے دن کی فضیلت کس وجہ سے ہے اور باقی دنوں میں سفر کرنا کیسا ہے؟

☆ قرآن و حدیث علم اعداد پر کیا روشنی ڈالتے ہیں اور اس علم کا Origin کیا ہے جس سے اسے اتنی قطعیت (Certainity) حاصل ہو گئی ہے؟

☆ سورہ طٰہٰ کی آیات ۱۱۹، ۱۲۰ میں چار بنیادی ضروریات کا ذکر ہے کیا اس سے یہ استدلال کیا جاسکتا ہے کہ ان چار بنیادی انسانی ضروریات کو پورا کرنا حکومت کا فرض ہے؟

☆ موجودہ اقوام متحدہ عملاً ناکام ہوچکی ہے۔ اس پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا دلچسپ تجزیہ۔

☆ آج کی دنیا میں انسانی ترقی کا انحصار، قومی یا اجتماعی معاشی خوش حالی پر ہے اور یہ تبھی ممکن ہے جب وسائل اور کاروبار کو وسیع سے وسیع تر کرتے چلے جائیں۔ قرآن اور اسلام کی رو سے معاشی اور کاروباری وسعت کہاں تک جائز ہے اور کہاں پہنچ کر یہ انسانی لالچ کا درجہ اختیار کرلیتی ہے؟

☆ سورہ جمعہ میں تمام مومنین کو نماز جمعہ کی ادائیگی کا حکم ہے اور سورہ البقرہ میں ماہ صیام کے روزوں کا حکم ہے۔ جس طرح روزے تمام مسلمانوں پر فرض ہیں اور اس میں ہر بالغ مرد اور عورت دونوں شامل ہیں۔ تو کیا وجہ ہے کہ جمعہ کی نماز ادا کرنا عورتوں پر فرض نہیں سمجھا جاتا؟

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "دابۃ الارض" سے طاعون کا کیڑا بھی مراد لیا ہے۔ اسی طرح یورپی اور امریکی اقوام میں ایک قسم کی طاعون پھیلنے کی خبر دی ہے۔ ماڈرن میڈیکل سائنس نے ایڈز Aids کو ایک قسم کی طاعون ہی قرار دیا ہے۔ ایڈز کی وجہ ایک قسم کی وائرس بیان کی جاتی ہے۔ کیا ہم اس بیماری کو بھی طاعون کی طرح "دابۃ الارض" کی ذیل میں رکھ سکتے ہیں؟

☆ ملفوظات جلد سوم میں ہے کہ خلیفہ کے لئے یہ ضروری نہیں کہ ایک قوم ضرور پہلے سے موجود ہو۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ ایک قوم کو پیدا کر کے پہلی قوم کا خلیفہ اسے قرار دیا جائے۔ سوال یہ ہے کہ کیا ایسی کوئی مثال ہے کہ خلیفہ منتخب ہو گیا ہو اور قوم موجود نہ ہو؟

☆ کیا قبر مسیح کو ثابت کرنے کے لئے جدید سائنسی ٹیکنالوجی کی مدد لینا جائز ہے؟

☆ ایک غیر از جماعت دوست نے سوال کیا ہے کہ وہ ایک غیر احمدی دوست کی وفات پر تعزیت کے لئے گئے وہاں جب دعا کے لئے سب نے ہاتھ اٹھائے تو وہاں موجود چند احمدی احباب نے ان کے ساتھ ہاتھ نہ اٹھائے۔ سوال یہ ہے کہ ایسے مواقع پر دعا کرنا کیوں جائز نہیں جبکہ کسی مرنے والے کے لئے دعا کرنا تو بہت اچھی بات ہے؟

(ع - م - ر)

جھوٹ کے خلاف جہاد ایک بہت ہی بڑا اور بنیادی جہاد ہے۔ کُل عالم میں جماعت احمدیہ کو اور ان کو جو داعی الی اللہ بننے کے دعویدار ہیں خصوصیت سے جھوٹ کے خلاف پہلے اپنے نفس میں جہاد کرنا ہے

(ہومیو پیتھی کلاس نمبر ۳۰)

لندن: سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں ہومیو پیتھک کلاس نمبر ۳۰ میں بعض ہومیو ادویہ کی خاص خاص باتیں اپنے تجربے کے حوالے سے بیان فرمائیں۔

فاسفورس (Phosphorous)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فاسفورس کا عمومی تعارف کرواتے ہوئے فرمایا یہ بہت گہرے اثر والی دوا ہے۔ یہ جھلیوں پر، غدود پر دماغ پر اور ہڈیوں کے گودے پر اثر انداز ہوتی ہے۔ کیلشیم وغیرہ جن سے ہڈیاں بنتی ہیں ان پر بھی اثرانداز ہوتی ہے۔ جہاں تک خون کا تعلق ہے اس کا تعلق سرخ نظام خون سے ہے، سیاہ سے نہیں۔ سل میں بھی کام آتی ہے مگر بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ اگر زیادہ جلدی ٹھیک کرنے کی کوشش میں اونچی پوٹینسی دے دی جائے تو یہ علاج کی بجائے مریض کو مارنے کا موجب بن سکتی ہے۔ اسی طرح دماغ کے ٹیومر میں بھی اسے احتیاط سے دیا جائے۔ کینسر میں سے ہڈیوں کے کینسر میں یہ چوٹی کی دوا ہے۔ بعض قسم کے دمہ میں اگر عام دوا سے آرام نہ آئے اور اس میں فاسفورس کی علامتیں پائی جائیں تو اس سے بھی فرق پڑتا ہے۔

فاسفورس کے مریض کی جسمانی ساخت پر بعض اوقات زیادہ زور دے دیا جاتا ہے اس سے کئی مریض فائدے سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اس میں پتلا دبلا انسان، مخروطی آرٹسٹک انگلیاں، بہت سفید رنگ، آنکھوں میں کچاپن، نازک، حساس مزاج بیان کیا جاتا ہے۔ اب افریقہ میں یہ رنگ کہاں سے ملے گا۔ پاکستان میں بھی کہیں کہیں ملے گا۔ اس لئے اس ظاہری شکل و صورت کے تعارف پر نہ جائیں بلکہ اس کے اندرونی مزاج سے اسے پہچانیں۔ فاسفورس میں آنکھ میں ریڈ سپاٹ، بلیک سپاٹ ہونا بھی ہے۔ فاسفورس ایسے اندھے پن سے بھی تعلق رکھتا ہے۔ جو وقتی صدمے سے اندھاپن ہو۔ کسی شاک Shock (صدمے) سے اندھاپن ہو تو فاسفورس کا خیال دل میں لائیں۔

نیٹرم میور سے فاسفورس مشابہت رکھتی ہے۔ یہ فاسفورس کا انٹی ڈوٹ بھی ہے اور نکس وامیکا بھی ہے۔ جلد کا جہاں تک تعلق ہے یہ خاص طور پر Boldness پیدا کرتا ہے۔ اس میں سکری بھی ملتی ہے۔ اس میں پتلے بال ہونے کا مطلب بالوں کی جڑوں کی کمزوری ہے۔ جلد میں Pigmentation کی کمی کی وجہ سے بالوں میں کمزوری آتی ہے۔ Albino Children میں فاسفورس مفید ہے۔

آنکھوں کے سامنے دھند کا احساس ہو، شعلے کی لو کے گرد سبز ہالہ، یہ اوپیم میں بھی ہے۔ اوپیم بھی آپٹک نرو (Optic Nerve) سے تعلق رکھتی ہے اور اعصاب میں فالجی کیفیت دور کرنے کے لئے دی جاتی ہے۔ درد دور کرنے، دانت درد کی شدید تکلیف میں دی جاتی ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آہستہ آہستہ بڑھنے والا اندھاپن بھی فاسفورس میں ہے جو پھر پورے طور پر اندھے پن میں تبدیل ہو جاتا ہے اور یہی علامت

ہومیو پیتھی کلاس نمبر (۳۰، ۳۱)

فاسفورس Phosphorous کے وسیع اور گہرے اثرات کا تذکرہ

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں ۸ اور ۹ اگست ۱۹۹۴ء کو سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بیان فرمودہ ارشادات کا خلاصہ

(یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

کاسٹیکم میں بھی ہے۔ آنکھ کے پردے Retina کی بیماریاں دو قسم کی ہیں۔ ایک میں سرخ اور سبز میں تمیز نہیں ہوتی ریٹنا میں دھبے دکھائی دیتے ہیں۔ سورج کو دیکھنا یا ویلڈنگ کے شعلے کو دیکھتے رہنے سے بڑی عمر میں اندھاپن پیدا ہو جاتا ہے اس کا علاج کوئی نہیں۔ جب یہ پروگریسو ہو تو اثر ہوتا ہے۔ ایسے ہی ایک کیس میں ڈاکٹروں نے مریض سے کہا کہ چھ ماہ میں بالکل اندھے ہو جاؤ گے۔ اس کو ایک ماہ کے وقفے سے مرک کور (Merc.Cor) تین دفعہ C.M. میں دی گئی۔ پھر چھ ماہ بعد پھر ایک سال کے بعد اب مریض بالکل ٹھیک ہے۔ حضور نے فرمایا یاد رکھیں تیزی سے بڑھنے والی بیماریوں میں یہ دوا C.M. میں دہرائی جا سکتی ہے۔ لیکن آہستہ آہستہ بڑھنے والی بیماریوں میں اسے نہ دوہرائیں۔ C.M. کا مطلب ہے ایک لاکھ کی طاقت۔

آپریشن کے بعد بے ہوشی سے جب آنکھ کھلے اور آنکھ کی پتلی قابو میں نہ آئے تو فاسفورس چوٹی کی دوا ہے۔ اصل میں یہ ایتھر کا اینٹی ڈوٹ ہے۔ کلوروفارم اور ایتھر جو بے ہوشی کی ادویہ ہیں ان کا اثر دور کرتی ہے۔ آپریشن کے بعد ان دواؤں کے اثر سے بعض مریضوں کو الٹیاں شروع ہو جاتی ہیں جو سرجن کو مشکل میں ڈال دیتی ہیں۔ ایسے وقت میں فاسفورس ۳۰ کی طاقت میں دیں۔

پیٹ، چھاتی اور گردن پر زرد قسم کے نشان فاسفورس کی علامت ہیں۔ یہ Pigmentation کی علامات ہیں۔ گردوں پر اس کا غیر معمولی اثر ہوتا ہے۔ تاہم جلد کا ایسا ہونا اس کی لازمی شرط نہیں۔

دانتوں سے خون جاری ہونا۔ پائیوریا میں بھی ایسا ہوتا ہے۔ مسوڑھے جواب دے جائیں، سارا منہ کچا ہوا ہو، بدبو ہو۔ اس کے لئے کئی دوائیں ہیں۔ اس میں فاسفورس کو پہچاننے کے لئے بعض علامتیں ضروری ہیں۔ اس میں بلیڈنگ سرخ ہوگی۔ فاسفورس کو منہ میں گرمی سے آرام آتا ہے۔ لیکن سر اور پیٹ کو سردی سے آرام آتا ہے۔ عموماً بلیڈنگ روکنے میں ملی فولیم کی طرح کارآمد ہے بشرطیکہ خون کا رنگ سرخ ہو۔

عورتوں کو نفاس میں ایسی بلیڈنگ ہو جو Passive ہو، بدبو نمایاں ہو تو ایسے میں فاسفورس چوٹی کی دوا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اندر سخت قسم کی انفیکشن ہے۔ بعض دفعہ زخم کی رسولیاں بھی بلیڈنگ کرتی ہیں مگر ان میں بدبو ضروری نہیں۔ فاسفورس کی بلیڈنگ میں بو نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔ مگر میں رحم کی بلیڈنگ میں فاسفورس کو شامل کر لیتا ہوں اس لئے کہ مختلف دوائیاں آزمانے کا وقت نہیں ہوتا۔ ایسے کیس میرے سامنے آئے کہ ڈاکٹروں نے کہا کہ فوراً آپریشن کروا لو۔ میں نے دوا دی تو اللہ کے فضل سے ایک ماہ میں شفا ہو گئی۔

حضور نے فرمایا ہومیو پیتھک ٹوٹکا نہیں ہے اگر صحیح علاج ہو تو اللہ کے فضل سے گہری سے گہری بیماری بھی ٹھیک ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر اثر نہ ہو تو اصرار نہ کریں۔

فاسفورس میں گلا بیٹھنا بھی ہے۔ گلا بیٹھنے کے لئے فاسفورس، کاربوویج، کاسٹیکم، بوریکس، اور آرسینک مفید دوائیں ہیں۔ تاہم اگر نزلاتی وجہ سے گلا خراب ہو تو اس کا علاج الگ ہے۔

کاربوویج کے مریض میں زیادہ شام کو گلا بیٹھتا ہے اور صبح اتنا خراب نہیں ہوتا اور فاسفورس میں بھی یہ بات پائی جاتی ہے کہ شام کو گلا بیٹھتا ہے اور صبح اتنا خراب نہیں ہوتا۔

کاسٹیکم میں صبح گلا خراب ہوتا ہے اور شام کو ٹھیک ہو جاتا ہے۔ فاسفورس اور کاربوویج میں مریض تھکتا ہے اور دن بھر کام کاج سے اس میں کمزوری آنے لگتی ہے۔ فاسفورس میں ایسی کھانسی ہے جو گلے کے زود حس ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ کھانسی سے گلے میں سوزش پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر غیر معمولی طور پر نمایاں ہو تو فاسفورس مفید ہے۔ فاسفورس میں اگر مریض نہ ہنسے اور نہ بولے تو کھانسی میں وقفہ پڑ جاتا ہے۔ لیکن ادھر ہنسی آئی اور ادھر کھانسی شروع۔ یہ خاص علامت فاسفورس کی ہے۔

اگر زود حسی سے کھانسی نہ ہو لیکن کھجلی ہو تو چوٹی کی دوا رسٹاکس (Rhus Tox) ہے۔ بعض دفعہ ایسے مریض کو ایک خوراک دیں تو کھجلی ختم ہو جاتی ہے۔ ۴، ۵ دن کے بعد اگر دوبارہ آجاتی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ یہ ایگزیمنک ہے۔ اس میں ہیپر سلف (Hepar Sulph) بھی کام کر جاتی ہے۔

فاسفورس میں غیروں کی موجودگی سے تکلیف بڑھتی ہے۔ برائیونیا کا مریض بھی پسند نہیں کرتا کہ کوئی اس کے پاس آکر بیٹھے، تاکہ بولنا نہ پڑے اور حرکت نہ کرنی پڑے۔ لیکن اس سے بیماری نہیں بڑھتی جبکہ فاسفورس میں غیروں کی موجودگی سے تکلیف بڑھتی ہے۔

اعصاب کی زیادہ زود حسی (Hyper Sensitivity of Nerves) میں اگر جوڑ ایک دم جواب دے جائیں تو یہ فاسفورس کی خاص علامت ہے۔ ہاتھوں، انگلیوں، کلائی یا پاؤں کے جوڑ اچانک جواب دے جائیں۔ مریض سوتا ہے لیکن لمبی گہری نیند نہیں سوتا بعض دفعہ پیشاب کی کثرت سے مریض جاگتے ہیں

تو فاسفورس کی ایک ہی خوراک سے آرام آجاتا ہے۔ ایسی چھوٹی چھوٹی علامتیں یاد رکھیں۔

حضور نے فرمایا شروع میں دستور بنائیں کہ دوا کو ۳۰ میں دیں۔ پھر اگر کام نہ کرے تو ۲۰۰ میں پھر ۱۰۰۰ میں اس کے بعد کوئی قوانین مرتب نہیں۔ ہومیو پیتھک تحقیق میں یہ میدان ابھی تک خالی ہے۔

حضور نے فرمایا اگر کسی زہر کے متعلق آپ نے معلوم کرنا ہو کہ ہومیو پیتھک پوٹینسی میں اس کا کیا اثر ہے تو پہلے اس زہر کا اثر ایلو پیتھک طریق میں معلوم کریں۔ وہ پتہ لگ جائے تو اس کا برعکس ہومیو پیتھی ہوگی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہر شخص کا مزاج دیکھیں اس کا کردار مختلف موسموں میں مختلف ہوگا۔ مزاج دیکھیں کہ غصے والا ہے یا نرم دل ہے، مزاجی کیفیات میں تکبر ہے یا انکسار ہے۔ ہر نمونے کے آدمی الگ الگ درج کر کے مختلف وقتوں میں پروونگ کرائی جائے۔ پروونگ کرتے وقت مریض کو یہ نہ بتائیں کہ کونسی دوا دی جا رہی ہے۔ بہت سی علامات وہم یا خیال سے پیدا ہوتی ہیں۔ بہت غیر معمولی ذہین آدمی اس کا اندازہ کر لیتا ہے خود پر بھی تجربہ کریں اوروں پر بھی کریں۔ بعض ادویہ جلد اور بعض دیر سے اثر کرتی ہیں۔

حضور نے فرمایا احمدی محققین نے ہومیو تجربات کر کے مٹیریا میڈیکا کی کمزوریوں کو دور کرنا ہے احمدی ذہین ہوتے ہیں۔ ان کی صلاحیتیں زیادہ روشن ہوتی ہیں۔ نیکی کے نتیجے میں ان کی عقلیں تیز ہوتی ہیں اور تحقیقی مزاج اللہ کے فضل سے جماعت کو میسر ہے اس لئے ضرورت ہے کہ مستقل طور پر جماعت احمدیہ میں ہومیو پیتھک ریسرچ شروع کی جائے۔

حضور نے فرمایا اگر گھن گرج سے تکلیفیں بڑھیں تو اس کا فاسفورس سے تعلق ہے۔ دمہ گھن گرج سے بڑھتا ہے۔ بعض مریضوں کو گھن گرج کا موسم شروع ہونے سے پہلے ہی تکلیف شروع ہو جاتی ہے۔ مثلاً دمہ کا مریض ہے۔ فضا میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی مگر مریض میں گھن گرج کی ساری علامات دکھائی دے رہی ہیں۔ اس سے ۸ سے ۱۲ گھنٹے کے بعد یہ موسم پیدا ہوتا ہے۔ مگر مریض کا جسم پہلے ہی رد عمل دکھا چکا ہوتا ہے۔

فاسفورس میں سیڑھیاں چڑھنے سے بھی تکلیف بڑھتی ہے۔ آرسنک، کوکا اور کاربوویج میں بھی ایسا ہوتا ہے۔ یہ بریک ڈاؤن کی علامت ہے۔

فاسفورس کا انٹی ڈوٹ نیٹرم میور اور نکس وامیکا ہے۔ اس کا ایک اینٹی ڈوٹ پوٹاشیم پرمینگنیٹ ہے۔ پوٹاشیم پرمینگنیٹ زود حسی کا علاج ہے۔ اس لئے فاسفورس کا انٹی ڈوٹ ہے۔ یہ انٹی ڈوٹ گہری مقدار میں ہوگا۔ ہومیو پیتھک ڈوز میں نہیں ہوگا۔

Kenssy
Fried
Chicken

TELEPHONE 539 3773
589 HIGH ROAD,
LEYTONESTONE,
LONDON E11 4PB

PROPRIETOR: MASOOD HAYAT

پوٹاشیم پرمینگنیٹ سے بڑا سخت نزلہ ہو جاتا ہے جو دائمی بن جاتا ہے۔ اس کا علاج فاسفورس ہے۔ فاسفورس میں Fatty Degeneration سے گردوں کا بریک ڈاؤن ہو جاتا ہے۔ دل میں چربی کا انجماد بھی فاسفورس کی علامت ہے۔ جگر اور دل پر چربی کا علاج فاسفورس ہے۔

(ہومیو پیتھی کلاس نمبر ۳۱)
(۹ اگست ۱۹۹۴ء)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جگر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ دنیا کی سب سے زیادہ خاموش فیکٹری ہے جو پانچ ہزار کیمیکلز کو کنٹرول کرتی ہے۔ اکثر ان میں سے اسے یاد رکھیں۔ فاسفورس میں آواز بیٹھتی ہے۔ کچھ فالجی علامات بھی ہیں۔ کاسٹیکم اور اس میں یہ دونوں علامات ملتی ہیں۔ ایک دفعہ ایک مریض گلے کے کینسر سے بے ہوش ہو گیا۔ سارا چہرہ پھول گیا۔ ڈاکٹروں نے کہا کہ آج شام اس کا خاتمہ ہے۔ میں نے اسے فاسفورس دی۔ رات تک چہرے کی ورم ہٹ گئی۔ پہلی دفعہ اس نے کچھ مانگ کر پیا۔ اس کا زخم بہت گہرا تھا وہ کھل گیا۔ پتہ لگا کہ کینسر آرپار ہو چکا ہے لیکن مریض پرسکون ہو گیا۔ اور موت کے وقت تک پرسکون رہا۔ اب موت کا تو کوئی علاج نہیں ورنہ ساری دنیا زندہ رہتی۔ ہومیو میں یہ فائدہ ہے کہ مریض کو بعض کیسز میں بہت پرسکون کر دیتا ہے۔

فاسفورس میں بعض دفعہ عضلات ڈھیلے اور لٹکے ہوئے ہوتے ہیں لیکن زیادہ تر یہ کاسٹیکم کی علامت ہے۔ کاسٹیکم اور فاسفورس کی بعض علامتیں ملتی ہیں اور بعض علامتیں ملنے کے باوجود دونوں ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔ اس لئے اس بات کو اچھی طرح یاد رکھیں کہ فاسفورس کے بعد کاسٹیکم نہیں دینی چاہئے اور کاسٹیکم کے بعد فاسفورس نہیں دینی چاہئے۔ اگر دینا پڑے تو بیچ میں کوئی انٹی ڈوٹ دیں۔

حضور نے فرمایا کہ عضلات کا ڈھیلا ہونا یہ فاسفورس اور کاسٹیکم دونوں میں مشترک ہے۔ اور کاسٹیکم کو بعض لوگ Calc. Flour کی طرح پیچ کس دوا کہتے ہیں کہ ڈھیلے عضلات کو کسنے کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ ہرنیا میں ایسا ہوتا ہے۔ ریڑھ کی ہڈی کے ارد گرد بھی ایسا ہوتا ہے اگر دوسری علامات ملتی ہوں تو یہ دوا مؤثر ہے۔

فاسفورس کی ایک اور علامت رسٹاکس اور برائیونیا سے مشابہ ہے۔ ابتدائی حرکت میں تکلیف اور پھر آرام ہو جاتا ہے۔ رسٹاکس میں لیٹنے سے تکلیف بڑھتی ہے لیکن ابتدائی حرکت میں بھی تکلیف ہوتی ہے۔

Rhumatism کے درد کی عمومی سختی (Stifness) میں فاسفورس اچھی دوا ہے۔ حضور نے فرمایا اس میں جو میں نے ایک Combination بنایا ہوا ہے وہ میں آج آپ کو بتا دیتا ہوں۔ دو سیٹ ہیں سیٹ نمبر ایک بائیں طرف کی تکلیف کے لئے ہے۔

آرنیکا، لیکسز اور لیڈم ۲۰۰

لمبے گہرے جوڑوں کے درد سے نبٹنے میں یہ تینوں دوائیں مل کر بہت مؤثر کام کرتی ہیں۔ اس دوا کا دوہرایا جانا ضروری ہے۔ جوڑوں کے درد Rhumatism میں صبح شام یا دن میں تین دفعہ بھی دیں۔ مہینہ بھر کے بعد دو ہفتے کے وقفے سے اور پھر تین ہفتے کے وقفے سے دیں۔

دوسرا سیٹ اگر دائیں طرف رجحان ہو اور چوٹوں کا اثر بھی ہو مثلاً کھلاڑیوں کی پرانی چوٹیں جاگنے سے جو تکلیف بڑھتی ہے اس میں:

آرنیکا، برائیونیا اور کاسٹیکم ۲۰۰

بہت اچھا کام کرتی ہے۔

لیڈم نیچے سے اوپر کی حرکت کی بیماری میں اور برائیونیا اوپر سے نیچے کی حرکت میں کام کرتی ہے۔ یہ دونوں متضاد ہیں اس لئے ان کو کبھی اکٹھا نہیں کیا جاتا۔ لیکن آرنیکا اور لیکسز دونوں میں اوپر سے نیچے کی حرکت کا ذکر نہیں۔ کاسٹیکم میں بھی عموماً اوپر سے نیچے ہے۔

فاسفورس کے مریض میں مرض اجنبی لوگوں کے آنے سے بڑھ جاتی ہے۔ تاہم اس میں یہ تضاد ہے کہ اکیلے پن سے بعض اور مرضیں بڑھتی ہیں۔ فاسفورس کا مریض تنہائی میں توہمات اور اندیشوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ بعض جوڑوں کی درد میں مالش سے تکلیف بڑھتی ہے لیکن اس کی تکلیف میں مالش سے فائدہ ہوتا ہے۔

حضور نے فرمایا اعصاب کی رگوں کا مزاج کینسر سے ملتا جلتا ہے۔ اعصابی رگوں کے ساتھ بھی بہت نرم برتاؤ ہونا چاہئے۔ بعض اوقات بہت سخت بیماریاں بن جاتی ہیں Inflamation کے ٹھیک کرنے کے لئے سکون ضروری ہے۔ چونکہ انفلیمیشن کا احساس ریشوں کے ساتھ تعلق ہے اس لئے ہر وقت کی پریشانی لگی رہتی ہے اس لئے یہ احتیاط بہت لازمی ہے کہ اعصابی ریشوں سے تعلق رکھنے والی درد میں مالشیں نہ کی جائیں۔

کالی کارب میں یہ عجیب بات ہے کہ مریض کو ہلکا سا ہاتھ لگائیں تو مریض تڑپ اٹھے گا۔ لیکن زور سے دبائیں تو اس کو تکلیف نہ ہوگی، دبانے اور مساج سے آرام آئے گا۔ فاسفورس میں بھی یہی ہے کہ دبانے اور مساج سے آرام آئے گا۔ یہ بھی لکھا ہے کہ سورج غروب ہونے کی اداسی میں فاسفورس مؤثر ہے۔ اس میں ہذیان اور ہسٹیریا نمایاں ہے۔ سر پھولنے کی بیماری میں بھی یہ مفید ہے یہ مرض دماغ کے پانی کے رستے بند ہونے سے عموماً بچوں کو ہوتا ہے۔ بچپن میں اس کا جلد علاج ہونا چاہئے اور سلیشیا اس کی بہترین دوا ہے۔ لیٹ ہو جائے تو سلیشیا علاج نہیں کرتی۔ اگر اونچی طاقت میں دینے کی کوشش کریں گے تو بچہ مر جائے گا اس میں کلکیریا کارب بہتر ہے۔ ایپوسائینم بھی فائدہ مند ہے۔ اوزاپیس بھی لیکن یہ صرف عارضی دوائیں ہیں مستقل علاج کے لئے کلکیریا کارب اور فاسفورس مؤثر ہیں۔

فاسفورس نوریلجیا کی چوٹی کی دوا ہے۔ چہرے کے نوریلجیا میں تین دوائیں مؤثر ہیں:

سپائی جیلیا (Spigelia)
سلیشیا Silicea
فاسفورس Phosphorus

نوریلجیا میں فاسفورس میں سردی سے شدت اور گرمی سے آرام ہے۔ نوریلجیا میں سلیشیا کا مزاج عموماً دائیں طرف ہے۔ سپائی جیلیا میں بائیں طرف ہے یہ نمایاں علامات ہیں۔ سلیشیا کے ساتھ میگ فاس (Mag.Phos) ضرور دیں اور فاسفورس اکیلا اتنا اچھا کام نہیں کرتا جتنا کالی فاس کے ساتھ مل کر کرتا ہے۔ کالی فاس ۶× میں اعصابی ریشوں کی چوٹی کی دوا ہے لیکن صحیح تشخص ضروری ہے۔

حضور نے فرمایا کہ ایک شخص تھا جس کے Sperm میں شدید کمزوری تھی۔ ڈاکٹروں کا کہنا تھا کہ اتنا Low Count تھا کہ Sperm حرکت نہیں کرتے تھے۔ کہا گیا کہ اس کے ذریعے بچہ ہونا ممکن ہی نہیں اس کا علاج کیا تو اس کو اولاد مل گئی۔ معلوم ہوا کہ کاؤنٹ ہائی ہو گیا ہے۔ اس کیس میں کالی فاس (Kali Phos C.M.) دی تھی۔ تاہم ہر کیس میں یہ کام نہیں کرتی۔ Sperms کا دوبارہ زندہ ہونا اتنا ہی ممکن ہے جتنا Nerves کا مرنے کے بعد زندہ ہونا۔ بعض فالجی مادوں کے نیچے اترنے سے Nerves مر جاتی ہیں۔ کن پیڑے یا ٹائیفائیڈ دب جائیں، ٹھیک نہ ہوں، انتقال نیچے کی طرف ہو جائے تو ان جگہوں پر جہاں تولیدی جراثیم بن رہے ہوں وہ ان ذرات کو مار دیتے ہیں اور بعض دفعہ Damage کرتے ہیں۔ اگر مر جائیں تو پھر تو کوئی علاج نہیں لیکن اگر صرف Damage ہوا ہو تو ایسے معاملات میں کالی فاس اونچی طاقت میں دیں۔ کالی فاس میں نیم مردہ کو طاقت دینے کی صلاحیت ہے۔ فاسفورس بھی اس میں مفید ہو سکتا ہے۔ حضور نے فرمایا منہ کی دواؤں میں فاسفورس اہم دوا ہے۔ مسوڑھے کا بریک ڈاؤن ہو جائے۔ Passive بدبودار سرخ بلیڈنگ Bleeding ہو ایسے جیسے نفاس میں ہوتی ہے۔ تھوڑی تھوڑی بدبودار اور سرخ، اس میں فاسفورس بہت مؤثر ہے۔

فاسفورس میں خالی پیٹ میں تکالیف بڑھتی ہیں۔ عورتوں میں بانجھ پن اور مردوں میں کمزوری میں بھی فاسفورس مؤثر دوا ہے۔ اعصاب میں زود حسی کی وجہ سے مردوں میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔ زود حسی مردوں اور عورتوں کے بانجھ پن کی وجہ کیوں ہے؟ بات یہ ہے کہ اعصاب کی زود حسی براہ راست بانجھ نہیں بناتی بلکہ زود حسی کے نتیجے میں جب فولیکل یا اووم بن رہے ہوتے ہیں تو کچا پھینکنے لگتے ہیں۔ جن میں Fertilize ہونے کی صلاحیت نہیں ہوتی۔ اس میں فاسفورس کو نظر انداز نہ کریں۔ فاسفورس اور کالی فاس اس میں مؤثر ہیں۔ فاسفورس کے موکوں میں وہ جو کٹے پھٹے ہوں جیسے ساحل کٹے پھٹے ہوتے ہیں، بلیڈنگ بھی ہو تو یہ فاسفورس کی علامت ہے۔

چندہ نادہند اور بے شرح ادا کرنے والے

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بشارت سپین میں اپنے ایک خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ ستمبر ۱۹۸۲ء میں چندہ نادہند اور بے شرح ادا کرنے والے احباب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"ایسے احمدی ہیں جو ایک آنہ بھی چندہ نہیں دے رہے۔ دنیا کے لحاظ سے ان کی کایا پلٹ چکی ہے، وہ اور ماحول میں بسا کرتے تھے کسی وقت، اب اور ماحول میں پہنچ چکے ہیں۔ کوئی نسبت ہی نہیں خدا تعالیٰ کے ظاہری فضلوں کے ساتھ اس زندگی کو جو وہ پہلے بسر کرتے تھے۔ مگر کلیتاً ان فضلوں کو بھلا کو وہ خدا تعالیٰ کے دین کی ضرورتوں سے غافل ہو کر محض اپنی ضرورتوں اور ان کے پورا کرنے کی فکر میں سرگرداں ہیں...... جن کو خدا تعالیٰ نے بہت کچھ دیا لیکن مقابل پر بہت تھوڑا پیش کرتے ہیں۔ وہ پیش نہیں کرتے جس سے ان کو محبت ہے۔ وہ پیش کرتے ہیں جو وہ زائد از ضرورت سمجھ کر پھینک سکتے ہیں۔

قرآن کریم تو فرماتا ہے "لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون" کہ ہرگز تم نیکی کو نہیں پاسکو گے جب تک کہ وہ کچھ خرچ نہیں کرو گے جس سے تمہیں محبت ہو۔ تم تو خدا کی راہ میں وہ دے رہے ہو جس سے تمہیں محبت نہیں۔ وہ زائد چیز ہے جو تم پھینک بھی سکتے ہو۔ تمہیں کوئی فرق نہیں پڑتا اس سے۔ تمہارے روزمرہ کے دستور پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا اس لئے اس کو کیوں ضائع کرتے ہو۔ اگر قربانی کی توفیق نہیں تو چھوڑ دو اس راہ کو لیکن خدا سے سچائی کا معاملہ کرو، تب وہ تم سے سچائی کا معاملہ کرے گا، رجوع برحمت ہوگا۔ پھر رزاق سے ڈرنا، رزاق کو دیتے ہوئے ڈرنا، اس سے بڑی بے وقوفی کوئی نہیں"۔

(ایڈیشنل وکالت مال - لندن)

The Hahnemann College of Homoeopathy
Recognised and officiated to The U.K. Homoeopathic Medical Association
The Hahnemann College of Homoeopathy offer a Professional Diploma Course in Homoeopathic Medicine. The Course is three year part time study. Leading to the D.'Hom. Med. Qualification. The Course is open all who have a strong desire to help and heal the sick. Courses commance September 1995 - **London and Birmingham**.
For **FREE PROSPECTUS** apply to: The Secretary, Hahnemann College, 164 Ballards Road, Dagenham, Essex RM10 9AB.
Tel: 0181-984 9240 (9am to 5pm)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ - محمود احمد ملک)

جماعت احمدیہ کی مختلف شاخوں اور ذیلی تنظیموں طرف سے شائع ہونے والے رسائل کے اہم مضامین اور خبروں کو قارئین کی دلچسپی اور ریفرنس کے لئے اس کالم میں پیش کیا جاتا ہے۔

★★حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام "براہین احمدیہ" کی اشاعت کے ہر مرحلہ کی نگرانی ذاتی طور پر فرمایا کرتے۔ پروف پر نظر ثانی کے لئے کئی کئی روز امرتسر میں قیام فرماتے اور اگر کچھ ڈاک سے بھجوانا ہوتا تو رجسٹری کرواتے۔ براہین احمدیہ کی طباعت کا انتظام حضورؑ نے پادری رجب علی کے مطبع سفیر ہند میں فرمایا کیونکہ اختلاف مذہب کے باوجود پادری موصوف کو دلی شغف تھا کہ کام کی عمدگی اور خوبی میں کوئی کسر نہ رہ جائے اور حضرت اقدسؑ کا منشاء بھی یہی تھا براہین احمدیہ کا حصہ اول پادری صاحب کے پریس میں چھپا لیکن حصہ دوم و سوم ایک اور پریس "ریاض ہند" میں طبع ہوئے گو نام "سفیر ہند" کا لکھا گیا اور اس کے بعد چونکہ پادری صاحب پیشگی روپیہ لینے کے باوجود روپے کا مزید مطالبہ کرنے اور کام کو معرض التواء میں ڈالنے لگے اس لئے حضورؑ نے آئندہ "ریاض ہند" کو ہی طباعت کا کام دینا شروع کیا جس کے پرنٹر حضرت شیخ نور احمد صاحبؓ تھے۔ روزنامہ "الفضل" ۱۴ جون کے پرچہ میں تاریخ احمدیت کا یہ حصہ شائع ہوا ہے۔ حضرت شیخ نور احمد صاحب کا تعلق میرٹھ سے تھا۔ آپؓ نے ایک مختصر رسالہ جس کا نام "نور احمد" ہے میں اپنے حالات لکھے ہیں۔ قادیان کا پہلا پریس "ریاض ہند" لگانے کا شرف ۱۸۹۲ء میں ان کو ہی حاصل ہوا۔ اس ۴۸ صفحات کی کتاب کا مختصر تعارف "الفضل" ربوہ ۲۹ جون کی زینت ہے۔

★★مولوی خلیل الرحمن صاحب ۱۳ جون ۱۹۱۳ء کو درگئی (خوست۔ افغانستان) میں پیدا ہوئے۔ جو سید گاہ (حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہیدؓ کے گاؤں) سے چند میل کی مسافت پر تھا۔ ۱۹۱۸ء میں انکے والد نقل مکانی کرکے قادیان آگئے۔ آپ ۳۶ء میں تعلیم الاسلام ہائی سکول کے مدرس ہوئے۔ ۴۷ء سے ۵۰ء تک کشمیر کے محاذ پر بھی خدمات انجام دیں اور حکومت پاکستان نے بہادری کے اعتراف میں تمغہ دیا۔ بہت دعاگو اور تبلیغ کے شیدائی تھے۔ انکا ذکر خیر انکے بیٹے ڈاکٹر حمیدالرحمن صاحب نے تحریر کیا ہے جو ۱۷ جون کے روزنامہ "الفضل" میں شائع ہوا۔

★★شہید احمدیت محترم چودھری عبدالرزاق صاحب، امیر ضلع نوابشاہ تھے جن کا ذکر خیر محترم انور ندیم علوی صاحب کے قلم سے "الفضل" ربوہ ۱۷ جون میں شائع ہوا ہے۔ محترم چودھری عبدالرزاق صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کی ہدایت پر ۲۷ روپے کے قلیل سرمائے سے سندھ میں کاروبار شروع کیا اور آپکی شہادت کے وقت یہی کاروبار کروڑوں کی سرحد کو چھو رہا تھا لیکن طبیعت میں انتہائی سادگی تھی۔ خدا کی راہ میں فراخ دلی سے خرچ کرتے۔ دعاگو اور خدمت خلق کے جذبہ سے لبریز تھے۔ آپکی شہادت پر اپنوں کے علاوہ غیر بھی دھاڑیں مار کر روئے اور بلا امتیاز خدمت کرنے والے اس شہید کو خراج عقیدت پیش کیا۔

★★اسی شمارے میں "معاشرہ میں عورت کے کردار" کے موضوع پر ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ رقمطراز ہیں کہ آجکی بہو کل کی ساس ہے۔ اگر آج کوئی اچھی بہو نہیں ہے تو کل کبھی بھی اچھی ساس نہیں بنے گی۔ زمانہ سودخور ہے جہاں ہر چیز اضافہ کے ساتھ واپس ملے گی پس اچھائی دوگی تو اچھائی اضافے کے ساتھ ملے گی، برائی دوگی تو برائی ملے گی۔

★★جماعت احمدیہ کے پہلے ناظر مال حضرت مولوی عبدالمغنی صاحب تھے جو ۱۸۸۵ء میں پیدا ہوئے اور خلافت اولیٰ کے دور میں قبول احمدیت کی توفیق پائی۔ ۱۹۱۲ء میں قادیان آگئے اور تعلیم الاسلام سکول میں سائنس کے استاد مقرر ہوئے۔ ۱۹۱۹ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے آپکو ناظر مال مقرر فرمایا۔ آپ نے وکیل التبشیر اور ناظر تبلیغ کے طور بھی خدمات سرانجام دیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ایک موقعہ پر آپکی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ سلسلہ کے بوجھ اور تفکرات کی وجہ سے قبل از وقت بوڑھے ہوگئے ہیں۔ ۱۹۵۵ء میں جب حضورؓ دورہ یورپ پر تھے، حضرت مولوی صاحب کی وفات ہوئی۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے آپکا جنازہ پڑھایا اور قبر تیار ہونے پر دعا کروائی اور ایک مضمون حضرت مولوی صاحب کی خدمات کو سراہتے ہوئے تحریر فرمایا جو ۱۶ ستمبر ۵۵ء کے "الفضل" میں شائع ہوا اور اسی مضمون کے حوالے سے محترم عبدالستار خان صاحب نے جو مختصر مضمون لکھا ہے وہ "الفضل" ربوہ کی ۱۹ جون کی اشاعت میں شامل ہے۔

★★اسی اشاعت میں جناب سعود خان صاحب کے مضمون میں "ڈاکٹر بلائیڈن آف لائبیریا" کو خراج تحسین پیش کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر بلائیڈن کو غانا کے پہلے وزیر اعظم کوامی انکروما نے جدید افریقہ کا دانشوری کا باپ قرار دیا تھا۔ انکی کتاب Christianity,Islam and Negro Race کے بارے میں مسٹر کروما نے کہا کہ باوجود عیسائی ہونے کے بلائیڈن یہ سمجھتے تھے کہ افریقیوں کو عیسائیت سے زیادہ اسلام کا ممنون ہونا چاہئے اور یہ کتاب اگر نہ لکھی جاتی تو افریقیوں میں نہ علم و دانش کا احساس پیدا ہوتا اور نہ ان میں قومیت کا احساس جاگزیں ہوتا... ڈاکٹر بلائیڈن ۱۸۳۲ء میں برٹش کالونی سینٹ تھامس میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد امریکہ گئے لیکن سیاہ فام ہونے کے باعث کسی اعلیٰ تعلیمی ادارے میں داخلہ نہ لے سکے چنانچہ لائبیریا چلے گئے جو ایسے غلاموں کی آبادکاری کی جگہ تھی جو امریکہ سے واپس بھجوائے گئے تھے۔ ایسی ہی ایک کالونی "فری ٹاؤن" کے نام سے سیرالیون میں بھی قائم کی گئی تھی۔ بلائیڈن صرف ۲۰ سال کی عمر میں "لائبیرین ہیرالڈ" کے ایڈیٹر بن گئے۔ نیز ساتھ ساتھ انہوں نے تعلیم بھی ایک ادارہ میں جاری رکھی جہاں بعد ازاں وہ استاد اور پھر منتظم اعلیٰ بنائے گئے۔ وہ اپنے ملک کی طرف سے برطانیہ سمیت کئی ممالک میں سفیر بھی رہے اور لائبیریا میں کئی عہدوں پر وزیر بھی۔ اسی دوران انہیں احساس ہوا کہ یورپ و امریکہ کا یہ پراپیگنڈہ کہ افریقہ کا کوئی تاریخی ورثہ نہیں ہے خودغرضانہ ہے۔ عربی زبان سے شناسائی کے ساتھ اس بات کا شدت سے احساس ہوا چنانچہ انہوں نے مصر، شام اور دیگر عرب ممالک کے دورے کئے اور لائبیریا کالج میں عربی زبان کی تعلیم کا آغاز کیا۔ ان کے اس ذوق کی وجہ سے انکے مسلمان دوستوں نے انکو باوجود عیسائی ہونے کے عبدالکریم کے نام سے مشہور کردیا۔ ڈاکٹر بلائیڈن نے اسلام اور عیسائیت کے تقابلی جائزہ سے یہ محسوس کیا کہ عیسائیت کی تعلیم انسانوں میں محبت اور مساوات کی فضا پیدا نہیں کرسکی جبکہ اسلام جہاں بھی گیا وہاں عدل و انصاف پر زور دیا گیا۔ ڈاکٹر بلائیڈن کی مذکورہ کتاب دراصل ان کے بعض خطابات کا مجموعہ ہے جن میں انہوں نے واضح کیا ہے کہ عیسائیت نے افریقیوں کو غلام بنائے رکھنے کے لئے یورپ کے مفادات کا تحفظ کیا جبکہ اسلام نے اس کے برعکس انسانی وقار کا احساس پیدا کیا۔

★★محترم شریف خالد صاحب کے قلم سے "الفضل" ربوہ، ۲۰ جون میں ایک مختصر مضمون محترم پروفیسر ڈاکٹر نصیر احمد خان صاحب کے بارے میں شائع ہوا ہے۔ محترم ڈاکٹر صاحب مرحوم فزکس میں ایم ایس سی کرنے کے بعد فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں متعین ہوئے لیکن تقسیم ہند کے بعد حضرت مرزا ناصر احمد صاحب پرنسپل تعلیم الاسلام کالج کی خواہش پر کالج میں استاد مقرر کئے گئے۔ کالج ربوہ آنے پر آپ یونین کے صدر بھی تھے اور آپکی راہنمائی میں کالج نے بین الکلیاتی مناظروں میں نمایاں مقام پیدا کیا۔ آپ ہی نے ربوہ اور کالج میں باسکٹ بال متعارف کروایا جہاں سے قومی سطح پر نامور کھلاڑی پیدا ہوئے۔ آپکا ایک کارنامہ کالج میں ایم ایس سی کلاسز کا اجراء ہے۔ نہایت کم سرمایہ کے ساتھ بھرپور ذاتی محنت سے آپ اس میدان میں بھی کالج کو پنجاب بھر میں پہلے نمبر پر لے آئے۔ آپ بشاش، خوش رو اور خوش خو تھے۔ اچھے شاعر تھے اور اس طرح سائنس اور آرٹس کا سنگم تھے جو ایک وسیع ذہن کی علامت ہے۔

★★سوئٹزرلینڈ مشن زیورک سے جرمن زبان میں "احمدیہ گزٹ" شائع کرتا ہے جسکے جون ۹۵ء کے شمارہ میں احمدیوں پر پاکستان میں مظالم کی بعض خبریں اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے مختلف خطبات۔جمعہ کا خلاصہ شائع ہوا ہے۔

★★سوئٹزرلینڈ اور جرمن مشن کے جرمن زبان میں شائع ہونے والے مشترکہ رسالہ Der Islam کا بھی جون کا شمارہ موصول ہوا ہے جو نہ صرف گیٹ اپ بلکہ مواد کے لحاظ سے بھی عمدہ پیشکش ہے۔ اس اشاعت میں محترم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب کا دوسری عالمی جنگ کے اختتام پر ۵۰ سال کے بعد فلسفیانہ مذہبی افکار کے بارے میں مضمون شامل ہے۔ حضور انور کے خطبہ۔جمعہ فرمودہ ۱۳ جنوری کا ترجمہ اور مغربی ممالک کے سکولوں میں اسلام کے بارے میں پڑھائے جانے والے مواد کے بارے میں محترم یحیٰ حسن باجوہ کا مضمون بھی اسی اشاعت میں شامل ہے۔ اسی طرح محترم شیخ ناصر احمد صاحب کا مضمون اسلام میں جہاد سے متعلق بھی شائع ہوا۔

★★انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹیکٹس اینڈ انجینئرز نے (جس کے پیٹرن محترم چودھری حمیداللہ صاحب ہیں) ۱۹۹۴ء-۹۵ کا سالانہ ٹیکنیکل میگزین شائع کیا ہے۔ چیئرمین محترم افتخار علی قریشی صاحب کی طرف سے گذشتہ سال کی کارگزاری کی رپورٹ کے مطابق ۲۸ نئے اراکین کی شمولیت کے ساتھ ایسوسی ایشن کے کل اراکین کی تعداد ۲۷۴ ہوگئی ہے۔ ایسوسی ایشن کے سالانہ کنونشن کی رپورٹ مرتبہ اطہر نوید کے علاوہ کئی دلچسپ مضامین بھی شائع ہوئے ہیں، "مسجد نبوی کی وسعت" از محترم محمود مجیب اصغر صاحب "قرآن اور انجینئرنگ" از محترم مرزا مقصود صاحب "ہمالیہ" از محترم منیر احمد فرخ صاحب وغیرہ۔ تمام مضامین ٹھوس اعداد و شمار اور دلچسپ معلومات کے حامل ہیں۔ مجموعی طور پر یہ ایک نہایت عمدہ پیشکش ہے۔

★★مجلس انصاراللہ پاکستان کا ماہنامہ "انصاراللہ"، مئی ۹۵ء موصول ہوا ہے جو خلافت نمبر ہے۔ اس رسالہ میں دیگر مضامین کے علاوہ حضرت چودھری محمد ظفراللہ خان صاحب کی وہ تقریر بھی شائع ہوئی ہے جو انہوں نے جلسہ سالانہ ۷۹ء کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی سیرت کے موضوع پر کی تھی۔

★★ماہنامہ "انصاراللہ" کے جون کے شمارے میں بہت سے علمی مضامین شامل ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے مسند خلافت پر ۱۷ سال کا ایک مختصر جائزہ محترم حبیب الرحمن زیروی صاحب نے مرتب کیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ آسمانی پیشگوئیوں کے حامل وجود تھے۔ زمام خلافت سنبھالنے سے قبل آپؒ نے سلسلہ کی عظیم الشان خدمات سرانجام دیں، خدام الاحمدیہ کے صدر، جامعہ احمدیہ اور پھر کالج کے پرنسپل، افسر جلسہ سالانہ، انصاراللہ کے صدر اور صدر انجمن احمدیہ کے صدر رہنے کے علاوہ حفاظت مرکز اور تحریک آزادی کشمیر میں نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ آپکے مبارک دور میں بہت سی تعلیمی، تربیتی، مالی اور علمی تحریکات کا آغاز ہوا مثلاً فضل عمر فاؤنڈیشن، وقف عارضی، تعلیم القرآن، تحریک جدید دفتر سوم، وقف جدید دفتر اطفال، وقف بعد از ریٹائرمنٹ، مجالس موصیان کا قیام، اتحاد بین المسلمین، نصرت جہاں سکیم اور صدسالہ جوبلی کی عظیم تحریک۔ آپکے دور میں مسجد اقصیٰ ربوہ کی تعمیر کے علاوہ لائبریری کی جدید عمارت، احمدیہ بکڈپو اور "موسع مکانک" کے تحت متعدد گیسٹ ہاؤسز تعمیر ہوئے۔ خلافت ثالثہ کے دور میں ۱۹۷۴ء کا پرآشوب دور بھی آیا جب آپؒ نے نہایت حوصلہ اور شجاعت سے جماعت کی راہنمائی کی اور قومی اسمبلی میں جماعت احمدیہ کے وفد کی قیادت کی۔ آپکے دور میں اشاعت قرآن کا عظیم الشان منصوبہ تیار کیا گیا اور عمل شروع ہوا۔ انٹرنیشنل ایسوایشن آف احمدی آرکیٹیکٹس اینڈ انجینئرز اور احمدیہ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کا قیام اسی طرح خیل للرحمن کلب اور گھڑدوڑ ٹورنامنٹ کا اجراء بھی آپکے دور میں ہوا۔ آپؒ ہی کے دور میں حضرت مسیح موعودؑ کا الہام "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے" پہلی مرتبہ پورا ہوا اور ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے نوبل پرائز لے کر اس پیشگوئی کو پورا کیا کہ میرے فرقہ کے لوگ اسقدر علم و معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی وجہ سے سب کا منہ بند کردیں گے۔

آئندہ کالم میں بھی ہم اس رسالہ کے باقی مضامین کا جائزہ لیں گے۔

فری آئی کیمپ۔ احمدیہ ہسپتال اسکورے

گھانا (نمائندہ الفضل) اللہ تعالیٰ کے فضل سے صحت کے شعبہ میں جماعت احمدیہ کو گھانا میں ایک لمبے عرصہ سے غریب انسانیت کی گرانقدر خدمت کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ عام طور پر احمدیہ ہسپتالوں میں آؤٹ ڈور کے علاوہ کچھ قسم کے اپریشن کئے جاتے رہے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات کے مطابق مکرم ڈاکٹر میجر جنرل نسیم احمد صاحب کو یہ توفیق ملی ہے کہ وہ گھانا میں فری آئی کیمپ لگائیں۔ مکرم ڈاکٹر میجر جنرل (ریٹائرڈ) نسیم احمد صاحب کی پہلی دفعہ گھانا تشریف آوری سے قبل اسکورے ہسپتال کے چیف میڈیکل آفیسر ڈاکٹر سید تاثیر مجتبیٰ صاحب ۱۹۹۲ء میں جب پاکستان تشریف لے گئے تو انہیں مکرم ڈاکٹر صاحب موصوف کے ساتھ آئی کلینک میں کچھ عرصہ کام کرنے کا موقع ملا۔ یہ ان کی اس دیرینہ خواہش کی تکمیل کے ضمن میں تھا کہ اسکورے ہسپتال میں ایک Eye Care Centre قائم ہونا چاہئے۔ بلکہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۱۹۸۸ء میں گھانا کے دورہ کے دوران اسکورے تشریف لے گئے تو وہاں کے لوگوں اور چیف نے حضور سے درخواست کی کہ اس ہسپتال میں Eye Unit قائم ہونا چاہئے۔ چنانچہ محترم ڈاکٹر میجر جنرل نسیم احمد صاحب پہلی دفعہ جولائی ۱۹۹۳ء میں گھانا تشریف لائے اور اسکورے میں دو ہفتے کا فری آئی کیمپ لگایا جس کے دوران ۱۰۳ اپریشن کئے گئے اور تقریباً تین ہزار مریضوں کو دیکھا گیا۔

اس آئی کیمپ کے بعد اسکورے ہسپتال میں مستقل طور پر Eye Care Centre کا قیام عمل میں آیا اور باقاعدگی سے علاوہ اور امراض کے آنکھوں کا علاج بھی کیا جانے لگا۔ امسال مکرم ڈاکٹر میجر جنرل (ریٹائرڈ) نسیم احمد صاحب ماہ اپریل میں دوبارہ فری آئی کیمپ کے سلسلہ میں گھانا تشریف لائے اور دو ہفتے کا کیمپ لگایا۔ اس دفعہ انکی اہلیہ صاحبہ کے علاوہ ایک تھیٹر اسسٹنٹ مکرم محمد حفیظ صاحب کو بھی ساتھ لائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ فری آئی کیمپ بہت کامیاب رہا جس میں کئی اہم نوعیت کے اپریشن بھی کئے گئے۔ پہلے کیمپ کی طرح اس کیمپ میں بھی مریضوں کو مفت عینکیں فراہم کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال ۹۵ اپریشن کئے گئے اور ۱۲۰۰ مریضوں کی آنکھوں کا ویسے علاج کیا گیا۔ کیمپ کے دوران وہاں آنے والے مریضوں اور انکے رشتہ داروں نے جماعت احمدیہ کی خدمات کو بہت سراہا۔

اس کیمپ میں نہ صرف گھانا کے مریض علاج کے لئے آئے بلکہ گھانا کے ہمسایہ ممالک سے بھی مریض آئے۔ اس طرح ایک لبنانی غیراحمدی مسلمان بھی علاج کی غرض سے آئے۔ اس طرح یہ کیمپ مذہب و ملت سے بالاتر ہوکر لگایا گیا اس سے مسلمانوں، عیسائیوں اور دیگر مذاہب کے مریضوں نے بھی استفادہ کیا۔

کیمپ کے اختتام پر ۲۹ اپریل ۱۹۹۵ء کو اسکورے میں مکرم ڈاکٹر صاحب موصوف اور انکے رفقاء کے اعزاز میں ایک تقریب منعقد کی گئی۔ عام لوگوں کے علاوہ تقریب میں علاقہ کے پیراماؤنٹ چیف، اشانٹیوں کے بادشاہ کے نمائندہ، علاقہ کے ڈسٹرکٹ چیف ایگزیکٹو اور وزیر صحت کی نمائندگی میں اشانٹی ریجن کے ڈائریکٹر آف ہیلتھ نے بھی شرکت کی۔

وزیر صحت کے نمائندہ نے وزیر صحت کا پیغام پڑھا جس میں انہوں نے کہا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ گھانا جیسے ملک میں حکومت اکیلی تمام عوام کو علاج اور صحت کی سہولتیں مہیا نہیں کر سکتی اس لئے حکومت پرائیویٹ اداروں اور تنظیموں کی کوششوں کو ہمیشہ خوش آمدید کہتی ہے اور جماعت احمدیہ اس ضمن میں بڑا اہم کردار ادا کر رہی ہے۔

بعض مریضوں نے جنکی نظر بالکل ضائع ہو چکی تھی اور فری آئی کیمپ میں آنے سے انہیں اللہ تعالیٰ نے دوبارہ یہ نعمت عطا کردی اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کی گرانقدر خدمات پر اپنی عقیدت کا اظہار کیا اور جماعت کی کوششوں کو سراہا۔ ایک لبنانی مریض نے کہا کہ میں نے اپنی آنکھوں کا علاج کئی ہسپتالوں سے کروایا لیکن مجھے نظر جیسی نعمت صرف احمدیہ ہسپتال کے طفیل عطا ہوئی ہے۔

امیر و مشنری انچارج جماعتہائے احمدیہ گھانا مولوی عبدالوہاب بن آدم صاحب نے جماعت احمدیہ کی صحت کے میدان میں خدمات کا تذکرہ کیا اور حکومت کے نمائندگان کو یقین دلایا کہ جماعت احمدیہ صحت کے علاوہ دوسرے شعبوں میں بھی اپنی استطاعت کے مطابق بنی نوع انسان کی خدمات کے لئے کوشاں رہے گی۔ انشاء اللہ۔

مکرم ڈاکٹر پروفیسر میجر جنرل نسیم احمد صاحب نے اس تقریب کے انعقاد پر محترم امیر صاحب و دیگر منتظمین کا شکریہ ادا کیا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہا کہ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے انہیں پاکستان سے ہزاروں میل دور اس رنگ میں غریب عوام کی خدمت کی توفیق عطا فرمائی۔

علاقہ کے ڈسٹرکٹ چیف ایگزیکٹو نے جماعت احمدیہ کی خدمات کے اعتراف میں مکرم ڈاکٹر صاحب موصوف کو تحائف پیش کئے اور امید ظاہر کی کہ جماعت احمدیہ انکے علاقہ کے عوام کو صحت اور تعلیم جیسی اہم سہولتیں مہیا کرنے میں ہمیشہ انکی معاون ثابت ہوگی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جماعت احمدیہ کو گھانا میں تمام شعبہ ہائے زندگی میں بنی نوع انسان کی خدمات کی ہمیشہ توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین

مکرم صفدر نذیر صاحب گولیکی امیر و مشنری انچارج بینن (مغربی افریقہ) گھانا کے سفیر برائے بینن ہز ایکسی لینسی Christian T.K.Quarshie کو قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ اور اشانٹی اور انگریزی زبان میں اسلامی لٹریچر کا تحفہ پیش کر رہے ہیں

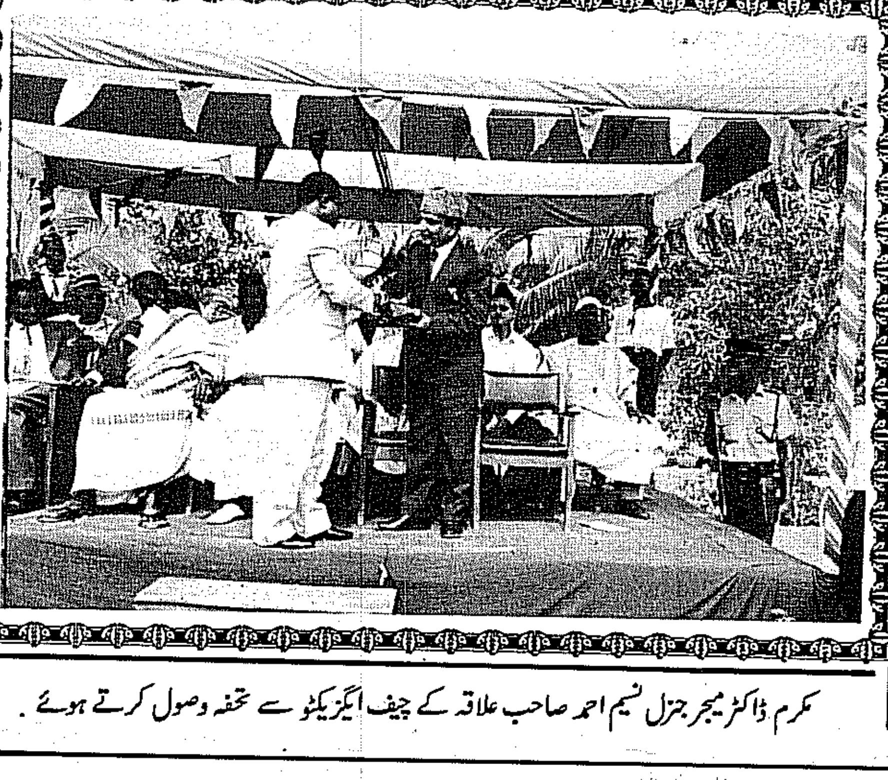

مکرم ڈاکٹر میجر جنرل نسیم احمد صاحب علاقہ کے چیف ایگزیکٹو سے تحفہ وصول کرتے ہوئے ۔

کیا احمدی مسلمانوں کو پاکستان میں مذہبی آزادی حاصل ہے؟

(رشید احمد چوہدری، پریس سیکرٹری)

بعض حکومتوں کی طرف سے جماعت احمدیہ کے ممبران کے اسائیلم کیسوں کو مسترد کرتے ہوئے یہ دلیل دی جاتی ہے کہ پاکستان میں آج کل احمدی مسلمانوں کو مکمل مذہبی آزادی حاصل ہے اور جب ان کی توجہ ان ظالمانہ واقعات کی طرف مبذول کرائی جاتی ہے جو پاکستان میں جماعت احمدیہ کے ساتھ متواتر ہو رہے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ ہاں کچھ ناروا واقعات مذہبی اقلیتوں کے ساتھ ہو رہے ہیں، اس میں جماعت احمدیہ بھی شامل ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مذہبی اقلیتوں کے ساتھ غیر منصفانہ سلوک تعزیرات پاکستان کی اسلامی دفعات میں ترمیم کی وجہ سے ہے مگر ساتھ ہی یہ مؤقف اختیار کرتے ہیں کہ چونکہ آرڈیننس ۲۰، مجریہ اپریل ۱۹۸۴ء کی دفعات پر سختی سے عمل نہیں کیا جاتا اس لئے ایک احمدی مسلمان بغیر کسی حکومتی رکاوٹ یا کسی طبقہ کی مخالفت کے آزادانہ اپنے عقیدہ کا اظہار کر سکتا ہے اور اپنے مذہبی فرائض بھی آزادی سے بجالا سکتا ہے۔ اس ضمن میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پاکستان کی عدلیہ آزاد ہے اس لئے احمدیوں کو انصاف حاصل کرنے کے لئے عدالتوں کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔

آیئے ذرا حالات کا تجزیہ کر کے دیکھیں کہ ان بیانات میں کہاں تک صداقت ہے۔ سب سے پہلے ہم اس سوال کو لیتے ہیں کہ جماعت احمدیہ مسلمہ کے ساتھ کوئی غیر معمولی زیادتی نہیں ہو رہی اور پاکستان کی دیگر مذہبی اقلیتوں کے ساتھ بھی غیر منصفانہ سلوک ہو رہا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ پاکستان میں عیسائیوں، ہندوؤں، بدھوں، پارسیوں یا دیگر اقلیتی فرقوں میں سے کسی پر بھی یہ پابندی عائد نہیں کی گئی کہ وہ اپنے مذہب کا اظہار نہیں کر سکتے۔ صرف احمدی مسلمانوں کے خلاف قانون بنایا گیا ہے کہ وہ اپنے مذہب (یعنی اسلام) کا اظہار نہیں کر سکتے اور اگر وہ کریں تو ان کے لئے تین سال قید بامشقت سے لے کر سزائے موت تک مقرر ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ اگر ایک احمدی اپنا حلیہ مسلمانوں جیسا رکھتا ہے اور ظاہر ہے کہ جب احمدی مسلمان ہیں تو وہ سب شعائر اسلام کی پابندی کریں گے تو اس کے لئے بھی سزا مقرر کی گئی ہے۔

اسی طرح پاکستان میں رہنے والی ہر اقلیت کا فرد اپنے معبد کو اس کے اصلی نام سے پکار سکتا ہے۔ مثلاً عیسائی چرچ کا نام لے سکتا ہے، ایک ہندو اپنے معبد کو مندر لکھ سکتا ہے وغیرہ وغیرہ مگر ایک احمدی مسلمان اپنی مسجد کو مسجد نہیں کہہ سکتا۔

حقیقت تو یہ ہے کہ اینٹی احمدیہ قوانین اس حد تک مضحکہ خیز اور مبہم ہیں کہ احمدی مسلمان کی روزمرہ زندگی کی ہر حرکت قانون کی نظر میں جرم بن جاتی ہے اور حکومت جب چاہے جس احمدی کو چاہے پکڑ کر جیل میں ڈال سکتی ہے۔

ایک احمدی کے لئے اسلامی اصلاحات کا استعمال کرنا جرم ہے۔ پاکستان کی حکومت کا مؤقف یہ ہے کہ اسلامی اصطلاحات دیگر مسلمانوں کی Patent ہیں اس لئے احمدی ان کو استعمال نہیں کر سکتے۔ چنانچہ صرف اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے کی وجہ سے ہزاروں مقدمات احمدی مسلمانوں پر قائم کئے گئے۔ ان مقدمات میں سے ایک مقدمہ جو بہت مشہور ہوا وہ ننکانہ کے ناصر احمد صاحب کا ہے۔

ننکانہ کیس

۱۵ مئی ۱۹۹۲ء کو ننکانہ کے ایک احمدی مسلمان ناصر احمد صاحب نے اپنی بچی کی شادی کے موقعہ پر ایک دعوت نامہ شائع کیا جس میں دستور کے مطابق، بسم اللہ الرحمان الرحیم، نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم، نکاح مسنونہ، السلام علیکم اور انشاء اللہ وغیرہ کے الفاظ لکھے۔ ان اصطلاحات میں سے اکثر کیا مسلمان اور کیا غیر مسلم سبھی مدتوں سے استعمال کرتے چلے آ رہے ہیں۔ مگر یہاں چونکہ معاملہ ایک احمدی مسلمان کا تھا اس دعوت نامے کو دیکھ کر ختم نبوت کے ایک مولوی کو طیش آ گیا اور اس نے جھٹ پولیس میں درخواست دائر کر دی کہ ان تمام لوگوں پر جن کے نام دعوت نامے میں درج ہیں تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵/سی، جس کو توہین رسالت کی دفعہ بھی کہا جاتا ہے، کے تحت مقدمہ دائر کر دیا جائے اور سب کو پھانسی کی سزا دی جائے۔ ان ناموں میں بعض نام ناصر احمد صاحب کے غیر احمدی عزیزوں کے بھی تھے اور ایک نو ماہ کا احمدی بچہ بھی شامل تھا۔ چنانچہ کل ۱۳ افراد پر مقدمہ درج کیا گیا اور مکرم ناصر احمد صاحب کو ۱۷ مئی ۱۹۹۲ء کو گرفتار کر لیا گیا۔

عدالت نے ان اصطلاحات کے استعمال کو اتنا بڑا جرم سمجھا کہ نہ صرف مقامی مجسٹریٹ نے بلکہ سیشن جج کی عدالت نے بھی ان کی درخواست ضمانت کو مسترد کر دیا چنانچہ اس خیال سے کہ ملک کی اعلیٰ عدالتیں انصاف سے کام لیں گی اور مولویوں کے ناجائز دباؤ میں نہیں آئیں گی ہائی کورٹ لاہور کی طرف رجوع کیا گیا مگر ہائی کورٹ کے ججوں نے ضمانت کی درخواست کو مسترد کرتے ہوئے فیصلہ دیا کہ ناصر احمد مذکور نے دعوتی کارڈ پر مندرجہ بالا اصطلاحات کو استعمال کر کے توہین رسالت کے جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ مجبوراً سپریم کورٹ میں ضمانت کے لئے درخواست دی گئی جہاں سے ضمانت منظور ہوئی۔ اس طرح ۸۶ دن جیل میں رہنے کے بعد ناصر احمد صاحب کو ضمانت پر رہا کیا گیا۔

یہاں یہ بات بھی نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ اس مقدمہ کے دوران اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل نذیر احمد غازی نے لاہور ہائی کورٹ میں وفاقی شرعی کورٹ کے ایک فیصلے کا حوالہ دے کر استدعا کی کہ ضمانت کی درخواست نامنظور کی جائے۔ وفاقی شرعی عدالت نے اپنے فیصلے میں لکھا تھا:

"مسلمانوں کی حکومتوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ غیر مسلمانوں کو اسلامی شعائر کے استعمال سے روکے اگر وہ ایسا نہیں کرے گی تو اپنے فرائض کی انجام دہی سے غفلت کی مرتکب ہوگی"۔

(جنگ لاہور ۱۶ جولائی ۱۹۹۲ء)

یہ مقدمہ تین سال تک چلتا رہا۔ ناصر احمد صاحب پر زیر دفعہ ۲۹۵/سی کے علاوہ ۲۹۵/اے اور ۲۹۸/سی تعزیرات پاکستان بھی مقدمات درج تھے۔

بالآخر مورخہ ۲۳ اپریل ۱۹۹۵ء کو اس مقدمہ کا فیصلہ سناتے ہوئے ایڈیشنل سیشن جج شیخوپورہ محمد اکرم ذکی نے ان کو چھ سال قید بامشقت اور ایک ہزار روپے جرمانہ کی سزا سنا کر دوبارہ جیل بھجوا دیا۔

ہم ان حکومتوں کے نمائندوں سے جو بیرونی دنیا کو یہ باور کروانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ پاکستان میں احمدی مسلمانوں کو ہر طرح کی آزادی ہے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا آزادی کا مفہوم یہی ہے کہ ایک شخص اپنے مذہب یا عقیدہ کا اظہار تک نہ کر سکے، اپنی مذہبی اصطلاحات کو استعمال نہ کر سکے۔

پاکستان میں احمدی مسلمانوں کا تو حال یہ ہے کہ صرف کلمہ طیبہ جو ہر احمدی کے ایمان کا بنیادی جزو ہے کے اظہار پر ہزاروں مقدمات ان پر کئے گئے ہیں، انہیں جیلوں میں ٹھونسا گیا، ان پر بے پناہ تشدد کیا گیا، انہیں جان سے مار دینے کی دھمکیاں دی گئیں اور ان کو اپنے گھروں سے نکلنے پر مجبور کیا گیا۔

لطف کی بات یہ ہے کہ اسی شہر ننکانہ میں ایک سکھ لیڈر سردار کاہن سنگھ اور ان کی اہلیہ نے اپنے لڑکے سردار پریتم سنگھ پریمی کی شادی کے موقع پر بعینہ اسی قسم کا دعوت نامہ مارچ ۱۹۹۵ء میں شائع کر کے تقسیم کیا جس کا عکس اسی اشاعت میں شامل ہے، مگر ان کے خلاف مقدمہ دائر نہیں ہوا نہ ہی حکومت نے کوئی نوٹس لیا۔ حالانکہ وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے تحت اس کے خلاف فوری کاروائی ہونی چاہئے تھی۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ ظالمانہ قوانین صرف جماعت احمدیہ پر ظلم و ستم ڈھانے کے لئے بنائے گئے ہیں اور ان کا اطلاق صرف جماعت احمدیہ مسلمہ کے ہر فرد پر کیا جاتا ہے۔

صد سالہ جوبلی کے موقع پر امتناعی حکم

اب آیئے حکومت کا ایک اور کارنامہ ملاحظہ فرمایئے۔ جماعت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کے موقع پر مارچ ۱۹۸۹ء میں ریذیڈنٹ مجسٹریٹ جھنگ نے ایک حکمنامہ کے ذریعہ ضلع جھنگ میں رہنے والے احمدی مسلمانوں پر مندرجہ ذیل پابندیاں عائد کر دیں:-

(۱) عمارات پر چراغاں کرنا۔
(۲) آرائشی گیٹ بنانا۔
(۳) جلسے یا جلوس منعقد کرنا۔
(۴) لاؤڈ اسپیکر یا میگافون استعمال کرنا۔
(۵) نعرے لگانا۔
(۶) عمارتوں کو جھنڈیوں سے آراستہ کرنا۔
(۷) بیج لگانا۔
(۸) پمفلٹ یا لٹریچر تقسیم کرنا۔
(۹) دیواروں پر اشتہار چسپاں کرنا۔
(۱۰) غریبوں میں خوراک تقسیم کرنا۔
(۱۱) بچوں میں مٹھائی بانٹنا۔

کیا اس قسم کے غیر انسانی آرڈر کی مثال کسی اور جگہ دکھائی جا سکتی ہے؟ پھر نہ صرف یہ حکم نامہ جاری کیا گیا بلکہ اس پر سختی سے عمل کروایا گیا اور راتوں رات ۳۸ احمدی نوجوانوں کو پٹاخے چھوڑنے یا نئے کپڑے جن پر "سچائی کے سو سال" درج تھا پہننے کی وجہ سے گرفتار کر لیا گیا۔

اس نادر شاہی آرڈر کے خلاف جب عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا گیا تو لاہور ہائی کورٹ نے ۱۷ ستمبر ۱۹۹۱ء کو (ساڑھے تین سال بعد) اپنے فیصلہ میں ان تمام پابندیوں کو جائز قرار دیتے ہوئے لکھا کہ:

"عوام کے مفادات اور ان کے تحفظ کے لئے بنائی جانے والی سرکاری پالیسیوں اور عام آدمی کی بہتری کی خاطر قادیانیوں کے جشن صد سالہ پر پابندی عائد کرنا جائز اور درست اقدام تھا۔ فاضل عدالت نے قرار دیا کہ امت مسلمہ خود کو متحد رکھنا چاہتی ہے اور اس مقصد کے لئے جو لائحہ عمل اختیار کرتی ہے اس سے قادیانیوں کے عقائد اور اعمال کسی طرح بھی مجروح نہیں ہوتے"۔

(نوائے وقت لاہور، ۱۸ ستمبر ۱۹۹۱ء)

کیا ہم ان حکومتوں سے جو احمدی مسلمانوں کو یہ بتا رہی ہیں کہ پاکستان میں احمدیوں کو مکمل مذہبی آزادی حاصل ہے، پوچھ سکتے ہیں کہ کیا مذہبی آزادی اسی کا نام ہے کہ ہم اپنی خوشی کی تقریبات پر نئے کپڑے پہن کر خوشی کا اظہار تک نہ کر سکیں، بچوں میں مٹھائی نہ بانٹ سکیں، خیرات تقسیم نہ کر سکیں۔ کیا یہ حکومتیں ہمیں ان عدالتوں کی طرف رجوع کرنے کا مشورہ دے رہی ہیں جن کے جج ملا ذہن ہیں اور جو انصاف اور بنیادی انسانی حقوق جیسی چیز سے بالکل نابلد ہیں۔

پھر یہی نہیں اسی مقدمہ میں ایڈووکیٹ جنرل پنجاب مسٹر مقبول الٰہی ملک نے یہ مؤقف اختیار کیا کہ:-

"قادیانیوں کے جشن صد سالہ پر پابندی قانون، اسلام، شریعت، اخلاق اور ملکی تقاضوں کے پیش نظر عائد کی گئی ہے...... انہوں نے کہا کہ جب کوئی مرزائی غلام احمد قادیانی کی تحریروں کو دہراتا ہے یا ان کا جشن مناتا ہے تو تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵/سی کا ارتکاب

DISTRIBUTORS OF CRIMPLENE/ VELVET & POLYESTER COTTON CLOTH/ QUILTS & BLANKETS/ PILLOWS & COVERS/ VELVET CURTAINS/ NYLON & SATIN FINISH BED SPREADS/ BED SETTEE & QUILT COVERS/ VELVET CUSHION COVERS/ PRAYER MATS/ ETC. ETC DIRECT SALE TO THE PUBLIC
CROWN TEXTILES,
138 ABBEY ROAD, BRADFORD, BD8 8DP
PHONE 0274 724 331/ 488 446
FAX 0274 730 121

SUPPLIERS OF FROZEN AND FRIED MEAT - VEGETABLE & CHICKEN SAMOSAS LAMB BURGERS
KHAYYAMS
280 HAYDONS ROAD, LONDON SW19 9TT
TEL: 081 543 5882
PARTIES CATERED FOR

کرتا ہے جس کی سزا موت ہے ...... انہوں نے کہا کہ اگر کوئی قادیانی اپنے بچوں کو بھی قادیانیت کی تعلیم دے تو وہ بھی جرم ہے"۔

(نوائے وقت لاہور، ۱۰ مئی ۱۹۹۱ء)

بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات دنیا کی بڑی بڑی زبانوں میں ترجمہ ہو کر علم و عرفان کی وجہ سے اپنا لوہا منوا چکی ہیں۔ یہ ایک ایسا خزانہ ہے جو نصرت الٰہی سے اسلام کی تائید میں لکھا گیا اور اپنے اور غیر سبھی اس کے معترف ہیں مگر حکومت پاکستان کے نزدیک اگر ان تحریروں کو دہرایا جائے تو یہ جرم بن جاتا ہے۔ اس لئے ان کی اشاعت پر پاکستان میں پابندی لگائی گئی ہے۔ کیا اس سے زیادہ ظالمانہ تصور بھی مذہب پر قدغن کا کوئی اور ہو سکتا ہے۔

پھر یہ بات بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ احمدی مسلمانوں کے علاوہ کسی بھی مذہبی گروپ کے بارے میں یہ بات سننے میں نہیں آئی کہ وہ اپنے بچوں کو مذہبی تعلیم نہیں دے سکتے اور یہ کہ اگر وہ اپنی مذہبی تحریروں کو دہرائیں گے تو انہیں موت کی سزا دی جا سکتی ہے۔ ایسی پابندیاں صرف جماعت احمدیہ مسلمہ کے لئے مخصوص ہیں اس لئے یہ کہنا قطعاً درست نہیں کہ احمدی مسلمانوں کے ساتھ ویسا ہی سلوک ہو رہا ہے جیسا دیگر مذہبی اقلیتوں کے ساتھ۔

ہائی کورٹ کے اس فیصلہ کے بعد جماعت احمدیہ کے پانچ ممبران نے اس کے خلاف سپریم کورٹ آف پاکستان میں اپیل دائر کر دی اور یہ موقف پیش کیا کہ اینٹی احمدیہ آرڈیننس نمبر ۲۰ کی دفعات آئین پاکستان کے آرٹیکل ۲۰ اور ۲۵ سے متصادم ہیں جن میں تمام شہریوں کو مذہبی آزادی اور برابری کے حقوق کی ضمانت دی گئی ہے۔ ان اپیلوں کی سماعت کے دوران اس آئینی نکتے پر بھی بحث ہوئی کہ پنجاب حکومت نے ۲۰ مارچ ۱۹۸۹ء کو احمدیوں کے جشن صد سالہ پر پابندی عائد کر کے دستور کی خلاف ورزی کی ہے۔

سپریم کورٹ کے ۵ رکنی بنچ نے اکثریت رائے سے فیصلہ دیا کہ:۔

"امن و امان بحال رکھنے اور شہریوں کی جان و مال کے تحفظ کے لئے پنجاب حکومت کا پابندی لگانے کا فیصلہ درست تھا"۔

(جنگ لندن ۶ جولائی ۱۹۹۳ء)

جسٹس عبدالقدیر چوہدری نے اپنے فیصلے میں لکھا کہ:۔

"اسلامی ریاست کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ غیر مسلموں کو شعائر اسلام کی آڑ میں اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے سے روکنے کے لئے قانون سازی کرے"۔

(جنگ لندن ۶ جولائی ۱۹۹۳ء)

اس طرح پاکستان کی سب سے بڑی عدالت نے بھی جماعت احمدیہ کے خلاف اپنے بغض کا اظہار کیا۔ ان کے پاس اپیل اس لئے کی گئی تھی کہ وہ اس بات کا جائزہ لیں کہ اینٹی احمدیہ آرڈیننس کی دفعات آئین پاکستان نیز بنیادی انسانی حقوق سے ٹکراتی تو نہیں۔ مگر انہوں نے اس نکتہ پر بحث کرنے کی بجائے مخالف وکلاء کو اس بات کی اجازت دی کہ وہ عدالت میں جماعت احمدیہ کے خلاف ایسے جھوٹے من گھڑت الزامات لگائیں جو ملک کے تھرڈ کلاس ملاں ایک عرصہ سے جماعت پر لگاتے چلے آ رہے ہیں۔ اس طرح سپریم کورٹ نے جو فیصلہ دیا وہ دنیا بھر کے جج صاحبان اور وکلاء کے لئے انوکھا تھا اور اکثر نے اس فیصلہ کی مذمت کرتے ہوئے اس پر تبصرے کئے، مثلاً:

☆ جرمنی کے Mainz کے علاقہ کی عدالت نے سپریم کورٹ کے فیصلہ کے بارے میں لکھا کہ:۔

"اس فیصلہ سے احمدیوں پر مظالم کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ ایک پیراگراف میں تو سپریم کورٹ آف پاکستان لوگوں کو احمدیوں کے خلاف تشدد پر ابھارتی ہے اور ظالموں کو یہ یقین دلاتی ہے کہ وہ ان کی طرف داری کرتی ہے"۔

☆ برطانیہ کے لارڈ ایوبری جو پارلیمنٹری ہیومن رائٹس گروپ کے چیئرمین ہیں لکھتے ہیں:۔

"جج نے احمدیوں کو سلمان رشدی سے ملا کر احمدیوں کے خلاف نفرت کے جذبات کو ابھارا ہے۔ اگر سپریم کورٹ کے جج صاحبان ایسی سوچ کے حامل ہوں تو ملک میں امن کا مسئلہ پیدا ہو سکتا ہے"۔

☆ رابرٹ ڈرینن (R.Drinan) جو امریکہ میں جارج ٹاؤن یونیورسٹی لاء سنٹر میں پروفیسر ہیں اور وکلاء کمیٹی فار ہیومن رائٹس کے ممبر ہیں لکھتے ہیں:۔

"گزشتہ دو دہائیوں سے احمدی مسلمان ظلم و عدم رواداری کا شکار چلے آ رہے ہیں۔ سپریم کورٹ کے گزشتہ جولائی کے فیصلہ نے ان پر قانونی دادرسی کے تمام دروازے بند کر دئے ہیں"۔

پھر بعض حکومتیں احمدیوں کی اسائیلم کی درخواستوں کو اس لئے بھی رد کر دیتی ہیں کہ درخواست دہندہ کو ذاتی طور پر جان کا خطرہ نہ تھا۔ مگر وہ یہ نہیں جانتیں کہ پاکستان میں احمدی مسلمانوں کے سر پر اینٹی احمدیہ آرڈیننس کے قوانین کی تلوار ہر وقت لٹکی ہوئی ہے اور حکومت یا جماعت احمدیہ کا کوئی بدخواہ جب چاہے، جس احمدی کو چاہے آسانی سے گرفتار کروا سکتا ہے، جیل بھجوا سکتا ہے بلکہ توہین رسالت کا الزام لگا کر موت کے پھندے تک لے جا سکتا ہے۔ اقوام متحدہ کا چارٹر ایسی صورت میں ہر شخص کے اسائیلم کے حق کو تسلیم کرتا ہے۔

صورت حال یہ ہے کہ پاکستان میں ایک احمدی مسلمان کا اپنے دینی احکامات کی بجا آوری ایک جرم بن گیا ہے۔ اور بعض دفعہ ایسے واقعات بھی ظہور پذیر ہوتے ہیں کہ کوئی بدبخت حکومت کے اشارے پر قانون کو ہاتھ میں لے کر احمدیوں کے جان و مال پر حملہ کر دیتا ہے۔ اول تو ایسے مجرم عام طور پر پکڑے ہی نہیں جاتے اور اگر فی الواقع عوام الناس ان کو پکڑ کر پولیس کے حوالے کر دیں تو عدالتیں ان کو آزاد کر دیتی ہیں۔

چنانچہ ۱۹۸۴ء سے لے کر آج تک جتنے بھی احمدی مسلمان شہید ہوئے ہیں ان میں سے کسی کے قاتل کو کیفر کردار تک نہیں پہنچایا گیا۔

ابھی حال ہی میں ایک دردناک شہادت صوبہ سرحد میں پشاور کے نزدیک شب قدر کے مقام پر ہوئی ہے۔ چوہدری ریاض احمد صاحب کو ظالمانہ طریق پر شہید کر دیا گیا۔ یہ اور ان کے خسر ڈاکٹر رشید احمد صاحب ایک نواحمدی دوست دولت خان کی ضمانت کے لئے عدالت گئے تھے۔ دولت خان صاحب کو پولیس نے احمدی ہونے کے بنا پر نقص امن کے جرم میں گرفتار کر رکھا تھا۔ جونہی یہ دونوں عدالت کے احاطہ میں داخل ہوئے پہلے سے جمع ہجوم نے مولویوں کی قیادت میں ان پر حملہ کر دیا۔ چوہدری ریاض احمد صاحب کو مار مار کر شہید کر دیا گیا پھر شیشے کے ٹکڑوں کی مدد سے ان کی آنکھیں نکالی گئیں۔ پھر انہیں ننگا کر کے پاؤں میں رسی باندھ کر بازاروں میں گھسیٹا گیا۔ ڈاکٹر رشید احمد صاحب کو بھی اتنا مارا کہ وہ بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے اور ہجوم انہیں مردہ سمجھ کر وہاں سے چلا گیا۔ یہ سب کچھ پولیس کی موجودگی میں ہوا۔

حقیقت یہ ہے کہ عرصہ ۲۱ سال سے جماعت احمدیہ پر ظلم و ستم کا سلسلہ برابر جاری ہے۔ جس میں حکومت پاکستان برابر کی شریک ہے۔ جماعت احمدیہ کے لٹریچر پر پابندی ہے۔ ربوہ میں گزشتہ گیارہ سالوں میں جلسہ کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ توہین رسالت کے ضمن میں ۱۴۳ احمدی عاشقان رسولؐ پر زیر دفعہ ۲۹۵/سی مقدمات درج ہیں۔ بعض احمدی تو عرصہ ڈیڑھ سال سے جیلوں میں پڑے ہیں کہ ان کی ضمانت نہیں ہونے دی جاتی۔

کتنی عجیب بات ہے کہ پاکستان میں دو عیسائیوں پر بھی توہین رسالت کا مقدمہ چلا اور اگرچہ لاہور ہائی کورٹ نے ان کو بری کر دیا تاہم راتوں رات ان کو جرمنی پہنچایا گیا اور دنیا بھر کے اخبارات نے ان مقدمات کو اچھالا۔ مغرب کی عیسائی حکومتوں نے حکومت پاکستان پر دباؤ ڈالا مگر احمدیوں کے معاملہ میں ہر طرف سکوت ہے اور وہ حکومتیں بھی جو بنیادی انسانی حقوق کا ڈھنڈورا پیٹتی ہیں اس بارہ میں مکمل طور پر خاموش ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ جب تک پاکستان میں اینٹی احمدیہ آرڈیننس کی دفعات باقی ہیں احمدیوں پر ظلم و ستم کا سلسلہ جاری رہے گا۔ احمدیوں کے اسائیلم کیسز کو قبول یا رد کرنا ایک الگ معاملہ ہے حکومتیں جو احمدیوں کے اسائیلم کیسز کو رد کرتی ہیں ان کو ہرگز یہ حق حاصل نہیں کہ وہ یہ کہیں کہ پاکستان میں احمدی مسلمانوں پر کوئی ظلم نہیں ہو رہا کیونکہ ان کا یہ کہنا بجائے خود ایک ظلم ہو گا اور حقائق و واقعات کو جھٹلانے اور سچائی اور انصاف کا خون کرنے کے مترادف ہو گا۔

مسجد کی تعمیر روک دی گئی
تبلیغ کرنے پر مقدمات

[پریس ڈیسک]: گڑھ مہاراجہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ میں دو احمدی مسلمانوں مکرم جمشید خان اور مکرم قاسم خان صاحبان ساکنان موضع مہر محمد نے اپنے ڈیرہ پر مسجد کی تعمیر شروع کی جس کی تین دیواریں اور مغرب والی دیوار میں محراب بنایا گیا مگر علاقہ کے مخالفین نے سخت مخالفت شروع کر دی اور محراب بنانے پر اعتراض کیا۔ انہوں نے پولیس میں درخواست دی کہ احمدیوں کو محراب بنانے کی اجازت نہ دی جائے۔ چنانچہ مسجد کی تعمیر کو سردست روک دیا گیا ہے۔

مزید برآں ان دونوں احمدیوں یعنی مکرم جمشید خان صاحب اور مکرم قاسم خان صاحب کے علاوہ مربی سلسلہ مکرم شکیل احمد صاحب کے خلاف ایک مقدمہ ۳۰ جولائی ۱۹۹۵ء کو تھانہ گڑھ مہاراجہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ میں زیر دفعہ ۲۹۸/سی تعزیرات پاکستان درج کیا گیا۔ ایک مخالف سنیل خان نے پولیس کو درخواست دیتے ہوئے شکایت کی کہ مربی صاحب اور دونوں احمدیوں نے "مسلمانوں" کو اپنے دین کی تبلیغ کی ہے اور اس طرح ان کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے۔

مقامی عدالت میں ان کی ضمانتوں کے لئے درخواستیں دی گئیں جن پر ۱۱ جون ۱۹۹۵ء کو سیشن عدالت نے مکرم جمشید خان اور مکرم قاسم خاں کی ضمانتیں تو منظور کر لیں مگر مربی سلسلہ مکرم شکیل احمد صاحب کی ضمانت کی درخواست مسترد کر دی گئی۔ ان کی درخواست ضمانت شورکوٹ سیشن عدالت نے بھی مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۹۵ء کو نامنظور کر دی۔

اس طرح مکرم شکیل احمد صاحب مربی سلسلہ مورخہ ۱۱ جون ۱۹۹۵ء سے گرفتار ہیں اور جھنگ جیل میں ہیں۔

احباب جماعت پاکستان کے تمام احمدی مسلمانوں کے لئے جو مختلف مقدمات میں ملوث ہیں درد دل سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ان مقدمات سے باعزت بری فرمائے اور ان کی تمام تکالیف کا ازالہ فرمائے۔

SCL

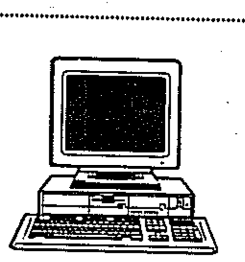

DISTRIBUTORS OF COMPUTER PARTS AND SPARES
DIRECT TO THE PUBLIC

4A RANELAGH ROAD, SOUTHALL,
MIDDLESEX, UB1 1DO
TELEPHONE 081 571 0859/9933
MOBILE 0831 093 120
FAX 081 571 9933

عکس نما

(پروفیسر محمد ارشد چوہدری)

بوزنیا کی کہانی۔ مغرب کی زبانی

برطانیہ کے Sir David Owen چند ماہ قبل تک یورپین یونین کے Bosnian Negotiator تھے۔ کچھ عرصہ قبل ان کا جو انٹرویو شائع ہوا ہے اس میں انہوں نے فرمایا ہے کہ Vance Owen فارمولا ہی بوزنیا کے مسئلے کا بہترین حل تھا۔ یعنی بوزنیا کو ۱۰ حصوں میں تقسیم کرنے کا منصوبہ۔ اس کی ناکامی کی وجہ امریکہ کی اس میں عدم دلچسپی تھی۔

ان کے خیال میں بوزنیا کا مسئلہ سربین صدر Milosevic اور کروشین صدر Tudjman کی شرائط پر ہی حل ہو سکتا ہے کیونکہ:

(۱) مغربی ممالک کو اس مسئلے میں دلچسپی نہیں ہے۔

(۲) اور کسی مغربی ملک میں یہ جرات نہیں ہے کہ وہ اس امر کا اظہار کر سکے کہ اسے بوزنیا سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔

(۳) کوئی مغربی ملک سربوں پر دباؤ ڈالنا اور ان کو ناراض کرنا نہیں چاہتا۔

اوون صاحب کو یقین ہے کہ جلد ہی یہ مسئلہ حل ہونے والا ہے کیونکہ امریکہ نے سربوں سے براہ راست مذاکرات شروع کر دیئے ہیں۔ اقوام متحدہ اور مغرب کے عزت و وقار اس قدر مجروح ہو چکے ہیں کہ یا تو انہیں بحال کرنا ہوگا یا پھر مغربی افواج کو وہاں سے نکلنا ہوگا۔ مغرب اور بوزنیا دونوں موجودہ حالات میں ایک اور موسم سرما کی آمد کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ Sarajebo کو پانی، بجلی، خوراک، ادویات، تیل اور ہتھیاروں کی سپلائی، سربوں کے کہنے پر امن فوج نے بند کر رکھی ہے۔ گزشتہ ہفتے اس صورت حال سے تنگ آکر بوزنین فوج نے اپنا محاصرہ ختم کرنے اور سپلائی جاری کرنے کی کوشش کی۔ تو پہلے امریکہ نے مسلمانوں کو وارننگ دی کہ انہیں اپنے دفاع کی اجازت نہیں ہے اور بعد ازاں "جی۔۷" نے بھی اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور جب مسلمانوں نے فیصلہ کیا کہ پانی، خوراک اور ادویات کے بغیر مرنے سے بہتر ہے کہ گولیاں کھا کر مریں تو مغربی افواج نے بوزنیا سے نکلنے کی منصوبہ بندی شروع کر دی۔ برطانیہ، فرانس اور ہالینڈ مزید فوج اور بھاری اسلحہ بوزنیا پہنچا رہے ہیں تاکہ امن فوج کو بخیریت وہاں سے نکالا جا سکے۔

کوئی مغربی ملک یا اقوام متحدہ سربوں پر دباؤ بڑھانے یا ان کو ناراض کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ ان کے لئے بہتر ہے کہ وہ بوزنیا سے واپس آجائیں اور سربوں کو جدید ترین اسلحہ مہیا کر کے بوزنیا کا وجود ختم کر دیں، تاکہ ان کا وقار بھی مجروح نہ ہو اور مسئلہ بھی ہمیشہ کے لئے حل ہو جائے۔ ان کو خطرہ صرف یہ ہے کہ مسلمان اس کھیل کو خوب سمجھتے ہیں۔ اس لئے وہ امن فوج سے بدلہ لینے کی پوری کوشش کریں گے۔ کیونکہ وہ صرف اقوام متحدہ کی پابندیوں کی وجہ سے مار کھا رہے ہیں۔ سربوں کو پابندیوں کے باوجود ہر چیز مہیا ہو رہی ہے۔ لیکن مسلمانوں کو انہیں پابندیوں کی وجہ سے کچھ بھی نہیں مل رہا۔ اسی خطرہ کے پیش نظر جدید فوج اور جدید ہتھیار بوزنیا میں پہنچائے جا رہے ہیں تاکہ مغربی ممالک اپنی افواج کو بحفاظت وہاں سے نکال سکیں۔

امن فوج؟

جہاں امن موجود ہی نہ ہو وہاں امن قائم رکھنے کے کیا معنی؟ اقوام متحدہ کی امن فوج کے دو ہی مقاصد تھے:

(۱) امن قائم رکھنا۔

(۲) بنیادی انسانی امداد۔ یعنی خوراک اور ادویات، محصور بچوں بوڑھوں اور عورتوں تک پہنچانا۔

یہ فوج ان دونوں مقاصد میں بری طرح ناکام رہی ہے۔ اور اس کا کام خود اپنی حفاظت کرنا ہی رہ گیا تھا۔ سو وہ اس میں بھی ناکام رہی۔ اپنے سپاہی بھی مروائے، جہاز بھی تباہ کروائے اور اپنے سپاہیوں کو یرغمالی بھی بنوایا اور ان سب سے بڑھ کر سربوں سے معافی مانگ کر وعدہ فرمایا کہ آئندہ امن فوج سربوں کو ناراض کرنے کی جرات نہیں کرے گی۔

سنجیدہ سیاسی حلقوں کی طرف سے Lift and Strike پالیسی اختیار کرنے کی تجویز سامنے آتی رہی ہے یعنی پابندیاں اٹھا کر سربوں پر فضائی حملے کرنے کی تجویز۔ لیکن حکمران سیاست دانوں نے اس طرف توجہ نہیں دی۔ مثلاً امریکن سینیٹر Richard Lugar کے خیال میں یہ پالیسی اختیار کرنے کا اخلاقی جواز موجود ہے تاکہ آئندہ کسی گروہ کو ہٹلر کے نقش قدم پر چلنے کی جرات نہ ہو لیکن چونکہ امریکہ کا کوئی مفاد بھی بوزنیا سے وابستہ نہیں ہے اس لئے امریکن حکومت اتنا بڑا کام کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ عراق میں امریکہ کی پالیسی مختلف اس لئے تھی کہ:

(۱) یہ امریکہ کی سیاسی اور اقتصادی مفادات کی جنگ تھی۔

(۲) اس جنگ کا بل بھی عرب خود ادا کر رہے تھے۔

اب بھی اگر اقوام متحدہ کی فوج نکالنے کے بعد جنگ پھیل جاتی ہے تو امریکہ کو مجبوراً دخل اندازی کرنا پڑے گی۔ کبھی تو Peace Keeping کو Peace Making اور Peace Enforcing بنانا ہی پڑے گا۔ امریکہ کو اگر دنیا کا لیڈر اور پولیس مین بننے کا شوق ہے تو اسے اپنے شوق کی قیمت بھی ادا کرنا ہوگی۔

سربوں کی نازبرداری

ابھی تک اقوام متحدہ اور مغربی ممالک کی پالیسی سربوں کی نازبرداری تک ہی محدود رہی ہے۔ سربوں نے مسلمانوں کا محاصرہ کرنا چاہا تو مغرب نے اسے کرنے دیا۔ سربوں نے مغربی ممالک کے فوجی قتل کئے تو مغرب نے اسے معاف کر دیا۔ اقوام متحدہ نے بچوں، عورتوں اور بیماروں کے لئے خوراک اور ادویات پہنچانا چاہیں تو سربوں کے روکنے پر رک گئے۔ سربوں نے اقوام متحدہ کو یرغمالی بنایا تو مغرب نے اسے یہ کام کرنے کی اجازت دے دی۔ انہوں نے نیٹو کا جہاز گرایا تو ان سے معافی مانگی گئی۔ اور آئندہ جہاز نہ بھیجنے کا وعدہ کیا گیا اور ان کی عزت افزائی کے لئے ان سے براہ راست مذاکرات شروع کر دیئے۔ گویا انجیل مقدس کی مندرجہ ذیل تعلیمات پر عمل کیا گیا:

(۱) ایک گال پر تھپڑ کھا کر دوسرا گال پیش کر دو۔

(۲) اگر کوئی تمہاری قمیص اتارے تو اسے اپنا چوغہ بھی پیش کر دو۔

(۳) اگر کوئی تمہیں ایک کوس بیگار میں لے جائے تو دو کوس تک اس کے ساتھ چلو۔

(۴) قانون لعنت ہے۔ (Law is a Curse) -

(۵) انصاف Judgement گناہ ہے۔

(۶) تمہارے گناہ اور جرائم خدا کے بیٹے نے اپنے ذمہ لے لئے ہیں۔ جو چاہو کرو۔ تم Atoned ہو۔ وغیرہ۔

یہ الگ بحث ہے کہ عیسائیت کی یہ تعلیم عراق، ایران اور لیبیا وغیرہ میں کیوں قابل عمل نہیں ہے۔

سربوں کی شرائط

اوون صاحب نے فرمایا ہے کہ صلح صرف سرب لیڈروں کی شرائط پر ہی ہو سکتی ہے لیکن انہوں نے سربوں کی شرائط کا ذکر جان بوجھ کر نہیں فرمایا۔ جو یہ ہیں:-

(۱) مسلمان انسان نہیں ہیں۔ جس طرح ہٹلر کے خیال میں یہودی انسان نہیں تھے۔

(۲) مسلمانوں سے صلح کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ وہ ترک ہیں۔

(۳) یہ صلیبی جنگ ہے۔ اور سرب اسی طرح مسلمانوں کا صفایا کرنا چاہتے ہیں جس طرح سپین میں کیا گیا تھا۔ یا جس طرح ہٹلر نے یہودیوں کا صفایا کیا تھا۔ وغیرہ۔

کیا اوون صاحب انہی شرائط پر سربوں سے مذاکرات کرنے کے حامی ہیں؟

مغرب کا کھلونا

بوزنیا مغرب کا کھلونا کس طرح بنا؟ اس کی مندرجہ ذیل توجیہات پیش کی گئی ہیں۔

(۱) امریکہ کو بوزنیا میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔

(۲) اس علاقے میں امریکن مفادات نہ ہونے کے برابر ہیں۔

(۳) یہی صورت حال مغربی یورپ کی ہے۔

(۴) روس سربوں کا روایتی دوست ہے۔

(۵) جب ۱۹۹۲ء میں یہ جنگ شروع ہوئی امریکہ میں صدارتی انتخابات ہو رہے تھے۔ چنانچہ یہ مسئلہ انتخابی سیاست کی نذر ہو گیا۔

(۶) ۱۹۹۲ء میں مغربی یورپ روس کا نیا نیا دوست بنا تھا اس لئے روس کو ناراض کرنا خلاف مصلحت تھا۔

ان سب دلائل کا ایک ہی جواب ہے اور وہ یہ ہے!۔

اگر بوزنین عیسائی ہوتے اور سرب مسلمان تو کیا مغرب کا رویہ یہی ہوتا؟ ہرگز نہیں بلکہ سربوں کو وہ سبق سکھایا جاتا کہ وہ عراق کو بھی بھول جاتے۔ یہی ایک دلیل بوزنیا کی جنگ کو صلیبی جنگ ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔ اگر مغرب کو بوزنیا میں کوئی دلچسپی نہیں ہے کیونکہ ان کے مفادات یہاں پر کسی خطرے میں نہیں ہیں تو بوزنیا پر پابندیاں کیوں لگائی گئیں۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے کہ سربوں کو اسلحہ، تیل، خوراک، ادویات اور دیگر ضروریات مسلسل مہیا ہو رہی ہیں۔ ان کے پاس بھاری اسلحہ اور ہوائی جہاز بھی موجود ہیں۔ صرف مسلمانوں کو کوئی چیز نہیں پہنچ رہی۔ مغربی لیڈر ان حقائق کا اعتراف بھی کرتے ہیں لیکن بوزنیا پر سے پابندیاں بھی نہیں اٹھاتے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں بوزنیا میں گہری دلچسپی ہے لیکن وہ دلچسپی یہ ہے کہ یورپ میں ایک اور مسلمان حکومت کا قیام مغرب کو قابل قبول نہیں ہے۔

اقوام متحدہ

امریکہ اقوام متحدہ ہے اور اقوام متحدہ امریکہ۔ جیسا کہ Henry Grunwald نے ۲۶ جون کے ٹائمز میں لکھا ہے کہ:

> "اگر اقوام متحدہ امریکہ کے اشاروں پر نہ چلے تو امریکہ کو ایک نئی اقوام متحدہ ایجاد کرنی پڑے گی اور اس کی ضرورت کسی وقت بھی پڑ سکتی ہے"۔

یہی وجہ ہے کہ اقوام متحدہ اپنے درجنوں سپاہیوں کے سربوں کے ہاتھوں قتل پر بھی خوش ہے کیونکہ امریکہ بہادر اس پر خوش ہے۔ اقوام متحدہ اپنے سینکڑوں سپاہیوں کے یرغمالی بنائے جانے پر ناراض نہیں ہے کیونکہ امریکہ اس پر ناراض نہیں ہے۔ اقوام متحدہ اپنی بے عزتی کو بھی اپنی عزت سمجھ رہی ہے کیونکہ اسے یہی حکم ملا ہے۔ اقوام متحدہ کے خادم نیٹو (Nato) صاحب کا جہاز گرانا معمولی بات ہے کیونکہ بڑے صاحب کے خیال میں یہ معمولی واقعہ ہے۔

بڑے صاحب کے خیال میں یہ واقعات معمولی ہیں کیونکہ یورپ کے وسط میں ایک نئی اسلامی ریاست کے قیام کو ختم کرنے کے لئے یہ قربانیاں معمولی قربانیاں ہیں۔ اتنے بڑے کام کی اس سے کم قیمت اور کیا ہوگی۔

امریکہ کے سیاست دان Moynihan کا کہنا ہے کہ:

Earlsfield Properties

RENTING AGENTS
081 877 0762

PROPERTIES WANTEDIN ALL AREAS FOR WAITING TENANTS

موصیان کرام کی توجہ کے لئے

ایسی جائیداد جس کا حصہ آپ مکمل ادا کر چکے ہوں اور وہ جائیداد آمد پیدا کرتی ہو اس کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام کی ادائیگی لازمی ہے۔ یہ یاد رہے کہ اگر وہ جائیداد غیر منقولہ ہے تو جس ملک میں ہے اسی ملک کی کرنسی میں اس کی آمد کا حصہ آمد بشرح چندہ عام ادا ہوگا۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

(۱) اگر ہمیں بین الاقوامی قوانین کی پرواہ نہیں ہے۔
(۲) اگر Collective Security کوئی چیز نہیں ہے۔
(۳) اگر ہمارے کوئی اصول نہیں ہیں۔
تو "ہم کیا چیز ہیں"۔

بوزنیا اور ہٹلر

ہٹلر نے ۱۹۳۹ء میں سٹالن سے امن معاہدہ کرنے کے لئے ایک وفد ماسکو بھیجا تھا۔ اس وفد میں ہٹلر کا ذاتی فوٹوگرافر بھی شامل تھا جسے تاکیدی ہدایت تھی کہ اسٹالن کے فوٹو لیتے وقت اس کے کانوں Ear Lobs پر کیمرہ فوکس کرے۔ تاکہ سٹالن کے کانوں کی تصویر سے یہ پتہ لگایا جاسکے کہ سٹالن کے خون میں یہودی خون کی ملاوٹ تو نہیں ہے۔ کیونکہ یہودی کی سب سے آسان پہچان اس کے کان ہوتے ہیں۔

اقوام متحدہ اور مغرب بوزنیا کے فوٹو اتارتے وقت صرف یہی دیکھتے ہیں کہ مسلمان کون ہے اور عیسائی کون۔ جس طرح ہٹلر کے نزدیک یہودیوں پر مظالم جائز بلکہ باعث ثواب تھے۔ اس طرح پر سربوں کے نزدیک مسلمانوں پر مظالم نہ صرف جائز بلکہ خدمت عیسائیت ہے۔ اس لئے ہٹلر کے Concentration Camps کی طرح سربوں نے بھی Rape Camps قائم کئے ہوئے ہیں۔ اس لحاظ سے سرب لیڈرز میلازووچ Milosevic اور روڈووان Rodovan ہٹلر سے بھی چار قدم آگے ہیں۔ ہٹلر بھی اسے Ethnic Cleansing کہتا تھا اور سرب اسے نسلی صفائی کا نام دے رہے ہیں۔ بلکہ خود مغرب بھی اسے اسی نام سے یاد کر رہا ہے۔

امن کی تجاویز

(۱) Vanc–Owen Plan

امن کی سب سے پہلی تجویز Vanc–Owen Plan تھا۔ اس تجویز کے مطابق بوزنیا کو دس حصوں میں تقسیم کیا جانا تھا تاکہ ایک مسلمان ملک جو اقوام متحدہ کا رکن بھی ہے اور مغرب کی تسلیم شدہ آزاد ریاست بھی کو ختم کیا جاسکے اور نسلی صفائی کے اگلے راؤنڈ کی گنجائش بھی باقی رہے۔ اوون صاحب کو اب بھی یقین ہے کہ ان کا یہ منصوبہ قیام امن کا بہترین فارمولا تھا لیکن افسوس کہ امریکہ کی عدم دلچسپی کی وجہ سے اس پر عمل درآمد نہیں ہوسکا۔

(۲) Yogoslave Option

امن کا دوسرا منصوبہ یہ ہے کہ یوگوسلاویہ کو اس کی کمیونزم کے دور کی شکل میں دوبارہ قائم کر دیا جائے۔ تاکہ بوزنیا آزاد ملک بھی نہ بن سکے اور نسلی صفائی کے امکانات بھی موجود رہیں۔ نیز اگر یہ منصوبہ مغربی یورپین ممالک کی کوششوں سے وجود میں آئے تو مغرب کا غیر جانبدارانہ وقار بھی قائم رہ سکے۔

(۳) Greater Serbia Plan

اس منصوبے کے مطابق سربیا، کروشیا، مونٹی نیگرو، میسیڈونیا اور بوزنیا کی ایک کنفیڈریشن (Confedration) قائم کر دی جائے جس میں بوزنیا کے علاوہ تمام ممبر ریاستوں کے بارڈر سمندر سے ملحق ہوں یا ان کے بیرونی بارڈر ہوں۔ صرف بوزنیا ان کے رحم وکرم پر ہو۔ اسے کوئی ایسی سہولت حاصل نہ ہو۔ مقصد پھر وہی ہے کہ بوزنیا کا ریاستی وجود نہ ہونے کے برابر ہو اور نسلی صفائی کے امکانات موجود رہیں۔

امریکہ اور سربوں کے براہ راست مذاکرات غالباً اسی فامولے کے تحت ہو رہے ہیں۔ یہ فامولا امریکہ، روس، یوگوسلاویہ اور مغربی یورپ سب کو پسند ہے۔ اور یہ جو اوون صاحب نے فرمایا ہے کہ ایک ماہ سے بھی کم عرصے میں بوزنیا میں Breakthrough ہونے والا ہے۔ شاید ان کا اشارہ اسی منصوبے سے متعلق ہے۔

(۴) آخری منصوبہ
NATO–OPlan 40104

نیٹو Nato نے آخری حربے کے طور پر منصوبہ ۴۰۱۰۴ بنا رکھا ہے۔ اس منصوبے کے مطابق اگر کوئی اور فارمولا کامیاب نہ ہو تو بوزنیا میں جدید فوج اور جدید اسلحہ بھیج کر مغربی افواج کو وہاں سے بحفاظت نکال لیا جائے گا۔

لیکن اس سکیم کے لازمی جزو کے طور پر سربوں اور بوزنین پر سے پابندیاں اٹھالی جائیں گی۔ اس کے بعد مغرب آزاد ہوگا کہ وہ سربیا کو جدید ترین اسلحہ مہیا کرے تاکہ سرب جو کام چار سال میں نہیں کرسکے وہی کام وہ چند روز میں کرنے کے قابل ہو سکیں۔ پابندیاں تو بوزنیا پر سے بھی اٹھائی جائیں گی۔ لیکن جو اسلحہ مغرب کے پاس ہے وہ بوزنیا کے دوستوں کے پاس نہیں ہے اور بوزنیا کے دوست چونکہ مغربی اسلحہ ہی مغرب سے خرید کر استعمال کر رہے ہیں ان پر یہ پابندیاں قائم رہیں گی کہ وہ مغرب سے خریدا ہوا اسلحہ تیسرے ملک کو دینے کے مجاز نہیں ہیں۔ لہذا بوزنیا، سربیا کے مقابلے میں مزید کمزور ہو جائے گا اور اپنا وجود قائم نہ رکھ سکے گا۔ مغرب پر سے بھی تمام الزامات دور ہو جائیں گے کہ انہوں نے تو غیر جانبداری سے کام لیتے ہوئے بوزنیا پر سے اسلحہ کی خریداری کی پابندی اٹھالی ہے۔

مندرجہ بالا امن تجاویز کے مشترکہ نکات یہ ہیں:۔

(۱) مغرب، روس اور اقوام متحدہ کے لئے کوئی ایسا حل قابل قبول نہیں ہے جو یورپ میں ایک ایسی مسلم ریاست کے قیام کا باعث ہو جو آزاد ہو اور بیرونی بین الاقوامی بارڈر رکھتی ہو۔ کیونکہ ایسی ریاست مستقبل میں یورپ کے لئے مشکلات پیدا کر سکتی ہے۔

(۲) بوزنین مسلمان جس طرح پہلے رہتے آئے ہیں اسی طرح رہیں۔

(۳) اگر مسلمانوں کو یہ شرائط منظور نہیں ہیں تو دنیا کی کوئی حکومت ان سے ہمدردی کے لئے تیار نہیں ہے۔

(۴) مسلمان حکومتوں میں نہ طاقت ہے اور نہ جرات کہ وہ بوزنیا کی مدد کر سکیں۔

ان حالات میں بوزنیا کے لئے بہترین صورت یہی ہے کہ وہ اپنے چار سالہ تجربات کی روشنی میں کوئی معقول سمجھوتہ کر لے۔ اب تک کا تجربہ اس امر پر شاہد ہے کہ سربیا کا پلڑا ہر لحاظ سے بھاری رہا ہے۔ اور اس امکان کے شواہد موجود ہیں کہ ان کا پلڑا بدلے ہوئے حالات میں بھی بھاری رہے گا۔

اقوام متحدہ کی افواج کے بوزنیا سے چلے جانے کے بعد بھی مغرب اور روس کی ہمدردیاں سربیا کے ساتھ ہی رہیں گی بلکہ وہ زیادہ آزادی کے ساتھ سربوں کو ہر قسم کا اسلحہ اور سہولیات مہیا کر سکیں گے۔

اقوام متحدہ اور یورپ کا بوزنیا کو آزاد ملک کے طور پر تسلیم کرنا ایک وقتی اور جذباتی فیصلہ تھا کیونکہ روس نے ۷۰ سال سے انہیں سولی پر لٹکا رکھا تھا۔ جونہی انتہائی غیر متوقع طور پر روسی سلطنت ختم ہوئی مغرب نے فوری رد عمل کے طور پر بوزنیا کو بھی تسلیم کر لیا۔ لیکن ہوش آنے پر انہوں نے اپنی رائے تبدیل کر لی۔ جس طرح وسطی ایشیا کی مسلمان ریاستیں آزاد بھی ہیں اور ایک لحاظ سے روس کی دست نگر بھی۔ مغرب اسی طرح بوزنیا کو بھی دیکھنا چاہتا ہے۔ لیکن بوزنیا چونکہ مغربی ممالک کے ساتھ ملحق ہے اس لئے شاید وہ بوزنیا کو وسطی ایشیائی ریاستوں سے بھی کم تر درجہ پر آزاد دیکھنا چاہتا ہے۔

David Owen کا یہ بیان مبنی بر حقیقت ہے کہ سربوں اور بوزنین کو اس خوش فہمی میں نہیں رہنا چاہئے کہ مغرب اس جنگ کا بل ادا کرتا رہے گا تاکہ دونوں اپنی لڑائی جاری رکھ سکیں۔ مغربی ممالک نہ صرف یہ خرچ برداشت کر رہے ہیں بلکہ اس جنگ نے ان کی عزت اور وقار کو بھی نقصان پہنچایا ہے۔ وہ اپنا وقار بحال کرنے کے لئے آئندہ موسم سرما سے پہلے پہلے بوزنیا سے نکلنا چاہتے ہیں۔ ان کے نکلنے کے بعد اگر:

(۱) سربیا کا پلڑا اور بھاری ہو جائے تو انہیں کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ وہ کھلم کھلا سربیا کو ہر قسم کا اسلحہ فروخت کر سکتے ہیں۔

(۲) کوئی مغربی ملک بوزنیا کو کھل کر اسلحہ فروخت نہیں کرے گا کیونکہ مغرب اسلام سے الرجک Allergic ہے۔

(۳) بوزنیا کو اسلحہ ملے گا بھی تو بلیک مارکیٹ سے کئی گنا قیمت پر۔

اگر بوزنیا کا سربوں اور کروٹس سے کوئی ایسا معاہدہ ہو جائے کہ وہ مسلمانوں کو باعزت طور پر اپنے گھروں میں رہنے دیں تو بوزنیا کو اسے تسلیم کر لینا چاہئے۔ وہ بوزنیا کو سمندر کے ساحل تک تو شاید نہ پہنچنے دیں لیکن اس بات کا قوی امکان موجود ہے کہ بوزنیا کی خود مختاری اس حد تک قبول کرلیں جس حد تک روس نے وسطی ایشیائی مسلمان ریاستوں کو تسلیم کر لیا ہے اور مغربی یورپ بھی اس حد تک جانے کو تیار ہے۔ ہو سکتا ہے یہ خود مختاری اور آزادی ۱۰۰ فیصد کی بجائے ۸۰ فیصد ہی ہو۔

الغرض بوزنیا سے متعلق مغربی طاقتوں کے ارادے نہایت خوفناک ہیں اور ان کے مقابل پر بوزنین مسلمان مظلوم اور کمزور ہیں اور ان کے حالات نہایت درد ناک ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور ظالموں کی خود گرفت فرمائے۔

خریداران الفضل سے گزارش

کیا آپ نے نئے سال کا چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟
اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں اس کی ادائیگی فرماکر رسید حاصل کریں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع کریں۔ رسید کٹواتے وقت اپنا AFC نمبر ضرور درج کروائیں۔ شکریہ (مینیجر)

الفضل انٹرنیشنل کے خود بھی خریدار بنئے اور اپنے غیر از جماعت دوستوں کے نام بھی لگوائیے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔
(مینیجر)

غیب کا علم خزائن کا علم ہے۔ اس بات سے محرومی آپ کو خزائن سے محروم رکھے گی۔ پس اللہ تعالیٰ کی صفات پر غور کرنا کوئی صوفیانہ، کوئی ذہنی چسکے نہیں ہیں، یہ زندگی کی اشد ترین ضرورت ہے

احمدی طلباء و طالبات متوجہ ہوں

نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ، پاکستان نے احمدی طلباء و طالبات کی تعلیمی راہنمائی کے لئے ایک Information Cell قائم کیا ہے تاکہ پاکستان میں اور بیرون ملک دنیا بھر کے تعلیمی اداروں کے بارے میں احمدی طلباء و طالبات کو معلومات فراہم کی جاسکیں۔

دنیا بھر کے احمدی طلباء و طالبات سے گزارش کی جاتی ہے کہ وہ جس جس تعلیمی میدان (مثلاً سائنس، آرٹس، پبلک ایڈمنسٹریشن، بزنس ایڈمنسٹریشن، کمپیوٹر وغیرہ) میں تعلیم حاصل کر رہے ہوں اپنے تعلیمی ادارہ سے متعلقہ معلومات (داخلہ کا طریق کار وغیرہ) خواہ وہ پراسپیکٹس کی صورت میں ہوں، پمفلٹ کی صورت میں ہوں یا کسی بھی صورت میں ہوں جلد از جلد ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کو ارسال فرمائیں۔ اسی طرح اگر آپ اپنے تعلیمی ادارہ کے علاوہ کسی اور تعلیمی ادارہ کے بارے میں مذکورہ بالا معلومات بھجوا سکتے ہوں تو ضرور بھجوائیں۔

امید ہے کہ طلباء و طالبات اپنے اس Information Cell کو کامیاب بنانے کے لئے جو بھی نئی نئی معلومات انہیں حاصل ہوتی رہیں گی وہ ہمیں ضرور بھجواتے رہیں گے۔

(ناظر تعلیم، صدر انجمن احمدیہ، ربوہ پاکستان)

گھانا میں احمدیہ ہومیو پیتھک کلینک

(قریشی داؤد احمد ساجد۔ نمائندہ الفضل گھانا)

جماعت احمدیہ کو گھانا میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بنی نوع انسان کو اسلام کے نور سے روشناس کرنے کے ساتھ ساتھ غریب اور نادار عوام کی خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ خاص طور پر تعلیم اور صحت کے میدان میں جماعت احمدیہ کو گھانا میں ایک امتیازی مقام حاصل ہے۔

جماعت احمدیہ گھانا کی تاریخ میں صحت کے ضمن میں ایک اہم باب کا اضافہ اس وقت ہوا جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے افریقہ کے غریب عوام کو سستا طریقہ علاج متعارف کروانے کا فیصلہ فرمایا اور گھانا کی یہ خوش قسمتی ہے کہ حضور اقدس نے گھانا کو اس تحریک کا مرکز مقرر فرمایا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ گھانا میں بھی دیگر ممالک کی طرح انگریزی اور دیسی علاج کے علاوہ آکوپنکچر اور ہومیوپیتھی طریقہ علاج بھی رائج ہے لیکن وہ اس قدر مہنگا ہے کہ عام آدمی اس سے استفادہ نہیں کرسکتا۔ اور خاص طور پر ہومیوپیتھی طریقہ علاج سے عام لوگ متعارف بھی نہیں ہیں۔

گھانا میں ہومیوپیتھک طریقہ علاج جو رائج تھا اس کی مہنگائی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک موقع پر ایک عیسائی نے حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں اپنی بیماری کے بارے میں تحریر کیا۔ چنانچہ حضور نے اسے نسخہ تجویز کرکے بھجوایا۔ اس کا خیال تھا کہ یہ دوائی عام جگہ پر دستیاب ہوگی لیکن ہر جگہ سے ناکامی کے بعد اس نے وہ نسخہ مکرم امیر و مشنری انچارج جماعت احمدیہ گھانا کو دکھایا۔ مکرم امیر صاحب ایک ہومیوپیتھک ڈاکٹر صاحب کو جانتے تھے جب وہ نسخہ لے کر اس کے پاس گئے تو اس نے اسکی قیمت تیس ہزار سڈیز بتائی۔ اور وجہ یہ بتائی کہ یہ ادویات ہمیں جرمنی سے منگوانی پڑتی ہیں۔ چنانچہ بعد میں حضور کی خدمت میں تحریر کیا گیا تو حضور نے ازراہ شفقت مفت دوائی بھجوادی۔

گھانا کی یہ خوش قسمتی ہے کہ حضور کی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے پاکستان سے دو ڈاکٹر صاحبان مکرم ڈاکٹر محمد ظفراللہ صاحب اور انکی اہلیہ محترمہ ڈاکٹر مبشرہ نسیم صاحبہ نے نصرت جہاں سکیم کے تحت وقف کیا اور نومبر ۱۹۹۱ء میں پاکستان سے گھانا پہنچے۔

ابتدائی طور پر دارالحکومت اکرا میں ایک عمارت کرایہ پر حاصل کی گئی جس میں کلینک کی ابتدا کی گئی۔ چونکہ عوام کی اکثریت اس طریقہ علاج سے متعارف نہ تھی، طبعی طور پر ابتداء میں کلینک میں صرف غیرملکی مریضوں نے آنا شروع کیا جو ہومیو پیتھک سے متعارف تھے۔ ان میں پاکستانی، ہندوستانی، ایرانی، برازیلین اور لبنانی افراد خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ لیکن مریضوں کی تعداد بہت تھوڑی تھی جس سے عوام الناس کو سستا طریقہ علاج مہیا کرنے کا مقصد پورا نہ ہوتا تھا۔

مکرم امیر و مشنری انچارج صاحب کی درخواست پر حضور نے ازراہ شفقت یہ اجازت مرحمت فرمائی کہ مکرم ڈاکٹر صاحب اکرا کے علاوہ ایک دن کے لئے گھانا کے دوسرے بڑے شہر کماسی میں کلینک شروع کریں۔

چنانچہ مکرم ڈاکٹر صاحب نے ابتداء ہفتہ میں ایک دن اور پھر دو دن کے لئے کماسی احمدیہ مشن ہاؤس میں ایک کمرہ میں یہ کلینک شروع کیا۔

کماسی شہر اپنی نوعیت کے لحاظ سے تجارتی شہر ہے جس میں زندگی کے ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والے لوگ آباد ہیں چنانچہ غریب عوام کو جب اس سستے طریقہ علاج کا علم ہوا تو چند ہفتوں میں ایسا رجوع خلائق ہوا کہ ڈاکٹر صاحب کے لئے مریضوں کو دیکھنا مشکل ہوگیا کیونکہ بعض اوقات انہیں ایک دن میں ایک سو تک مریض دیکھنے پڑتے تھے۔ اس دوران جماعت احمدیہ کماسی کے بعض مخلص احباب نے رضاکارانہ طور پر مکرم ڈاکٹر صاحب سے بہت تعاون کیا۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

کماسی میں کلینک کی اس طرح معجزانہ کامیابی پر گھانا کی جماعت کے ایک مخلص دوست مکرم یوسف احمد صاحب ادوسائی نے ڈیڑھ ایکڑ کا ایک پلاٹ خرید کر اس میں ڈاکٹر صاحب کی رہائش اور کلینک کی عمارت بنوائی اور جماعت کو تحفہ کے طور پر پیش کی۔ مکرم یوسف احمد صاحب ادوسائی کی خوبیوں میں سے ایک بڑی خوبی یہ بھی ہے کہ حضور کی جو بھی تحریک ہو اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اور اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ ہومیو پیتھک کلینک کی تحریک چونکہ حضور کی طرف سے تھی اس لئے انہوں نے اسے اپنی سعادت سمجھا کہ کلینک کے لئے عمارت بناکر پیش کریں۔ کلینک کی عمارت مکمل ہونے پر حضور اقدس کے ارشاد پر مکرم ڈاکٹر صاحب بمعہ فیملی مستقل طور پر کماسی منتقل ہوگئے۔

کلینک کی تعمیر کی ابتداء سے لےکر تکمیل تک جماعت احمدیہ کماسی کے ممبران نے بڑے خلوص سے کام کیا اور تین ماہ کے قلیل عرصہ میں یہ عمارت مکمل ہوگئی۔ کماسی شہر سے باہر نئی جگہ پر کلینک کی منتقلی پر خیال تھا کہ شاید شہر سے باہر مریض آنے میں دقت محسوس کریں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے مریضوں کی آمد میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا۔ چونکہ کماسی مشن ہاؤس میں ابتدائی کلینک سے لوگوں کو اس طریقہ علاج کی افادیت کا علم ہوچکا تھا۔ اس لئے پہلے کی طرح کثرت سے مریضوں کا علاج شروع کیا۔ مکرم ڈاکٹر صاحب کی مصروفیت کے پیش نظر مکرم یوسف احمد صاحب ادوسائی نے کلینک کو ایک کار تحفہ کے طور پر پیش کی۔

احمدیہ ہومیوپیتھک کلینک کا باقاعدہ افتتاح ۹ اپریل ۱۹۹۳ء کو ہوا۔ اس سلسلہ میں ایک شاندار تقریب منعقد کی گئی جس میں احمدی احباب کے علاوہ کثرت سے دیگر لوگوں نے بھی شرکت کی جن میں نمایاں تعداد غیراحمدی مسلمانوں کی تھی۔

اس تقریب میں بعض اہم شخصیات نے بھی شرکت کی جن میں Nana Oduro Numapaw پریذیڈنٹ آف نیشنل ہاؤس آف چیفس، ممبر آف کونسل آف سٹیٹ اور اپنے علاقہ کے پیرامونٹ چیف بھی ہیں، یہ آف کونسل آف سٹیٹ بننے سے پہلے نیشنل الیکٹرل کمیشن کے ممبر بھی تھے۔ اشانٹیوں کے بادشاہ نے بھی اپنا نمائندہ بھجوایا۔ اسکے علاوہ اکرا سے ہومیوپیتھک ایسوسی ایشن کے صدر بھی اس تقریب میں شامل ہوئے اور سب نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور جماعت احمدیہ کی طبی خدمات کو سراہا۔

کلینک کے افتتاح کے موقع پر مکرم ڈاکٹر محمد ظفراللہ صاحب نے ہمسایہ میں فری میسن والوں سے درخواست کی کہ ہمیں وقتی طور پر اپنے پلاٹ کے ایک حصہ میں کار پارکنگ کے لئے استعمال کی اجازت دے دیں لیکن انہوں نے عارضی طور پر یہ جگہ دینے سے انکار کردیا۔ خدا تعالیٰ کی قدرت دیکھیں کہ اس واقعہ کے چند ماہ بعد جب جماعت نے اپنے پلاٹ کی حد بندی بلدیہ کے ذریعہ کروائی تو جماعت کو اس پلاٹ کا ایک بڑا حصہ مل گیا جس پر فری میسن والوں نے ناجائز طور پر قبضہ کر رکھا تھا۔

جماعت احمدیہ کی روایتی انسان دوستی کو دیکھ کر بہت سے لوگوں نے حسد کرنا شروع کردیا اور ابتداء سے ہی کلینک کی اہمیت کو کم کرنے کی کوششیں شروع کردیں۔ احمدیہ ہومیوپیتھک کلینک سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر عیسائیوں کا ایک بڑا ہسپتال ہے جس میں یورپین ڈاکٹرز بھی کام کرتے ہیں، انہوں نے شہر میں بڑے بڑے سائن بورڈ لگوائے، مفت بلڈ پریشر چیک کرنے کے لئے ہسپتال میں نرسیں بٹھادیں۔ نیز احمدیہ کلینک کے نزدیک جنکشن پر ایک آدمی کھڑا کردیا جس کو اس کام کے پیسے دیئے جاتے تھے کہ وہ لوگوں کو احمدیہ کلینک جانے سے منع کرے اور عیسائیوں کے ہسپتال میں جانے کی ترغیب دلائے۔

احمدیہ ہومیو پیتھک کلینک میں علاج کے علاوہ مکرم ڈاکٹر صاحب نے دو فری میڈیکل کیمپ بھی لگائے جن میں ۳۰۰۰ مریضوں کو مفت علاج کی سہولت مہیا کی گئی۔ اس طرح مکرم ڈاکٹر صاحب نے گھانا کے مختلف اخبارات میں ہومیو پیتھک کے بارہ میں مضامین بھجوائے جنہیں اخبارات نے شائع کیا۔

گھانا میں ہومیو پیتھک طریقہ علاج کی طرف لوگ بڑی تیزی سے رجوع کر رہے ہیں جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک سال کے عرصہ میں ۲۸۰۰۰ افراد نے کلینک سے استفادہ کیا جن میں سے ۳۰۰۰ مریضوں کو مفت علاج مہیا کیا گیا۔

کلینک میں مریضوں کی آمد کا سلسلہ صبح چار بجے شروع ہوجاتا ہے چنانچہ حال ہی میں مریضوں کو موسم کی شدت سے محفوظ رکھنے اور بارش وغیرہ سے تحفظ فراہم کرنے کے لئے ایک بڑا شیڈ تعمیر کیا گیا ہے جس میں بیک وقت ۲۵۰ افراد کے بیٹھنے کی گنجائش ہے۔ لوگوں کو ہومیو پیتھک طریقہ علاج کی اہمیت اور افادیت سے آگاہ کرنے کے لئے کلینک میں آنے والوں کو لوکل (چوئی) زبان میں لیکچر دینے کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔

مکرم ڈاکٹر محمد ظفراللہ صاحب کو جہاں اللہ تعالیٰ نے پرخلوص خدمت انسانیت کا جذبہ عطا فرمایا ہے، اس کے ساتھ ساتھ بڑا تعمیری ذہن بھی عطا کیا ہے، انہوں نے گھانا میں لوکل طور پر گولیاں (گلوبیولز) تیار کرنے والی مشین کو خود ڈیزائن کیا اور ایک قابل انجینئر سے تیار کروایا ہے۔ اس سے قبل یہ گولیاں پاکستان سے منگوائی جاتی تھیں لیکن اس وقت جس کثرت سے مریض آتے ہیں اگر پاکستان سے گلوبیولز منگوانے پڑتے تو کافی مشکل پیش آتی۔ اب تک کلینک کی ضروریات کے علاوہ جو گلوبیولز (گولیاں) فروخت ہوئی ہیں ان کی رقم مشینوں کی لاگت سے زیادہ ہے یعنی ایک سال کے اندر اندر مشینوں نے کلینک کی ضرورت پوری کرنے کے علاوہ اپنی قیمت بھی پوری کردی ہے اور اب یہ مشینیں مفت میں جماعت کی ملکیت ہیں۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔ اس طرح کلینک کی ضروریات کے لئے اب تک بوتلیں وغیرہ باہر سے منگوانی پڑتی ہیں۔ مکرم ڈاکٹر صاحب اب بوتلیں بنانے والی مشین ڈیزائن کرنے میں مصروف ہیں جس کی تیاری کے بعد بوتلوں کے معاملہ میں بھی کلینک خودکفیل ہو جائے گا۔ انشاء اللہ۔

حضور ایدہ اللہ کا منصوبہ یہ ہے کہ گھانا میں جو کلینک کھولا گیا ہے وہ سارے افریقہ کو ادویات سپلائی کرے۔ گویا ڈاکٹر صاحب کے سپرد نہ صرف گھانا کے مریضوں کا کام ہے بلکہ سارے افریقہ کے مریضوں کے لئے ادویات سپلائی کرنے کا کام بھی ہے۔ مکرم ڈاکٹر صاحب اب تک افریقہ کے بہت سے ممالک کو ہومیو پیتھک ادویات ارسال کر چکے ہیں جن میں بورکینا فاسو، آئیوری کوسٹ، سیرالیون، گیمبیا، زائر، نائیجیریا اور بنین کے ممالک خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

ہومیو پیتھک ادویات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سے مریض معجزانہ شفاء پا رہے ہیں۔ اس جگہ صرف دو واقعات تحریر کرنے مناسب سمجھتا ہوں تاکہ مضمون طویل نہ ہوجائے۔

جماعت احمدیہ گھانا کے ایک مخلص دوست مکرم الحاج محمد مصطفےٰ لکری جو ایسٹرن ریجن کے پریذیڈنٹ بھی ہیں، ایک حادثہ کے باعث لمبے عرصہ سے ان کی قوت گویائی ختم ہوگئی تھی۔ جب مکرم ڈاکٹر محمد ظفراللہ صاحب گھانا تشریف لائے تو مکرم امیر صاحب نے یہ کیس ان کو بھجوایا۔ مکرم ڈاکٹر صاحب نے جو دوائی تجویز کی اس نے حیرت انگیز طور پر معجزانہ اثر دکھایا۔ چند ہفتے دوائی استعمال کرنے کے بعد اچانک ان کی آواز نکلنا شروع ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں کھوئی ہوئی قوت گویائی عطا کردی۔

ہزایکسی لینسی Theo Sowah جو کہ عیسائی ہیں اور

In Order to Record his Gratitude to
Hazrat Chaudhry Zafrulla Khan
Anwar Ahmad Kahlon,
a former National President and Ameer of the U.K.
has written a book entitled
'Zafrulla Khan - My Mentor'
The book is now available from all Mission Houses at £1-50.

ایک لمبے عرصہ تک پاکستان میں گھانا کے سفیر رہ چکے ہیں۔ ان کی اہلیہ صاحبہ بھی ان کے ساتھ پاکستان میں رہی ہیں، نے مکرم امیر صاحب سے ذکر کیا کہ انہیں گھٹنوں میں شدید درد رہتا ہے کہ چلنا پھرنا مشکل ہے۔ چنانچہ انہیں بھی مکرم ڈاکٹر محمد ظفراللہ صاحب کے پاس بھجوایا گیا۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ ہومیو پیتھک دوا سے انہیں حیرت انگیز طور پر فائدہ ہوا ہے اور اب وہ بغیر تکلیف کے چل پھر سکتی ہیں۔ الحمدللہ۔

دنیا کے دیگر ممالک کی طرح گھانا کو بھی اللہ تعالیٰ نے بہت سی مفید اور نایاب جڑی بوٹیوں سے نوازا ہے جس سے لوکل طور پر دیسی ادویات تیار کی جاسکتی ہیں لیکن بدقسمتی سے انہیں محفوظ کرنے کا کوئی انتظام نہیں جو لوگ یہ ادویات تیار کرتے ہیں وہ چند دن بعد ضائع ہوجاتی ہیں۔

مکرم ڈاکٹر صاحب مقامی جڑی بوٹیوں سے بھی مدر ٹنکچر تیار کرنے کا پروگرام بنا رہے ہیں جس کے ذریعہ ان مفید ادویات کو لمبے عرصہ تک محفوظ کیا جاسکے گا اور یہ ادویات بہت زیادہ مفید ثابت ہونگی۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ہومیو پیتھک بہت سستا طریقہ علاج ہے۔ پھر بھی غریب اور اعلیٰ طبقہ کے لوگ کثرت سے اس کلینک سے استفادہ کر رہے ہیں۔ گھانا میں احمدیہ ہومیو پیتھک کلینک عموی شہرت کے علاوہ مندرجہ ذیل بیماریوں کے لئے خاص طور پر مشہور ہوگیا ہے۔

۱۔ فالج، ۲۔ مرگی، ۳۔ دمہ، ۴۔ یرقان، ۵۔ بواسیر اور ۶۔ ہرنیا وغیرہ۔

ان بیماریوں کے مریضوں کو اللہ تعالیٰ معجزانہ طور پر شفاء عطا فرما رہا ہے۔

کسی کلینک یا ہسپتال کی کامیابی کا راز شفاء کے علاوہ وہاں کے عملہ کی محنت میں بھی ہوتا ہے۔ احمدیہ ہومیو پیتھک کلینک میں موجود عملہ کو جب آپ کام کرتے دیکھیں تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس کام کو ڈیوٹی سمجھ کر نہیں کر رہے بلکہ ایسے لگتا ہے کہ وہ اس کام کو خدمت انسانیت سمجھ کر کر رہے ہیں۔ صبح ۸ بجے سے شام ۵ بجے تک وہ ہر ضرورت سے بےنیاز نظر آتے ہیں تاکہ غریب، نادار اور بیمار انسانوں کو جتنی جلد ممکن ہو اور جس احسن رنگ میں ممکن ہو علاج مہیا ہو جائے۔ ان کی اسی محنت کا نتیجہ ہے کہ اس وقت روزانہ تقریباً ۳۰۰ سے ۳۵۰ مریض کلینک سے استفادہ کرتے ہیں۔

مریضوں کی جسمانی بیماریوں کے علاج کے علاوہ انہیں روحانی طور پر جلا بخشنے کے لئے ہومیو پیتھک کلینک سے ملحق مسجد بھی تعمیر کی گئی ہے تاکہ ہر رنگ و نسل کے لوگ فرقہ واریت سے بالاتر ہوکر جس رنگ میں اپنے رب کریم کے حضور سجدہ ریز ہونا چاہیں ہوسکیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسجد میں پانچ اوقات باجماعت نماز کا اہتمام ہے۔ الحمدللہ۔ کلینک کے کارڈ پر دیگر احمدیہ ہسپتالوں کے کارڈوں کی طرح "ھوالشافی" بھی پرنٹ کیا گیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہی بنی نوع انسان کو ہر قسم کی شفاء مہیا کرسکتا ہے۔ اس نظریہ کے پیش نظر مسجد کی تعمیر کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور لوگ سجدہ ریز ہوکر جسمانی اور روحانی شفاء کے طلبگار ہوسکیں۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزانہ دعا ہے کہ وہ گھانا کے اس ہومیو پیتھک کلینک کو عوام الناس کے لئے حقیقی شفاء خانہ بنادے اور مکرم ڈاکٹر محمد ظفراللہ صاحب ان کی اہلیہ مبشرہ نسیم صاحبہ اور دیگر کارکنان کو بہتر رنگ میں خدمت انسانیت کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرماتا چلا جائے اور افریقہ کے دیگر ممالک کے مریضوں کی بھی بلاواسطہ اور بالواسطہ خدمت کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین۔

جستہ جستہ

ایسی خموشیوں سے مگر ڈر لگے مجھے

مصنف کوثر جمال اپنی کتاب "مذہب کا سرطان" میں مذکورہ بالا عنوان کے تحت لکھتے ہیں:-

"روزنامہ "پاکستان" میں جناب اصغر علی گھرال کا ایک مضمون شائع ہوا ہے عنوان ہے "شعائر اسلامی کا تحفظ ــ چند سوالات" یہ وہ "سوالات" ہیں جو ہر عام مسلمان کے ذہن کو پریشان (Agitate) کر رہے ہیں اور جو اس کتاب کی ترتیب کا اصل محرک اور سبب بنے ہیں۔ "پاکستان" اور جناب اصغر علی گھرال کے شکریہ کے ساتھ اپنے قارئین تک پہنچائے جارہے ہیں۔

"چند روز ہوئے اسلامی شعائر کے تحفظ کے حوالے سے ایک خبر نظر سے گزری کہ ننکانہ صاحب کے ایک قادیانی ناصر احمد نے اپنی بیٹی کی شادی کے لئے دعوتی کارڈ چھپوایا جس پر بسم اللہ الرحمان الرحیم، السلام علیکم، انشاءاللہ اور نکاح مسنونہ کے الفاظ درج تھے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت ننکانہ صاحب کے ناظم اعلیٰ نے تعزیرات پاکستان کی دفعات ۲۹۵/اے اور ۲۹۸/سی کے تحت نہ صرف ناصر احمد بلکہ ان کی بیگم، سرفراز احمد، اعجاز احمد اور خاندان کے دیگر افراد کے خلاف شعائر اسلامی کے ناجائز استعمال کے الزام میں مقدمہ درج کروایا۔ پولیس نے ناصر احمد کو گرفتار کر لیا۔ باقی ملزمان نے لاہور ہائی کورٹ میں ضمانت قبل از گرفتاری کی درخواستیں دائر کیں۔ فاضل عدالت نے عبوری ضمانتیں منظور کر کے انہیں سیشن کورٹ شیخوپورہ سے رجوع کرنے کی ہدایت کی۔ بعد ازاں ملزمان نے ہائی کورٹ میں موقف اختیار کیا کہ سیشن عدالت شیخوپورہ میں جانے کے لئے حالات سازگار نہیں۔ عدالت عالیہ خود ہی ان درخواستوں کی سماعت فرمائے۔ ملزمان کے کونسل مبشر احمد ایڈووکیٹ نے عدالت میں موقف اختیار کیا کہ آئین کے تحت صرف وفاقی اور صوبائی حکومتیں ہی ایسے معاملات میں مقدمات درج کروانے کی مجاز ہیں۔ دوسرے بسم اللہ، انشاء اللہ، ماشاء اللہ وغیرہ الفاظ کا استعمال ۲۹۵/اے اور ۲۹۸/سی کی زد میں نہیں آتا ہے۔ اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل نے ان کے استدلال سے اتفاق نہیں کیا اور استغاثہ کے حق میں اپنے دلائل پیش کئے۔

یہ مقدمہ ہنوز عدالت میں ہے اس پر قانونی بحث میرا موضوع نہیں اس کے حسن و قبح کا فیصلہ عدالت مجاز کرے گی، تاہم ان مقدمات کا معاشرتی پہلو بھی ہے اور ان کے قومی بلکہ بین الاقوامی اثرات بھی ہیں جن سے صرف نظر مشکل ہے اور جن پر عمومی اظہار خیال کی اجازت چاہتا ہوں۔ مذکورہ الفاظ کے استعمال پر یہ پہلا مقدمہ نہیں۔ مختلف مقدمات پر اس نوع کے متعدد مقدمات درج ہو کر عدالتوں میں زیر سماعت ہیں۔ مثلاً منڈی بہاؤالدین میں لیٹر پیڈ کے اوپر بسم اللہ، ۷۸۶ چھپ جانے پر مقدمہ چل رہا ہے۔ اس کے علاوہ کلمہ طیبہ پڑھنے، کلمہ کا بیج لگانے اور درود شریف پڑھنے پر گرفتاریاں ہوئیں اور ثبوت جرم کے بعد عدالتوں سے سزائیں دی گئیں۔ مجھے یاد ہے کہ چند سال پیشتر بدوملہی کے ایک نوجوان مسعود احمد کو سول جج نارووال (بااختیارات دفعہ ۳۰ ضابطہ فوجداری کی) عدالت سے دو سال قید بامشقت اور دو ہزار روپے جرمانہ کی سزا ہوئی۔ اس کے خلاف انٹی احمدیہ آرڈیننس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اذان دینے کا الزام تھا۔ ملزم کے خلاف جو فرد جرم مرتب ہوئی وہ کچھ یوں تھی کہ ملزم نے باآواز بلند کہا ہے کہ:-

" اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد، اللہ کے رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد، اللہ کے رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ نماز کی طرف آؤ، نماز کی طرف آؤ۔ بھلائی کی طرف آؤ، بھلائی کی طرف آؤ۔ اللہ سب سے بڑا ہے ۔ اللہ سب سے بڑا ہے ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

اس مرحلہ پر انٹی احمدیہ آرڈیننس کو زیر بحث لانا یا اس پر تبصرہ کرنا بھی میرے موضوع سے خارج ہے، ویسے بھی اس کے نوع کے جملہ آرڈیننسوں پر صحیح تبصرہ تاریخ ہی کرے گی، البتہ مجھے یاد ہے کہ اس آرڈیننس کے نفاذ پر سپریم کورٹ اور ہائی کورٹوں کے نصف درجن جج صاحبان نے ایک مشترکہ بیان میں یہ مطالبہ کیا تھا کہ پاکستان میں سب کو اپنی پسند کے مذہب پر عمل کرنے کی اجازت ہونی چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ احمدیہ فرقہ یا کسی اور فرقے کے افراد پر طریقہ عبادت اور کلمہ پڑھنے پر موجودہ پابندیاں، ان کے حقوق کی صریح خلاف ورزی ہے جن کی ضمانت مملکت کے تمام شہریوں کو دی گئی ہے۔ نیز یہ بنیادی انسانی حقوق کے تصور کی بھی نفی ہے۔ اس بیان پر دستخط کرنے والوں نے قائداعظم محمد علی جناحؒ، گورنر جنرل پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی میں اس تقریر کا حوالہ دیا جس پر انہوں نے فرمایا تھا کہ تم آزاد ہو، تم اپنے مندروں میں جانے پر آزاد ہو، تم اپنی مسجدوں اور دیگر عبادت گاہوں میں آزادی سے جاسکتے ہو۔ پاکستان میں تم کسی بھی مذہب یا ذات یا عقیدے سے تعلق رکھ سکتے ہو، کاروبار مملکت کا اس سے کوئی سروکار نہ ہوگا۔ جن اصحاب نے اس مشترکہ بیان پر دستخط فرمائے تھے ان میں سپریم کورٹ کے چیف جسٹس جناب فخرالدین جی ابراہیم، مغربی پاکستان ہائی کورٹ کے سابق جج مسٹر علی سعید، مسٹر فضل غنی، سندھ ہائی کورٹ کے جناب عبدالحفیظ میمن، اے کیو حالی پوتا، اور مسٹر جی ایم شاہ شامل ہیں۔ ایک صاحب نے استفسار کیا ہے کہ عرب ممالک میں جو عیسائی یا دیگر غیر مسلم اقوام آباد ہیں اور ان کی مادری زبان عربی ہے وہ اگر یہ کہنا چاہیں کہ "اگر خدا نے چاہا" تو "انشاءاللہ" کے سوا کیا کہیں گے۔

ریاست حیدر آباد دکن میں اسلامی شعائر سے متاثر ہو کر اکثر ہندو، نہ صرف مسلمانوں سے ملتے ہوئے بلکہ باہم دگر بھی نمستے کی بجائے السلام علیکم ہی کہہ دیتے تھے۔ غیر مسلم شعراء کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں بڑی خوبصورت نعتیں لکھی ہیں اور ان میں اسلامی شعائر کو بے دریغ استعمال کیا ہے، کبھی کسی نے اس پر اعتراض کیا تھا؟

اسلام کی ڈیڑھ ہزار سالہ تاریخ کے مختلف ادوار میں یہ الزام تو لگتا رہا ہے کہ مسلمانوں نے کافروں کو زبردستی کلمہ پڑھوایا، البتہ کلمہ پڑھنے والوں کو بنوک شمشیر اس سے باز رکھنے کی کوئی مثال پہلے موجود نہیں تھی۔ کلمہ پڑھنے کا یہی مطلب ہے نا کہ اس "کافر" نے اقرار کیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں!!

جناب اکبر الہ آبادی کو شکایت تھی کہ :

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جاجا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

اس زمانے میں شاید یہ شاعرانہ مبالغہ آرائی تھی۔ کافر انگریز کی حکومت میں خدا کا نام لینے پر کسی نے پابندی عائد نہیں کی تھی، کوئی رپٹ نہیں لکھوائی گئی تھی۔ یہ سعادت "اسلامی" حکومت کو نصیب ہوئی ہے کہ غیر مسلموں کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی معبودیت کے اقرار کی اجازت نہیں۔

غیر مسلم یہاں ایک سوال پوچھتے ہیں جس کا میرے پاس کوئی جواب نہیں۔ امید ہے کوئی صاحب اس پر روشنی ڈال سکیں گے، وہ کہتے ہیں:

" کیا اسلامی مملکت میں "رب العالمین" اب فقط "رب المسلمین" رہ گیا ہے؟ کیا اس نے مومنین کے علاوہ "الناس" سے خطاب نہیں فرمایا ہے؟ کیا اب غیر مسلموں کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے اقرار کی اجازت نہیں؟ کیا غیر مسلموں کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اللہ کا رسول تسلیم کرنے کی اجازت نہیں؟

ان سوالوں کے اثبات میں جواب کے لئے قرآن پاک سے کیا استدلال ہے؟ اور نفی میں جواب کی صورت میں کسی کے کلمہ طیبہ پر پکڑ دھکڑ، گرفتاری اور قید و بند چہ معنی؟

علامہ اقبالؒ کو ۱۹۲۸ء میں یہ احساس ہو گیا تھا کہ پیشہ ور ملا کو شہہ دینا کتنا خطرناک ہے، ایک مطبوعہ خط میں لکھتے ہیں:

" آپ نے ٹھیک فرمایا ہے کہ پیشہ ور مولویوں کا اثر سر سید احمد خانؒ کی تحریک سے بہت کم ہو گیا تھا مگر خلافت کمیٹی نے اپنے پولیٹیکل فتووں کی خاطر ان کا اقتدار، ہندی مسلمانوں پر پھر قائم کر دیا ۔ یہ ایک سنگین غلطی تھی جس کا احساس ابھی تک کسی کو نہیں ہوا، مجھ کو حال ہی میں اس کا تلخ تجربہ ہوا ہے۔ کچھ مدت ہوئی ہے میں نے اجتہاد پر انگریزی میں ایک مضمون لکھا تھا جو یہاں میٹنگ میں پڑھا گیا تو بعض مولویوں نے مجھے کافر کہا۔

"انوار اقبال" ۔

قرآن پاک کی یہ واضح ہدایت ہے کہ کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس سے بے انصافی پر آمادہ نہ کر سکے ہر حال میں انصاف کرو اور یہ تقویٰ سے زیادہ قریب ہے اور سچے مومن حق بات کہنے میں کسی ملامت کرنے والے کی پروا نہیں کرتے۔

بغیر جرات اظہار کے سچائی ممکن نہیں ہے اور سچائی کے بغیر انفرادی طور پر میں نے اس موضوع پر مختلف

باقی صفحہ نمبر ۳۲ پر ملاحظہ فرمائیں

سری لنکا

(چوہدری عبدالرشید آرکیٹکٹ)

امسال مارچ کے مہینے میں خاکسار کو سری لنکا جانے اور وہاں کے احباب جماعت سے ملاقات اور ان کے جلسہ سالانہ میں شمولیت کا موقع ملا۔

سری لنکا ایک خوبصورت ملک ہے۔ اس کا سب سے پہلا نام لنکا تھا۔ جب پرتگیزیوں نے اس پر قبضہ کیا اور ۱۴۷ سال اس پر قابض رہے۔ انہوں نے اس کا نام Ceilad میں بدل دیا۔ لیکن جب ڈچ نے اس جزیرے پر قبضہ کر لیا اور ۱۴۰ سال تک اس پر قابض رہے انہوں نے اس کا نام تبدیل کر کے Ceylan رکھا اور جب ان کا دور ختم ہوا تو انگریزوں نے اس خوبصورت جزیرے پر ۱۵۲ سال حکومت کی انہوں نے اس کا نام Ceylon رکھ لیا۔

آخر کار ۱۹۴۸ء میں یہاں کے لوگوں کو آزادی نصیب ہوئی۔ ۱۹۷۲ء میں حکومت نے اس کا سب سے پہلا نام یعنی لنکا Lanka میں بدل دیا۔ لیکن اس کے ساتھ سری کا اضافہ کر کے "سری لنکا" رکھا جو کہ اس کا موجودہ نام ہے۔

اس جزیرے کی شکل ناریل Coconut کی طرح ہے اور سب سے عجیب بات ہے کہ اس ملک کی سب سے مشہور فصل بھی ناریل ہے۔ یہ دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جس کا پانی پیا جاتا ہے۔ وہ صحت کے لئے بہت اچھا تصور کیا جاتا ہے اور دوسری قسم میں گری ہوتی ہے۔ اس سے مختلف قسم کی مٹھائیاں بنائی جاتی ہیں۔ یہاں کی مشہور فصلیں ربڑ اور چائے ہے جو کہ دنیا میں ایک خاص مقام رکھتے ہیں۔

یہ ایک Tropical جزیرہ ہے۔ اس کی لمبائی ۳۵۳ کلومیٹر اور چوڑائی ۱۸۳ کلومیٹر اور آبادی ۲۷ ملین کے لگ بھگ ہے۔ یہاں کی آب و ہوا Tropical نوعیت کی ہے۔ یہاں دو مون سون موسم ہوتے ہیں۔ ایک مئی اور اگست کے درمیان جو کہ جنوب مغربی علاقہ میں ہوتا ہے۔ دوسرا اکتوبر اور جنوری میں ہوتا ہے جو کہ شمال اور مشرق کے علاقہ میں ہوتا ہے۔ سارا سال کا درجہ حرارت ۲۷ درجے سنٹی گریڈ ہے لیکن مارچ اور جون کے درمیان گرمی ہوتی ہے اور درجہ حرارت ۳۵ درجے سنٹی گریڈ تک چلا جاتا ہے۔

چھٹیاں منانے کے لئے بہترین وقت جنوب مغرب کی طرف دسمبر سے مارچ تک اور ایسٹ کوسٹ میں مئی سے ستمبر تک ہوتا ہے۔

کل آبادی ۲۷ ملین کے قریب ہے جس میں ۷۰ فیصد سنہالی (Sinhalese) ہیں جو سنہالا زبان بولتے ہیں اور بدھ مذہب کے پیروکار ہیں۔ ۱۶ فیصد تامل Tamil ہیں جو ہندو مذہب سے تعلق رکھتے ہیں اور تامل زبان بولتے ہیں۔ اس کے علاوہ ۷ فیصد مسلمان اور ۷ فیصد عیسائی ہیں۔ جو مسلمان یہاں آباد ہیں ان کی نسل عربوں سے ملتی ہے اور یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ان کے آباؤ اجداد پرتگیزوں کے وقت سے یہاں آباد تھے اور کچھ ہندوستان سے یہاں آکر آباد ہوئے۔

یہاں سب سے زیادہ بدھ مت کے پیروکار ہیں لیکن مذہبی آزادی ہر لحاظ سے ہے۔ چونکہ عیسائی قومیں یہاں لمبا عرصہ قابض رہی ہیں اس لئے انہوں نے اپنے زمانے میں بہت سے اچھے معیار کے چرچ بنائے تھے۔ بعض اوقات چرچوں کی تعداد دیکھ کر خیال کیا جاتا ہے کہ عیسائیوں کی تعداد زیادہ ہے لیکن واقعتاً ایسا نہیں ہے۔ یہاں چرچوں کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے اسے دوسرا روم (Second Rome) بھی کہا جاتا ہے۔

گوتم بدھ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریمؑ کے بت سڑکوں اور بڑی بڑی عمارتوں میں شیشے کے چھوٹے چھوٹے کمروں میں ملیں گے۔ رات کے وقت ان پر بہت دلکش انداز میں روشنی کا انتظام ہوتا ہے۔

یہاں عوام الناس میں یہ بات مشہور ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام زمین پر اترے تو سب سے پہلے اس جزیرے پر قدم رکھا تھا۔ اور اسی طرح گوتم بدھؑ آسمان پر چلے گئے تو آسمان پر جانے سے پہلے یہاں ٹھہرے تھے۔

چاول اور مچھلی لوگوں کی پسندیدہ غذا ہے۔ عام طور پر کھانے میں مچھلی اور چاول ضرور پیش کئے جاتے ہیں۔ کھانا عام طور پر ہاتھ سے ہی کھایا جاتا ہے، چمچے کا استعمال بہت کم ہے۔ اس لئے کھانا شروع کرنے سے پہلے گرم پانی کا پیالہ ہاتھ دھونے کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ اور اسی طرح کھانا ختم کرنے کے بعد بھی پانی کا پیالہ ہاتھ دھونے کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ موسم گرم ہونے کی وجہ سے چپل کا استعمال عام ہے۔ گھر میں داخل ہونے سے پہلے جوتے باہر اتارے جاتے ہیں اس لئے گھر اندر سے بہت صاف ہوتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے یہاں جماعت احمدیہ کے افراد اپنے اعلیٰ اخلاق اور کردار کی وجہ سے عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں اور انہیں اچھے مسلمان مانا جاتا ہے۔ یہاں ہماری دو بڑی جماعتیں قائم ہیں۔ ایک کولمبو (Colombo) میں اور دوسری نیگمبو (Nigombo) میں۔ دونوں جگہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مساجد ہیں اور جماعت بہت ہی مخلص ہے۔ قربانی کا جذبہ بے مثال ہے جب کولمبو میں نئی مسجد بنانے کا منصوبہ بنایا گیا تو اس کا اندازہ ۲۶۵ ملین تھا۔ صرف ایک ہی فرد نے ۱۴۳ ملین نقد پیش کئے اور باقی رقم افراد جماعت نے ایک سال کے اندر اندر ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ احباب جماعت کی غیر معمولی قربانی اور اخلاص ان کی سچائی کا نشان ہے۔ یہی منظر جب نیگمبو (Nigombo) کی مسجد کا منصوبہ بنایا گیا تو دیکھنے میں آیا۔ افراد جماعت نے ۳ ملین ایک سال کے اندر دینے کا وعدہ کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے جذبوں میں برکت ڈالے اور جماعت اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹتے ہوئے دن دگنی رات چوگنی ترقی کرتی چلی جائے۔

الحاج سید شفیع احمد محقق دہلوی (مرحوم)
کا تحریر کردہ دلچسپ افسانہ
دور بین
تبلیغ کے لئے اردو دان اہل سنت والجماعت حضرات کی خدمت میں تحفۃً پیش کیجئے
جلسہ سالانہ کے موقع پر دوربین خصوصی رعایت سے دستیاب ہے قیمت تین پونڈ
مزید معلومات کے لئے مسز رضیہ سمیع سے
فون نمبر (0181) 543 3140) پر رابطہ کریں

مکتوب آسٹریلیا — دلچسپ خبریں

(مرتبہ: چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل، آسٹریلیا)

سرب فوج اور اسرائیلیوں میں قدر مشترک

آسٹریلیا کی بانڈ یونیورسٹی ایک ایسی عظیم عمارت میں قائم ہے جس کی مالک جاپانی کمپنی ای آئی ای کارپوریشن تھی۔ شومئی قسمت کہ وہ کمپنی اب دیوالیہ ہو گئی ہے اور عمارت برائے فروخت پیش کی جا رہی ہے جبکہ ۱۸۰۰ طلباء اس میں تعلیم پا رہے ہیں۔ اس ممکنہ خطرہ کے پیش نظر کہ کوئی ایسا ادارہ اس عمارت کو خرید لے جو یونیورسٹی کو یہاں سے بے دخل کر دے یونیورسٹی کے ایگزیکٹو چانسلر پروفیسر میسل (Prof.- Messel) نے مسکراتے ہوئے کہا کہ یہ عمارت یونیورسٹی کے لئے تعمیر ہوئی تھی اور یہاں یونیورسٹی ہی رہے گی اور ممکنہ خریدار متنبہ رہیں کہ مجھے اور طلباء کو یہاں سے نکالنے کے لئے سرب فوج درکار ہو گی اور ہمیں یہاں سے نکالنا اسرائیلیوں کو مغربی کنارے سے نکالنے سے بھی زیادہ مشکل ثابت ہو گا۔

گویا کہ پروفیسر موصوف کے نزدیک رستے بستے گھروں سے ان کے مکینوں کو نکالنے کے لئے سرب فوج کا ہم پلہ کوئی نہیں اور ایک بار قبضہ مخالفانہ کر کے اس پر جمے رہنے میں اسرائیلیوں کا ثانی کوئی نہیں۔

پہاڑوں کے جنگل نیلے کیوں نظر آتے ہیں

سڈنی کے قریب ایک پہاڑی سلسلہ ہے جس کا نام نیلے پہاڑ (Blue Mountain) ہے اور یہ دیکھنے میں بھی نیلگوں لگتے ہیں۔ پروفیسر تھامس نے تحقیق کے بعد سراغ لگایا ہے کہ ان کے نیلے رنگ کی وجہ یہ ہے کہ کروڑوں یوکلپٹس (Eucalypts) درخت فضا میں کچھ ایسی گیسیں چھوڑتے ہیں جو منجمد سی ہو جاتی ہیں اور پھر سورج کی روشنی میں نیلے رنگ کی شعاؤں کو منعکس کرتی ہیں جن سے جنگل نیلے رنگ کے نظر آتے ہیں۔

جو گیسیں یہ درخت پیدا کرتے ہیں ان میں ایک کا نام Isoprene ہے یہ ان کے پتوں کو ٹھنڈا رکھتی ہے اور ۴۰ درجہ سنٹی گریڈ حرارت پر بھی اس کی وجہ سے پتے محفوظ رہتے ہیں۔ سائنس دانوں نے مصنوعی طور پر ایسا انتظام کیا کہ درخت یہ گیس نہ چھوڑیں تو پتے ۳۷ درجہ سینٹی گریڈ پر ہی جلنے شروع ہو گئے۔ دوسری گیس جو یوکلپٹس پیدا کرتے ہیں وہ Cineole ہے یہ پتوں کو نقصان پہنچانے والے کیڑوں کا مقابلہ کرتی ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور حیوانوں کی طرح نباتات کو بھی خود حفاظتی کا دفاعی نظام عطا کیا ہے۔ اور اگر یہ نہ ہوتا تو ہم بھی زمین پر نہ ہوتے۔

جدید آلات جاسوسی

تمام حکومتیں ایک دوسرے کے خلاف ممکن حد تک جاسوسی میں لگی رہتی ہیں۔ ہم خیال حکومتیں اس سلسلہ میں ایک دوسرے سے تعاون بھی کرتی ہیں اور پھر آپس میں بھی ایک دوسرے کی طرف کان اور آنکھیں کھلی رکھتی ہیں۔ یہ سائنس بھی روز بروز ترقی کر رہی ہے۔ ایک فائبر آپٹک کیبل (Fiber Optical Cable) کسی عمارت میں چھپا دی جاتی ہے یہ سگنل ایک بہت چھوٹی سی بیٹری کے ذریعہ ریڈیو ویوز (Radio Waves) کو ایک اور Repeater Box میں بھیجتی ہیں جو سینکڑوں میٹر دور رکھا ہوتا ہے وہاں سے آگے پھر وہ سگنل جاسوس وصول کرتا ہے لیکن اب جدید سسٹم میں کسی عمارت کے اندر یہ کیبل بچھانے کے لئے یا رکھنے کے لئے نہیں جانا پڑتا۔ یہ ۱۹۸۰ء کی باتیں ہیں اب اس طرح کے آلات استعمال ہوتے ہیں۔

☆ Gas Loaded Laser : یہ دیواروں کے باہر سے بھی دیکھ لیتا ہے اور عمارت کے اندر کی تصویریں اور بات چیت حاصل کر لیتا ہے۔

☆ Radio Laser : اس کا حجم ایک عام قلم جتنا ہوتا ہے اور یہ ہزاروں میٹر دور کی باتیں نہایت صفائی سے سن لیتا ہے۔

☆ بہت چھوٹے سائز کے چینی کے آلات جن کے اندر سونے کے پتے ہوتے ہیں اس کا پتہ بھی نہیں لگایا جا سکتا اور کسی عمارت کے اندر ان کو چھپایا جا سکتا ہے۔

☆ Russian Made Sonic Bug : اس کے متعلق ابھی کچھ پتہ نہیں چل سکا۔

☆ Burst Bug اس کا بھی پتہ نہیں لگ سکا کہ کیسے کام کرتا ہے لیکن اتنا پتہ ہے کہ یہ ۲۰ سیکنڈ کی بات کو اکٹھا کر کے فوراً اطلاع آگے پہنچا دیتا ہے۔

☆ Infra Red Beams یہ کسی کھڑکی پر پھینکی جاتی ہے جو بات چیت کے ہلکے سے ارتعاش کو بھی دور بھیج سکتا ہے اور وہاں سے باتیں صاف سنی جا سکتی ہیں۔ اگر ان شعاعوں کو کسی کمپیوٹر پر پھینکا جائے تو جو کچھ اس کی سکرین پر ٹائپ ہوا ایک نظام کے واسطے سے ہزاروں میل دور بیٹھے بھی پڑھا جا سکتا ہے۔

اور ابھی تو یہ سلسلہ ہر آن ترقی پذیر ہے۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔

انسان کے حقیر خدمت گار

اللہ تعالیٰ نے انسان کی خدمت کے لئے ان گنت خدمت گار مقرر کر رکھے ہیں۔ ایسے لشکروں کے نام، کام اور تعداد کو سوائے خدا کے اور کوئی نہیں جانتا۔ اس وقت اس حقیر سی موٹی بھدی مکھی کا ذکر مقصود ہے جو گائے بھینس کے گوبر پر بیٹھا کرتی ہے۔

جب گائے کو آسٹریلیا میں پہلی بار لایا گیا تو اس کے گوبر پر بیٹھنے والی مکھی کو ساتھ لانا بھول گئے۔ اس طرف ذہن ہی نہیں گیا ہوگا کہ اس کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آہستہ آہستہ چراگاہیں بنجر ہونی شروع ہو گئیں۔ جہاں گائے گوبر پھینکتی اس کے نیچے کا گھاس خشک ہونا شروع ہو جاتا۔ اور ہوتے ہوتے ساری چراگاہیں بنجر ہو گئیں۔ آخر حکومت کے تحقیقی ادارہ CSIRO نے ۱۹۶۸ء میں گوبر کی مکھی کی پچاس اقسام کو آسٹریلیا بھر کی چراگاہوں میں پھیلا دیا۔ یہ مکھی گوبر پر کام کر کے زمین کی غذائیت کو واپس زمین میں بھیج دیتی ہے۔ زمین کو کھود کر زرخیز رکھتی ہے۔ یوں آسٹریلیا کی چراگاہوں پر پلنے والی لاکھوں گائیاں اور ان سے حاصل ہونے والے گوشت، دودھ، مکھن اور پنیر میں ان لاکھوں مکھیوں کی محنت بھی شامل ہے جو بغیر معاوضہ کے خدمت میں مصروف ہیں۔

سائنس کی دنیا

(آصف علی پرویز)

سمندر کے پانی سے زراعت کیجئے!

اگرچہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر سمندروں کی صورت میں تین چوتھائی حصے پر پانی مہیا فرمایا ہے لیکن سمندر کے پانی میں نمکیات کی مقدار اتنی زیادہ ہے کہ نہ صرف یہ پانی پینے کے قابل نہیں ہوتا بلکہ اس پانی کو فصلوں کو اگانے کے لئے استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ نتیجۃً سمندر کے کنارے اور اس سے ملحقہ سرزمین صحراؤں اور بنجر زمینوں میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ عرب ممالک میں سمندر سے پانی حاصل کرنے کے لئے بڑے بڑے کارخانے لگائے گئے ہیں جس میں پانی کو بڑے پمپوں کی مدد سے مختلف فلٹروں میں سے گزارا جاتا ہے جو نمکیات کو پانی سے علیحدہ کر لیتے ہیں اور پانی کو بوتلوں میں بند کر کے بازار میں بیچ دیا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ پانی کو اس طرح صاف کرنے میں بجلی کی بڑی مقدار ان پمپوں کو چلانے کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔

Tenrif (سپین) کا ساحلی شہر گرمیوں میں چھٹیوں کے لئے ایک بڑی خوبصورت جگہ ہے لیکن سیاحوں کو پانی مہیا کرنے کے لئے اتنی مقدار میں پانی زمین سے نکال لیا جاتا ہے کہ ارد گرد کی زمین بنجر سی ہو کر رہ گئی ہے۔ اب زراعت کے ماہرین ایک اچھوتے طریق سے فصلوں اور خاص طور پر سبزیوں کو پیدا کر رہے ہیں۔ اس کے لئے انہوں نے خس کی چکوں کا ایک سبز گھر (Green House) بنایا ہے۔ پن چکیوں کی مدد سے کچھ بجلی پیدا کی جاتی ہے جو ایک موٹر کو چلانے کے کام آتی ہے۔ اس کی مدد سے پانی ان خس کی ٹٹیوں پر ڈالا جاتا ہے۔ جب سمندری ہوا ان خس کی ٹٹیوں میں سے گزرتی ہے تو اپنے ساتھ آبی بخارات بھی لے کر آتی ہے۔ (یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے پاکستان میں پانی کے کولر بنائے گئے ہیں)۔ چنانچہ جب یہ ہوا اس گرین ہاؤس میں جاتی ہے تو بخارات سے لدی ہوتی ہے۔ جس سے درجہ حرارت اس حد تک کم ہو جاتا ہے کہ پودے آسانی سے پھول پھل سکتے ہیں۔ لیکن اب زرعی ماہرین کے سامنے یہ سوال تھا کہ ہوا سے کس طرح پانی کو نکالا جائے۔ اس کے لئے انہوں نے ایک بڑا سادہ اصول استعمال کیا یعنی اگر آپ گرمیوں میں ایک گلاس میں برف ڈال کر رکھ دیں تو تھوڑی دیر کے بعد آپ مشاہدہ کریں گے کہ گلاس کے باہر والی سطح پر پانی کے قطرے بن جاتے ہیں گویا ٹھنڈا گلاس ہوا میں سے پانی نکال لیتا ہے۔

اس اصول کو استعمال کرتے ہوئے انہوں نے سمندر کے ٹھنڈے پانی کو کار کے Radiator کی طرح کی باریک نالیوں میں سے گزارا۔ چنانچہ اس طرح ہوا میں سے آبی بخارات اتنے زیادہ اکٹھے کئے گئے کہ تقریباً ۴۰۰۰ لٹر پانی روزانہ اکٹھا کیا جانے لگا۔ یہ پانی پودوں کو ڈالا جاتا ہے اور نتیجۃً نہایت عمدہ سبزیاں مثلاً Lettuce اس گرین ہاؤس میں اگایا جا رہا ہے جو سیاحوں کی ضرورت کو بخوبی پورا کرتا ہے۔ اس علاقے کی معیشت نہ صرف سیاحوں کے سہارے قائم ہے بلکہ اس قسم کے گرین ہاؤس اب انہیں سبزیوں کے معاملے میں بھی خود کفیل کر رہے ہیں۔

—○○—

مصنوعی ہاتھ

(Bionic Hand)

اللہ تعالیٰ نے دماغ اور نظام اعصاب کے دوسرے حصوں مثلاً ریڑھ کی ہڈی کے اندر حرام مغز کی بتی کی تخلیق اس انداز سے کی ہے کہ اسے قوت فیصلہ عطا فرمائی ہے۔ مثلاً اگر آپ کا دماغ ایک چائے کی پیالی کو اٹھانے کا فیصلہ کرے تو یہ ہاتھ کے عضلات وغیرہ کو سارے جسم میں پھیلے ہوئے اعصاب کی مدد سے پیغام بھیجتا ہے۔ یہ پیغام بجلی کے مختلف اشارات (Codes) پر منحصر ہوتے ہیں۔ ہاتھ کے عضلات ان احکامات کے مطابق عمل سرانجام دیتے ہیں۔ واضح ہے کہ اگر کسی وجہ سے اعصاب کی یہ باریک تاریں کسی جگہ سے ٹوٹ جائیں تو اگرچہ ہاتھ کے عضلات (ابتداء میں تو کم از کم) بالکل ٹھیک ہونگے لیکن چونکہ پیغام ہی ہاتھ تک نہیں پہنچے گا اس لئے ہاتھ چائے کی پیالی نہیں اٹھا سکے گا۔

سائنس دان کسی حد تک ان پیغامات کو سمجھنے کے قابل ہوتے جا رہے ہیں اس لئے بعض انجینئروں اور ڈاکٹروں کی ٹیم نے اس بات پر تحقیق کرنا شروع کی کہ کیا ہم ایسے پیغامات باہر سے بھجوا سکتے ہیں۔ یعنی جسم کے ساتھ ایسے مصنوعی پرزے لگا دئے جائیں جو اسی قسم کے سگنل جاری کریں۔ ہاتھ کے عضلات ان پیغامات کو دماغ سے آتے ہوئے پیغام سمجھیں اور اس کے مطابق عمل کر سکیں۔

ڈاکٹروں نے اپنی اس تھیوری کو ایک مریض پر اپنایا۔ یہ شخص آج سے ۱۴ سال قبل چھت سے گر گیا تھا۔ نتیجۃً اس کا کچھ حصہ فالج زدہ ہو گیا اور معمولی کام مثلاً چائے کا ایک کپ اٹھانے کے بھی ناقابل ہو گیا۔ انجینئروں نے ایک کمپیوٹر کی Probes (یہ ایک پلاسٹک کا ٹکڑا ہوتا ہے جو جسم کے ساتھ چپک جاتا ہے اس کے اندر وہ تار لگا ہوتا ہے جس سے بجلی کی لہریں جسم کے اندر داخل ہوتی ہیں) اس شخص کے بازو کے ساتھ لگائیں۔ اس شخص کا بیان تھا کہ جب اس مشین سے بجلی کی لہریں اس کے بازو میں بھجوائی گئیں تو اسے یہ احساس ہوا گویا اس کے ہاتھ میں ایک نئی "جان" آ گئی ہے۔ چونکہ اس شخص کا بازو پچھلے ۱۴ سال سے ناقابل استعمال تھا اس لئے اس کے عضلات بھی اپنی طاقت کھو چکے تھے۔ ڈاکٹروں نے فیصلہ کیا کہ اس کا آپریشن کر کے مصنوعی عضلات جو پلاسٹک کے بنے ہوئے ہیں اس کے بازو میں لگا دئے جائیں۔ آپریشن کے بعد جب یہی تجربات دوبارہ دہرائے گئے تو ڈاکٹر یہ معلوم کر کے بہت خوش ہوئے کہ اب اس کا بازو بہت ہی مضبوط ہو چکا تھا۔ ڈاکٹروں کا ارادہ ہے کہ اب آپریشن کر کے پوری مشین اس کے جسم کے اندر لگا دی جائے جس سے یہ شخص ۱۴ سال بعد پہلی مرتبہ اپنے ہاتھ سے چائے کی پیالی پینے کے قابل ہو سکے گا۔

—○○—

مچھر سے ملیریا بیماری کا علاج

مچھر گرم براعظموں میں بڑی کثرت سے پایا جاتا ہے جس میں ایشیا افریقہ اور آسٹریلیا شامل ہیں۔ خوش قسمتی سے چونکہ یورپ کا موسم نسبتاً ٹھنڈا ہے نیز گندے پانی کے نکاس کا انتظام بھی اچھا ہے اس لئے یہاں مچھر کی پیدائش نہ ہونے کے برابر ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ ہر سال دنیا میں مچھر کے کاٹنے سے ۵۰ کروڑ افراد متاثر ہوتے ہیں جس میں تقریباً بیس لاکھ افراد ہلاک ہو جاتے ہیں۔ یہ ایک غیر معمولی تعداد ہے اس لئے دنیا کی طبی تنظیمیں مختلف قسم کے پروگرام بناتی رہتی ہیں کہ کیونکر مچھروں سے نجات حاصل کی جائے۔ اس سلسلے میں کئی قسم کی ادویہ (Vaccines) تیار کی جاتی ہیں لیکن کچھ ہی عرصے کے بعد ملیریا کے جراثیم (Paracites) ان کے خلاف مدافعانہ طریق اختیار کر لیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس بیماری پر کوئی خاص قابو نہیں پایا جا سکا۔

لندن کے مشہور ادارہ امپیرئل کالج (Imperial College) کے پروفیسر Bob Sinden نے ملیریا کے جراثیم کے خلاف ایک مؤثر دوا بنائی ہے۔ چونکہ مچھروں کی "حکومت" دنیا کے بہت سارے ممالک پر ہے اس لئے اگرچہ روایتی طریقہ یعنی ٹیکہ وغیرہ سے اس دوا کو استعمال کیا جاتا ہے پھر بھی بروقت دنیا کے ہر متاثرہ فرد کو ٹیکہ لگانا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔

اب ایک نہایت ہی دلچسپ اور اچھوتے طریق پر غور ہو رہا ہے کہ کیوں نہ مچھروں کو ہی یہ دوا انسان تک پہنچانے کی ذمہ داری سونپی جائے۔ Liverpool School of Imperial Medicine میں تجربہ کیا گیا کہ اس دوا کے جینز (Vaccine Jeans) کو مچھروں کے اندر داخل کر دیا جائے۔ پھر ان مچھروں کو مختلف ممالک میں پھیلا دیا جائے۔ چنانچہ یہ مچھر بجائے بیماری کے جراثیم لے جانے کے دوا اپنے ساتھ لے جائیں گے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ ان مچھروں کے لگائے ہوئے بیس ٹیکے ملیریا کے جراثیم کو مکمل طور پر ہلاک کر دیں گے۔

اس خیال کو عملی جامہ پہنانے کے لئے Genetic Engeneering کا سہارا لیا گیا ہے جس کے نتیجہ میں اس دوا کے جینز مچھروں کے جینز میں شامل کر دئے گئے۔ ان سے جو مچھر پیدا ہوئے وہ اپنے اندر ملیریا کے خلاف دفاع کی دوائی لئے اڑتے پھرتے تھے۔ یہ تجربہ ابھی خاص لیبارٹریوں میں ہی کیا گیا ہے کیونکہ سائنس دانوں کو فکر ہے کہ اس طریقہ کے دوسرے اثرات (Side Effects) زیادہ خطرناک ہو سکتے ہیں۔ مچھروں کی اس کھیپ کو گرم ممالک میں پھیلانے سے پہلے سائنس دان اس بات کا سو فیصد اطمینان چاہتے ہیں کہ یہ طریقہ کار کسی اور مہلک بیماری کا باعث تو نہیں ہو گا۔

سیارچوں کی زمین سے ٹکر

جب سے مشتری سیارہ پر شومیکر لیوی نمبر ۹ کی پچھلے سال ٹکر ہوئی ہے سائنسی دنیا میں یہ موضوع زیر بحث ہے کہ کیا کوئی بڑا سیارچہ (Metroid) زمین سے بھی آ کر ٹکرا سکتا ہے یا نہیں۔ اگر خدانخواستہ کبھی ایسا واقعہ ہونے کا امکان پیدا ہوا تو اس کے کیا اثرات ہونگے اور ان سے بچنے کے کیا امکانات ہیں۔

تاریخ میں سائنس دانوں کو یقین ہے کہ بعض اوقات ایسا پہلے ہو چکا ہے۔ آج سے لاکھوں برس قبل ہماری زمین پر بہت بڑے بڑے جانور اور پرندے رہتے تھے۔ جن کی ہڈیوں کو بڑی محنت سے جوڑنے کے بعد ان کے ڈھانچوں کی تشکیل کی گئی ہے۔ لندن کے Natural History Museum میں ان قوی الجثہ جانوروں (Dianasores) کے ڈھانچے نمائش کے لئے رکھے گئے ہیں۔ بعض سائنس دانوں کا دعویٰ ہے کہ ان جانوروں کی بربادی اور ہلاکت کی ایک وجہ یہ تھی کہ ایک بہت بڑا Metroid زمین سے آ ٹکرایا جس کے نتیجے میں انتہائی شدت کے طوفان آئے جس سے گرد و غبار فضا میں اڑ کر گیا اور اس نے سورج کی روشنی کو زمین تک پہنچنے سے روک دیا۔ سردی کی وجہ سے درجہ حرارت میں اتنی نمایاں تبدیلی پیدا ہوئی کہ Dianasores ان کا مقابلہ نہ کر سکے اور یوں ان کی نسل ناپید ہو گئی۔

سائنس دان درخت کے اندر بنے ہوئے حلقوں (Rings) کی مدد سے بھی درجہ حرارت میں غیر معمولی تبدیلی کا سراغ لگاتے ہیں۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ آج سے چند ہزار سال قبل بھی ایک بڑا سیارچہ زمین سے ٹکرایا تھا۔ اس بات کا اندازہ نباتات کے ماہرین نے درختوں کے اندر بنے ہوئے حلقوں کے تفصیلی تجزیے کے بعد لگایا ہے۔

آج سے چند سال قبل امریکہ کے سابق صدر ریگن نے Strategic Defence Initiative کا منصوبہ بنایا۔ جس کا مقصد روس کی طرف سے حملہ کی صورت میں آنے والے میزائل کو خلا میں تباہ کرنا تھا۔ سرد جنگ کے خاتمے کے بعد فی الحال اس منصوبہ کو ترک کر دیا گیا ہے۔ لیکن اس دوران نہایت ہی طاقتور لیزر کی مشینیں ایجاد کی گئی ہیں۔ سائنس دان اس بات پر غور کر رہے ہیں کہ اگر کوئی سیارچہ ہماری دنیا کی طرف آئے گا تو ان لیزر مشینوں سے اور خلا میں اڑنے والے Spacecraft سے جو ایٹمی اسلحہ سے لیس ہیں اس سیارچہ پر حملہ کر دیں گے اور یہ کوشش کی جائے گی کہ اس سیارچہ کے بڑے ٹکڑوں کو خلا میں اس طرح سے توڑ دیا جائے کہ جب اس کے ٹکڑے ہماری فضا میں آئیں تو خدا تعالیٰ کے پیدا کردہ حفاظتی نظام سے وہ جل کر خاکستر ہو جائیں۔ تاہم سائنس دانوں کو یہ فکر لاحق ہے کہ خلا میں سینکڑوں ایٹم بموں کے پھٹنے کے بہت سارے نقصانات بھی ہو سکتے ہیں!

0181 682 3100
BERKELEY PROPERTY SERVICES
58 TRINITY ROAD LONDON SW17 7RH
Residential Sales
Letting & Management
(Fax: 0181 682 3900)

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission from London
28th of July 1995 - 17th of August 1995

Friday 28th July

11.30 Tilawat
11.45 Hadith
12.00 Around the Globe: *Address of Hadhrat Ameerul Momineen Khalifatul Masseh the IV at the Inauguration of duties for Jalsa Salana 1995*
1.00 News
1.20 *Darood*
1.30 Friday Sermon *LIVE*
2.40 *Various programmes*
3.15 Hoisting of Liwa-e-Ahmaddiyat
3.30 Tilawat
3.40 *Qaseedah*
3.50 *Nazam*
4.05 *The Opening Speech of Jalsa Salana UK by Hadhrat Khalifatul Masseh the IV*
5.00 *End of Transmission*

Saturday 29th July

11.30 Tilawat
11.40 Nazam
11.50 *Address to Ladies by Hadhrat Khalifatul Masseh the IV, Jalsa Salana 1995*
1.30 News
2.00 Jalsa special : *Interviews with Various delegations from abroad, Scene of Jalsa Gah.*
5.00 *End of Transmission*

Sunday 30th July

11.30 Tilawat
11.45 International Majlis Irfan *with Hadhrat Khalifatul Masseh the IV*
1.30 The International Bai'at *(Initiation Ceremony)*
2.00 M.T.A News
2.30 *Address by Hadhrat Khalifatul Masseh the IV, 29/7/1995, Jalsa Salana UK*
5.00 *End of Transmission*

Monday 31st July

11.30 Tilawat
11.45 Hadith
12.00 News
12.30 *Concluding Speech by Hadhrat Khalifatul Masseh the IV, (Rec. 30/7/1995) Jalsa Salana UK.*
3.00 Jalsa special : *Interview of African delegates*
4.00 *Qaseedah*
4.15 Jalsa special: *Interview of Arab Delegates*
4.50 *Nazam*
5.00 *End of Transmission*

Tuesday 1st August

11.30 Tilawat
11.45 Seeratu-un-Nabee (s.a.w.)
12.00 Medical Matters: *with Dr. Mujeeb ul Haq Khan sahib.*
12.30 Eurofile: *The Impeccable youth of the Holy Prophet (s.a.w) - by Mr. Kareem Asad Ahmad Khan*
1.00 News
1.30 Around the globe: Interview
2.00 "Natural Cure" *Homeopathy Lesson No.97*
3.05 *Nazam*
3.10 *Cooking Lesson:* ALMAIDAH
3.30 Canada Speaks: *"Meet our Friends" Part 8*
3.40 LIQAA MA'AL ARAB
4.50 *Tomorrow's Programmes*

Wednesday 2nd August

11.30 Tilawat
11.45 Hadith
12.00 Eurofile: *Interviews (English)*
1.00 News
1.30 MTA Life Style: *Sewing Class "Perahan" No.2*
2.00 "Quran Class" *Tarjamatul Quran class No.74*
3.05 *Nazam*
3.10 MTA Variety: *Sports from Ijtema Khuddam ul Ahmadiyya 1995.*
3.50 LIQAA MA'AL ARAB
4.45 *Qaseedah*
4.50 *Tomorrow's Programmes*

Thursday 3rd August

11.30 Tilawat
11.45 Malfozat
12.00 Medical Matters *with Dr. Mujeeb ul Haq Khan sahib.*
12.25 Eurofile: *Interviews (English)*
1.00 News
1.30 Around the Globe: *Documentary*
2.00 "Quran Class" *Tarjamatul Quran class No.75*
3.00 *Nazam*
3.05 MTA variety: *"Riasat Jamu Kashmir Key Azadey Key Jang key Kahaney". by Abdul Ghaffar Dar.*
3.45 *Qaseedah*
4.00 LIQAA MA'AL ARAB
4.58 *Tomorrow's Programmes*

Friday 4th August

11.30 Tilawat
11.45 Hadith
12.00 MTA Variety: *Correct pronunciation of Durres Sameen, "Mahmood Key Ameen" 2nd part*
12.30 Learning Languages with Huzoor *Lesson 9 part 1*
1.00 News
1.20 Friday Sermon *LIVE*
2.40 *Nazam*
2.45 Mulaqat *with Urdu speaking friends. 4/8/95*
3.45 *Qaseedah*
3.50 LIQAA MA'AL ARAB
4.50 *Tomorrow's Programmes*

Saturday 5th August

11.30 Tilawat
11.45 Hadith
12.00 M.T.A Variety: *Question Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masseh the IV, 8/7/1995 London part 1*
1.00 News
1.30 Around the Globe:*Documentary Shalmar Bagh.*
2.00 Children's Corner: *Mulaqat with Huzoor 5/8/1995*
3.00 *Nazam*
3.05 MTA variety: *German programme*
3.45 *Qaseedah*
3.50 LIQAA MA'AL ARAB
4.50 *Tomorrow's Programmes*

Sunday 6th August

11.30 Tilawat
11.45 Hadith with English Translation
12.00 MTA variety: *Question Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masseh the IV, 8/7/1995 London,part 2*
1.00 News
1.30 Around the Globe
2.00 Mulaqat *with English delegates*
3.00 *Nazam*
3.05 MTA variety: *A Letter from London by Ameer sahib UK.*
3.35 *Nazam*
3.45 *Qaseedah*
3.50 LIQAA MA'AL ARAB
4.50 *Tomorrow's Programmes*

Monday 7th August

11.30 Tilawat
11.45 Malfozat
12.00 Eurofile: *Challenge faced by contemporary Ahmadiyya youth, by Mr. M. Arshad Ahmidi.*
12.30 Learning Languages with Huzoor *Lesson 9 part 2*
1.00 News
1.30 Around the Globe: *Documentary*
2.00 "Natural Cure" *Homeopathy Lesson No.102.*
3.05 *Nazam*
3.10 "Dilbar mera yehi hal" *Ch. Hadi Ali sb.*
3.30 MTA variety: *German programme "Islamesch Press Shau".*
4.00 *Qaseedah*
4.10 LIQAA MA'AL ARAB
4.50 *Tomorrow's Programmes*

Tuesday 8th August

11.30 Tilawat
11.45 Seeratu-un-Nabee (s.a.w.).
12.00 Medical Matters: *with Dr. Mujeeb ul Haq Khan sahib.*
12.30 Learning Languages with Huzoor *Lesson 4 part 2*
1.00 News
1.30 Around the globe: *"Introduction of the first 14 members of Lajna Imaillah".*
2.00 "Natural Cure" *Homeopathy Lesson No.103*
3.00 *Nazam*
3.05 *Cooking Lesson* ALMAIDAH
3.30 *Nazam*
3.35 Canada Speaks: *"Meet our friends"*
4.00 LIQAA MA'AL ARAB
4.50 *Tomorrow's Programmes*

Wednesday 9th August

11.30 Tilawat
11.45 Hadith
12.00 Eurofile: *Acceptance of prayers, A mighty proof of the existence of God.*
12.30 Learning Languages with Huzoor *Lesson 10 part 2*
1.00 News
1.30 MTA Life Style: *Sewing Class.*
2.00 "Quran Class" *Tarjamatul Quran Class No. 76*
3.05 *Nazam*
3.10 MTA Variety
3.40 *Qaseedah*
3.50 LIQAA MA'AL ARAB
4.50 *Tomorrow's Programmes*

Thursday 10th August

11.30 Tilawat
11.45 Malfozat
12.00 Medical Matters *with Dr. Mujeeb ul Haq Khan sahib.*
12.30 Learning Languages with Huzoor *Lesson 11 part 1*
1.00 News
1.30 Around the Globe: *Documentary*
2.00 "Quran Class" *Tarjamat tul Quran Class No.77*
3.00 *Nazam*
3.05 MTA Variety: *"Quiz programme from Rabwah"*
3.30 Children's Corner: *Tarteelul Quran, part 3*
4.05 LIQAA MA'AL ARAB
4.50 *Tomorrow's Programmes*

Friday 11th August

11.30 Tilawat
11.45 Hadith
12.00 M.T.A Variety: *The promised Messiah's beneficence towards mankind, by Aftab Ahmad Khan sahib.*
12.30 Learning Languages with Huzoor *Lesson 11 part 2*
1.00 News
1.20 Friday Sermon *LIVE*
2.40 *Nazam*
2.45 Mulaqat *with Urdu speaking friends.*
3.45 *Qaseedah*
3.50 LIQAA MA'AL ARAB
4.50 *Tomorrow's Programmes*

Saturday 12th August

11.30 Tilawat
11.45 Hadith
12.00 M.T.A Variety: *Question Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masseh the IV, Lajna Imaillah UK, 1st part, 9/7/1995.*
1.00 News
1.30 Around the Globe: *Documentary, Baadshahi Masjid*
2.00 Children's Corner: Mulaqat *with Huzoor 12/8/1995.*
3.00 *Nazam*
3.05 MTA variety: *German programme*
3.45 *Qaseedah*
3.50 LIQAA MA'AL ARAB
4.50 *Tomorrow's Programmes*

Sunday 13th August

11.30 Tilawat
11.45 Hadith *with English Translation*
12.00 M.T.A Variety: *Question Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masseh the IV, Lajna Imaillah UK, 1st part, 9/7/1995.*
1.00 News
1.30 Around the Globe
2.00 Mulaqat *with English delegates*
3.00 *Nazam*
3.05 MTA variety: *A Letter from London by Ameer sahib UK.*
3.35 *Nazam*
3.45 *Qaseedah*
3.50 LIQAA MA'AL ARAB
4.50 *Tomorrow's Programmes*

Monday 14th August

11.30 Tilawat
11.45 Malfoozat
12.00 Eurofile
12.30 Learning Languages with Huzoor *Lesson 12 Part 1*
1.00 News
1.30 Around the Globe
2.00 "Natural Cure" *Homeopathy Lesson No.104*
3.00 *Nazam*
3.05 "Dilbar mera yehi hal" *Ch. Hadi Ali sb.*
3.30 MTA variety: *German programme "Islamicsh Press Shau".*
4.00 *Qaseedah*
4.10 LIQAA MA'AL ARAB
4.50 *Tomorrow's Programmes*

Tuesday 15th August

11.30 Tilawat
11.45 Seeratu-un-Nabee (s.a.w.)
12.00 Medical Matters: *"Health care of Mother and Child".*
12.30 Learning Languages with Huzoor *Lesson 12 part 2.*
1.00 News
1.30 Around the globe: *"Introduction of the first 14 members of Lajna Imaillah".*
2.00 "Natural. Cure" *Homeopathy Lesson No.105*
3.00 *Nazam*
3.05 *Cooking Lesson:* ALMAIDAH
3.35 Canada Speaks: *"Tech Talk"*
4.00 LIQAA MA'AL ARAB
4.50 *Tomorrow's Programmes*

Wednesday 16th August

11.30 Tilawat
11.45 Hadith
12.00 Eurofile: *Question Answer Session, Albanians with Huzoor - English and Albanian languages, 30/5/1995. 1st part.*
12.30 Learning Languages with Huzoor *Lesson 13 part 1*
1.00 News
1.30 MTA Life Style: *Sewing Class*
2.00 "Quran Class" *Tarjamatul Quran class No.78*
3.05 *Nazam*
3.10 MTA Variety: *"An Interview with Ch. Ahmad Mukhtar sahib*
3.40 *Qaseedah*
3.50 LIQAA MA'AL ARAB
4.50 *Tomorrow's Programmes*

Thursday 17th August

11.30 Tilawat
11.45 Malfozat
12.00 Medical Matters *with Dr.Mujeeb ul Haq Khan sahib*
12.25 Learning Languages with Huzoor *Lesson 13 part 2*
1.00 News
1.20 *Nazam*
1.30 Around the Globe: *Documentary*
2.00 "Quran Class" *Tarjamatul Quran class No.79*
3.00 *Nazam*
3.05 MTA variety : *Quiz from Karachi No.4*
3.30 Children's Corner: *Tarteelul Quran part 4*
3.45 *Qaseedah*
3.50 LIQAA MA'AL ARAB
4.50 - *Tomorrow's Programmes*

Programmes or their timings may change without prior notice. We welcome our viewers' comments and suggestions about the quality of the translations of the programme "Learning Languages with Huzoor". Programmes or their timings may change without prior notice. We welcome our viewers' comments and suggestions about the quality of the translations of the programme "Learning Languages with Huzoor". Please note, that there will be no "Learning languages with Huzoor" Class from Monday 24th July until 13th of August, and Inshallah this programme will be back on Monday the 14th of August at 12.30 p.m. London time.

Al Fazl International Weekly, London
16 Gressen Hall Road, London SW18 5QL (U.K)
ISSN: 1352 9587
TELEPHONE NO. 081-870 8517
FAX NO. 081-870 1095
Vol. 2 Friday, July 28, 1995 No. 30, 31

شذرات

(م-ا-ح)

ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ کے ایک احمدی، محترم ناصر احمد صاحب کو سیشن جج شیخوپورہ کی عدالت (؟) سے چھ سال قید اور ایک ہزار روپے جرمانے کی سزا کی خبر تمام احمدی دنیا نے سن لی ہوگی اور طبعاً سبھی اس پر رنجیدہ ہونگے۔ ان کا جرم یہ تھا کہ تین سال پہلے انہوں نے اپنی بیٹی کی شادی کے دعوت ناموں میں بسم اللہ الرحمان الرحیم، نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم، السلام علیکم اور نکاح مسنونہ وغیرہ کے الفاظ لکھے تھے۔ اس ظاہر و باہر ظلم اور ناانصافی پر ہم ریکارڈ کی خاطر منصف مزاج طبقہ سے مقامی اور قومی پریس میں احتجاج کر چکے ہیں لیکن ہماری اصل فریاد اس احکم الحاکمین کے حضور میں ہے جو ظالموں کا تعاقب کرتا ہے اور انہیں ان کے ظلم کے سبب نیست و نابود کر دیتا ہے۔ پاکستان جیسے بدنصیب ملک کے ارباب اقتدار کو متوجہ کرنا ایسے ہی ہے جیسے اندھے کے سامنے رونا اور اپنے دیدے کھونا۔

جن دفعات کے تحت ناصر احمد صاحب کو یہ سزا دی گئی ہے۔ وہ ضیاء الحق کے ۱۹۸۴ء کے اس بدنام زمانہ آرڈیننس کا شاخسانہ ہیں جن کی رو سے احمدیوں کے لئے ہر وہ کلمہ یا فعل قابل تعزیر جرم ہیں جن سے کسی طور ان کے مسلمان ہونے کا شبہ ہو۔ اس تقصیر کو "تشبہ بالمسلمین" کہتے ہیں اور اس کے لامتناہی مضرات کے بارے میں ہم بہت کچھ لکھ چکے ہیں۔ اس وقت ہم صرف یہ صراحت کرنا چاہیں گے کہ یہ واقعہ آج سے تین سال پہلے ہوا تھا اور اس وقت وہاں کے مقامی مجلس ختم نبوۃ کے ملاؤں نے تھانے میں رپٹ درج کرا کے موصوف ناصر احمد صاحب کو گرفتار کرا دیا تھا۔ یہ ایک قابل ضمانت جرم ہے لیکن جہاں اندھیر نگری ہو وہاں چوپٹ راج ہوتا ہے اور عدالتیں قانون کے بجائے سیاست کی تابع ہوتی ہیں اس لئے ضلعی جج، سیشن کچہری حتیٰ کہ ہائی کورٹ نے بھی ضمانت لینے سے انکار کر دیا تھا اور بالآخر سپریم کورٹ سے اپیل پر ان کی ضمانت پر رہائی ہوئی اور اس دوران اللہ کا یہ بندہ پولیس کی حوالاتوں یا جیلوں کی چکیوں میں سڑتا رہا۔ ان کی مظلومیت اور صبر کا اجر یقیناً انہیں اور ان کی اولاد در اولاد کو ملے گا اور انشاء اللہ ہماری آنکھوں کے سامنے ملے گا لیکن ہمیں حیرت اس بات پر ہے کہ ان جاہل ملاؤں کو اس دعوتی کارڈ کو بہانہ بنانے کی جگہ یہ بات کیوں نہ سوجھی کہ ناصر احمد صاحب کے والد محترم نے ان کا نام ہی مسلمانوں والا رکھا تھا۔ اگر اس بناء پر پرچہ کٹوایا جاتا تو نہ اتنا طویل عرصہ انتظار کرنا پڑتا اور نہ ہی کسی گواہی کی شہادت کی ضرورت ہوتی۔

بہر حال، بسم اللہ، السلام علیکم، انشاء اللہ وغیرہ کہنے یا لکھنے سے صرف احمدیوں کا "تشبہ بالمسلمین" ہوتا ہے اگر کوئی اور غیر مسلم اس کا مرتکب ہو تو نہ صرف "سب اچھا" ہے بلکہ شاید پسندیدہ بھی ہو۔ ہم اپنے قارئین کے علم، قانون دانوں کی دلچسپی اور پاکستان کے حکام بالخصوص سیشن جج شیخوپورہ کی توجہ کے لئے پاکستان کے ایک غیر مسلم سکھ شہری کے اسی قسم کے ایک دعوت نامے کا عکس شائع کر رہے ہیں۔ جس نے تمام اسلامی اصطلاحات کو جو ملاؤں کے بقول ان کی پیٹنٹ (Patent) ہیں، بڑی فراخدلی سے عبارت میں شامل کیا ہے۔ دیکھیں اب اس پر کیا ردعمل ہوتا ہے۔ سکھ بھائیوں کو ویسے بھی عرب ممالک میں ان کی ڈاڑھی اور سر کے بالوں کی وجہ سے "یا حاج" کہا جاتا ہے اور اس دعوت نامے کے متمنی شرکت جناب سردار کاہن سنگھ صاحب جو گوردوارہ جنم استھان کے متولی ہیں، اگر اپنے اس مرتبے کی بناء پر خود کو "خادم الحرم" لکھ دیتے تو پاکستانی ختم نبوت والے یا سعودی عرب کے حرمین کے اجارہ داران کا کیا بگاڑ لیتے۔

اب اس خوشکن دعوت نامے کا عکس ملاحظہ ہو۔ حسن اتفاق یہ ہے کہ یہ دعوت نامہ بھی ننکانہ صاحب سے جاری ہوا ہے اور زیادہ تر مقامی طور پر ضلع شیخوپورہ میں تقسیم ہوا ہے جو اسی سیشن جج کے حلقہ اختیار میں ہے جس نے مکرم ناصر احمد صاحب پر فرد جرم عائد کی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرمی و محترمی ______ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بتقریب سعید شادی خانہ آبادی

برخوردار سردار پریم سنگھ پریمی سلمہ و دختر نیک اختر

حسب پروگرام آپ کی شمولیت ہمارے لیے باعث مسرت و صد افتخار ہوگی۔

چشم براہ
سردار مستان سنگھ - محمد شہباز انجم
سردار کاکا سنگھ - محمد صادق
سردار نام سنگھ - حاجی محمد اقبال
ہمت سنگھ شاکر - رانا نسیم احمد خان - محمد رفیق بھوگو

متمنی شرکت
بیگم و کاہن سنگھ
محلہ بالیلا گوردوارہ
ہٹی صاحب -
ننکانہ صاحب

پروگرام انشاء اللہ تعالیٰ

بتاریخ 11 مارچ 1995 بروز ہفتہ

سہرابندی ... ... 1 بجے دوپہر
روانگی بارات ... ... 4 بجے شام

دعوت ولیمہ

بتاریخ 13 مارچ 1995 بروز سوموار

دعوت طعام ... ... 1 تا 2 بجے دوپہر

(پابندی وقت ملحوظ خاطر رہے)

باہر پرنٹنگ ایجنسی - ننکانہ صاحب

جستہ جستہ

قانون دان حضرات، جج صاحبان، دانشوروں اور علماء کرام سے تبادلہ خیال ہے۔ نجی گفتگو میں وہ بھی اس صورت حال پر نالاں ہیں، وہ محسوس کرتے ہیں کہ بہت ہو چکا ہے اس سے اسلام کی کوئی خدمت نہیں ہو رہی، الٹی بدنامی ہو رہی ہے، اس سلسلے کو بند ہونا چاہئے۔ البتہ بلی کے گلے میں گھنٹی باندھنے کے مسئلہ پر بحث ہوتی رہی۔ ایک ایسی ہی محفل میں ایک عالم دین نے گلہ کیا کہ قادیانیوں نے اقوام متحدہ بلکہ ساری دنیا میں پاکستان کی ساکھ کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔ وہ پاکستان میں احمدیوں پر مظالم کے سچے جھوٹے افسانوں کی مسلسل اشاعت کرتے رہتے، ان کے پاس پبلٹی کے وسیع ذرائع ہیں۔ دوسرے ملکوں کے لوگ ہمیں غیر مہذب، جاہل، متعصب اور وحشی تصور کرتے ہیں۔ ایک اور صاحب نے ان کی "تائید" کرتے ہوئے کہا مولانا! یہ صرف قادیانیوں پر ہی منحصر نہیں ہے زمانہ ایسا خراب آگیا ہے اور لوگ اتنے بے مروت ہو گئے ہیں کہ جس شخص کا بھی گلا زور سے دبانے کی کوشش کریں وہی آگے سے لال لال آنکھیں نکالتا ہے اور جس کسی کی چارپائی کے نیچے آگ جلائیں وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھتا ہے اور بدکلامی پر اتر آتا ہے۔ سارا قصور قادیانیوں ہی کا ہے؟ آپ کے بھائی بندوں نے جو "شغل" اپنا رکھا ہے وہ سب درست ہے۔

وہ مطمئن کہ سب کی زباں کاٹ دی گئی
ایسی خموشیوں سے مگر ڈر لگے مجھے

اقلیتوں کے ساتھ "مثالی" سلوک کے علاوہ ملاں شاہراہ ترقی میں مذہب کے نام پر اور کبھی سپیڈ بریکر تعمیر کرتے چلے جا رہے ہیں جس سے حکومت خود بھی پریشان ہے لیکن ماحول پر ملاازم کی ایسی جکڑ بندی اور خوف طاری ہے کہ حکومت بے بس نظر آتی ہے اور اپنے طرز عمل سے اس جال کی گرہیں اور مضبوط کرتی چلی جا رہی ہے۔ ملک کے الیکٹرونک میڈیا دن رات ملاازم کی خدمت پر مامور ہیں۔ بیسویں صدی اکیسوی صدی میں داخل ہو رہی ہے۔ اس عہد میں ایسی صورت حال کو بدلنا کون سا مشکل ہے، بشرطیکہ تقلید پرستی اور کٹر مذہبی جہالت پسندی کی اجارہ داری توڑ کر اجتہاد اور تحقیق و جستجو پر مبنی اسلامی پروگرام کو بھی تھوڑا بہت وقت دے دیا جائے۔ خیالات و نظریات کو ہمیشہ بہتر خیالات و نظریات سے یہ شکست دی جا سکتی ہے۔

آخر میں ایک کتاب سے چھوٹا سا اقتباس پیش خدمت ہے:

"پہلے وہ یہودیوں کو مارنے آئے، میں نے سوچا کہ میں تو یہودی نہیں ہوں، پھر کیمونسٹوں کا صفایا کرنے آ گئے، میں خوش تھا کہ میں کیمونسٹ نہیں ہوں، پھر وہ ٹریڈیونین والوں کا قلع قمع کرنے آئے مجھے اطمینان تھا کہ میں ٹریڈ یونین سرگرمیوں میں حصہ نہیں لیا۔ اب کی بار وہ میری گردن ناپنے آ رہے ہیں، مگر (بستی میں) کوئی بھی ایسا باقی نہیں ہے جو میری مدد کو آئے"۔

(کتاب "مذہب کا سرطان" صفحہ ۲۹ تا ۳۴، مصنف کوثر جمال، اشاعت نومبر ۱۹۹۵ء مطبع قومی پریس ۵۰ لوئر مال، لاہور۔)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْهُمْ تَسْحِيقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

Designing & Setting by Khalifa Rawahuddin Ahmad